تذکارِ فرید

(فن۔ پیغام اور شخصیت)

محمد اسلم میتلا

Marfat.com

تذکارِ فرید

(فن۔ پیغام اور شخصیت)

محمد اسلم میتلا

سرائیکی ادبی بورڈ (رجسٹرڈ) ملتان

2002ء

Marfat.com

سلسلہ مطبوعات نمبر 40

297.692
ف 55 م
142796

جملہ حقوق محفوظ

نام کتاب .... تذکارِ فرید
مصنف .... محمد اسلم میتلا
ناشر .... سرائیکی ادبی بورڈ (رجسٹرڈ) ملتان
سالِ اشاعت 2002ء
کمپوزنگ .... کمپوگرافکس، ملتان
مطبع .... بسم اللہ پرنٹنگ ایجنسی ملتان
قیمت .... -/150 روپے

اے کتاب وزارت اطلاعات وثقافت حکومت پنجاب
دے مالی تعاون نال چھاپی گئی

Marfat.com

انتساب

محترم ماہرینِ فریدیات

صوفی احمد جان صادق فریدی صاحب

مولانا عبدالحق احسان صاحب

مولانا محمد عمر صاحب

کے نام

نہایت عقیدت سے

Marfat.com

Marfat.com

فہرست

۱۔	نظم - خواجہ فرید	۷
۲۔	پہلا صفحہ	۹
۳۔	گزشتہ سے پیوستہ	۱۱
۴۔	تذکارِ فرید	۱۹
۵۔	حیات فرید کا دینی روحانی اور تبلیغی پہلو	۲۵
۶۔	ستارگانِ بزمِ فرید	۳۰
۷۔	فرید اور اوحدی	۳۹
۸۔	فرید اور سید	۴۶
۹۔	مجالس الفرید ایک دریافت	۵۱
۱۰۔	رسالہ الفرید اور فریدیات	۵۶
۱۱۔	سفرنامہ ہائے حج خواجہ غلام فرید	۶۲
۱۲۔	فریدیات اور عربی زبان	۶۹
۱۳۔	فریدیات اور انگریزی زبان	۷۴
۱۴۔	ترتیب طباعت و ترجمہ کلامِ فرید	۸۰
۱۵۔	تخلیق کلام فرید عہد بہ عہد	۸۷
۱۶۔	کلامِ فرید اور اضافی کافیاں	۹۲
۱۷۔	دیوان اُردو خواجہ فرید	۹۵
۱۸۔	تقابل دیوانِ فرید اُردو	۱۰۱
۱۹۔	کلامِ فرید میں غیر مذاہب کے حوالے	۱۱۸
۲۰۔	موضوعات و خصائص کلامِ فرید	۱۲۲

Marfat.com

۲۱۔	خواجہ فرید اور لوائح جامی	۱۲۹
۲۲۔	فرید اور ذوقِ شعر و سخن	۱۳۳
۲۳۔	خاندان فرید اور شعر گوئی	۱۳۹
۲۴۔	کوٹ مٹھن اور چاچڑاں	۱۴۷
۲۵۔	تذکرہ فرید محل	۱۵۱
۲۶۔	سرائیکی کلام فرید کا منظوم اُردو ترجمہ (اسلم)	۱۵۴
۲۷۔	تفصیل عکس ہائے	۱۶۱
۲۸۔	سوانحی خاکہ مصنف	۱۸۰
۲۹۔	کتابیات	۱۸۲

Marfat.com

خواجہ فرید

دل کی آنکھوں سے کیا ہے جس نے دیدارِ فرید
کھل گئے اس پر سراسریارو اسرارِ فرید

گل شریعت اور طریقت کے بھی ہیں جلوہ نما
معرفت کے عطر سے مہکا ہے گلزارِ فرید

درس سے وحدت کے اسکے ہے منور اک جہاں
راہ منزل کی دکھائیں خوب افکارِ فرید

کوٹ مٹھن چاچڑاں دونوں ہی مسکن اسکے ہیں
اور روہی کو کہوں کیوں نہ میں آثارِ فرید

عشقِ احمد اس کی رگ رگ میں بسا ہے بالیقیں
جو محبّ مدنی کا ہے بس وہ ہے دلدارِ فرید

جو بھی سائل در پہ آیا با مراد اس کو کیا
کب نہیں ہے مہرباں اور کس پہ سرکارِ فرید

تاابد پیغام اسکا رہبرِ راہِ وفا
ہر دور اس کا دور ہے اور سب ہیں ادوارِ فرید

Marfat.com

ہر گھڑی جاری جہاں ہے ذکرِ قرآن حدیث
عالم و حافظ جہاں ہیں وہ ہے دربارِ فرید

ہے تصوف کا خزانہ فارسی اشعار میں
دیواں سرائیکی اور اردو کے ہیں شہکارِ فرید

ہیں اشارات اور مناقب میں سراسر ہی گہر
اہلِ دانش کے لیے تسکین اذکارِ فرید

فکر سے اپنے بنا ممدوح اقبال و عطا
ہر عمل احسن ہے اسکا یہ ہے کردارِ فرید

وہ پیکر صدق و صفا وہ منبع علم و حیا
اک زمانے پر عیاں ہے جود و ایثارِ فرید

تارکِ احکام دیں ہو ایسا ممکن ہی نہیں
ہے وہ پابندِ شریعت جو ہے ہُشیارِ فرید

ذکر کو سمجھا ہے اس کے میں نے اسلم کارِ خیر
ایسے عالم میں ہوئی تخلیقِ ''تذکارِ فرید''

Marfat.com

پہلا صفحہ

''تذکارِ فرید'' ماہرِ فریدیات سئیں محمد اسلم میتلا دی تحقیقی کتاب ہے تے اے سرائیکی ادبی بورڈ دی چالیہویں پیش کش ہے۔ ایں توں پہلے فریدیات دے سلسلے وچ فرید صدی دے حوالے نال جیڑھیاں کتاباں شائع تھیئن اُنہیں دی تفصیل اے ہے:-

۱۔	Dimensions of Khawaja Farid's Metaphysics	ڈاکٹر شہزاد قیصر
۲۔	پاکستان میں مطالعہ فرید کی روایت	خورشید عالم
۳۔	عکس فرید	ڈاکٹر طاہر تونسوی
۴۔	فکر فراق فریدی	مہر گل محمد
۵۔	کون فرید فقیر	دلشاد کلانچوی
۶۔	سلک سلوک فریدی	حمید الفت ملغانی
۷۔	Selected Kafies of Khawaja Farid	عامر حفیظ ملک
۸۔	تناظراتِ فرید	عائذہ قریشی
۹۔	خواجہ غلام فرید: شخصیت اور شاعری	ڈاکٹر روبینہ ترین
۱۰۔	فرمودات فرید	ڈاکٹر طاہر تونسوی
۱۱۔	خواجہ فرید۔ فکر و فن	ڈاکٹر محمد امین
۱۲۔	نذرِ فرید	محمد حیات چغتائی

ایں ساریاں کتاباں اپنے موضوعات دے حوالے نال یقینی طور تے فریدیات دے تحقیقی تے تنقیدی ورثے وچ بہوں وڈا اضافہ ہن تے ایندا اظہار تبصریں تے خطیں

Marfat.com

وچ سرائیکی تے اُردو دانشوریں کیتے تے سرائیکی ادبی بورڈ دے ایں کم دی داد ڈتی ہے۔ اے ہئی گالھ اے جو کتاباں خریدن آلے پاسے توجہ نئیں کیتی گئی پر اساڈے کیتے اُتلی گالھ وی حوصلے آلی ہے۔

تازہ کتاب ''تذکارِ فرید'' سئیں محمد اسلم میتلا دی تحقیقی کتاب ہے جیندے وچ خواجہ فرید دے فکر و فن، شخصیت تے پیغام دے سلسلے وچ بہوں ساریاں معلومات پہلی دفعہ سامنے آئین تے ایندے وچ فریدیات نال تعلق رکھن آلے ۲۵ مضمون تے محمد اسلم میتلا دا کیتا ہوا خواجہ فرید دے سرائیکی کلام دا منظوم اُردو ترجمہ شامل ہن جیڑھے میڈے نزدیک ہک دستاویز ہن۔ سئیں محمد اسلم میتلا دی خصوصیت اے ہے جو او نایاب مواد کٹھا کرتے سامنے گھن آندن تے اُنہیں دیاں کتاباں ذکرِ فرید، انوارِ فرید، فرید نامہ تے ذوقِ فرید دی وی ایہا صورت ہے۔ ایندا بہوں وڈا فیدہ اے تھیندے جو کم کرن آلیں کوں خام مواد مل ویندے۔ میڈے نزدیک اے بہوں وڈی گالھ اے تے مواد دی تلاش تے گول کیتے سئیں محمد اسلم میتلا دے حوصلے تے ہمت دی داد ڈیونا پوندی اے۔ میکوں اُمید ہے جو ''تذکارِ فرید'' ہر حوالے نال فریدیات وچ ہک اہم اضافہ ثابت تھیسی۔

ڈاکٹر طاہر تونسوی
سیکرٹری جنرل (اعزازی)

سرائیکی ادبی بورڈ ملتان
العائشہ، غالب سٹریٹ
غفاریہ کالونی، بوسن روڈ، ملتان

Marfat.com

گزشتہ سے پیوستہ

کتاب ہذا کی ترتیب روداد بیان کرنے سے پہلے اگر فریدیات کے حوالے سے اپنی گزشتہ کاوشوں کا مختصر تذکرہ نہ کیا جائے تو بات ادھوری رہ جاتی ہے۔ راقم الحروف قبل از تین کتب فریدیات کے حوالے سے نذر قارئین کر چکا ہے جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

ذکرِ فرید	سرائیکی
انوارِ فرید	سرائیکی
فرید نامہ	اُردو

جیسا کہ متذکرہ بالا کتب میں بھی عرض کر چکا ہوں کہ فریدیات کے حوالے سے ہمیشہ نت نئے موضوعات کی تلاش کو ہی پیشِ نظر رکھا ہے اور کتاب ہذا کو بھی اسی عمل کا تسلسل کہا جا سکتا ہے۔ جن موضوعات پر اس سے قبل میں اپنی تحریریں پیش کر چکا ہوں ان کا ذکر اس لیے ضروری سمجھتا ہوں کہ اس کتاب کے قاری کے ذہن میں یہ تاثر نہ ابھرے کہ خواجہ صاحب کے بارے میں مکمل معلومات نہیں دی گئیں۔ عنوان ہائے موضوعات جو ہر سہ متذکرہ بالا کتب کا حصہ ہیں درج ذیل ہیں۔

(۱) حیات فرید تاریخ وار
(۲) حیات فرید ایک نظر میں
(۳) خواجہ فرید اور جنوبی پنجاب
(۴) خاندانِ فریدیہ اور سلسلۂ درس و تدریس
(۵) فرید اور حسینیت
(۶) خواجہ فرید کا روحانی سفر
(۷) فرید اور نظریۂ وحدت الوجود
(۸) فرید ایک عارف کامل
(۹) خواجہ فرید اور روہی
(۱۰) کافی کی بحیثیت صنف ہمہ گیریت
(۱۱) خواجہ فرید اور علم موسیقی
(۱۲) خواجہ فرید اور لسانیات
(۱۳) فرید اور اقبال
(۱۴) فرید اور بخاری
(۱۵) صادق اور فرید
(۱۶) خواجہ فرید اور مختلف شخصیات

Marfat.com

۱۷) کلامِ فرید اور رنگ طرب (۱۸) کلامِ فرید کا جمالیاتی پہلو

۱۹) کلامِ فرید اور لوک داستانیں (۲۰) کلامِ فرید اور صنف قصیدہ

۲۱) خواجہ فرید کی ہندی شاعری (۲۲) خواجہ فرید کی سندھی شاعری

۲۳) خواجہ فرید کی فارسی شاعری (یہاں یہ تذکرہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ کلامِ فرید فارسی مختلف کتب مطبوعہ اور قلمی بیاضوں سے جمع کرکے شاملِ کتاب کیا گیا۔ اس طرح یہ کام پہلی مرتبہ سرانجام دیا گیا کیونکہ کوئی مطبوعہ دیوان تاحال دستیاب نہ ہوا ہے)

۲۴) فرید اور عشقِ رسول (۲۵) کافیوں کا پس منظر

) رسالہ العزیز اور فریدیات (۲۷) دیوانِ فرید اور قلمی دیوانوں کا تقابلی جائزہ

۲۸) فریدیات پر علمی سرمایہ (۲۹) تذکرہ ماہرینِ فریدیات کا

۳۰) فریدیات سرحد پار (۳۱) فرید ایک اُردو شاعر

۳۲) فرید بحیثیت نثر نگار (۳۳) فرید اور دوہے

۳۴) فرید اور قدیم سرائیکی شعرا (۳۵) فرید اور اس کے ہمعصر سرائیکی شعرا

۳۶) خواجہ فرید کے ہمعصر اُردو شعرا (۳۷) خواجہ فرید کے کلام کے منظوم تراجم

۳۸) منظوم خراجِ عقیدت (۳۹) خواجہ فرید کے کلام کا منظوم سرائیکی ترجمہ (راقم)

۴۰) تفصیل عکس ہائے دستاویزات

کتب مندرجہ بالا کے دیباچہ ہائے محترم ڈاکٹر عبدالحق (ذکرِ فرید)، محترم پروفیسر فرخ درّانی (انوارِ فرید) اور محترم علامہ میر حسان الحیدری نے بکمال شفقت تحریر فرمائے۔ علاوہ ازیں خواجہ صاحب پر راقم کی تین نظمیں بھی شامل کی گئی تھیں۔ سرائیکی میں کتب راقم نے خود چھپوائی تھیں جبکہ مؤخرالذکر فرید نامہ جناب عمر کمال خان نے بکمال محبت اور پرخلوص اصرار سے بزم ثقافت کے زیرِ اہتمام چھپوائی۔

ان کتب کی اشاعت کے بعد راقم کے پاس ڈھیروں خطوط اہلِ علم و دانش کی جانب سے موصول ہوئے جس کے لیے مَیں ان کا بے حد مشکور ہوں۔ بالخصوص ڈاکٹر

Marfat.com

الیاس عشقی کے یہ الفاظ کہ انہیں خواجہ صاحب پر معلومات کا جو ذخیرہ درکار تھا وہ اس کتاب میں نہ صرف دستیاب ہوا بلکہ مزید معلومات بھی ملیں۔ مَیں اِسے ڈاکٹر الیاس عشقی کی عظمت ہی کہہ سکتا ہوں ورنہ من آنم کہ من دانم۔

مندرجہ بالا کتب کی طباعت کے بعد کچھ موضوعات پر جزوی معلومات ملیں جن کے لیے علیحدہ باب کی ضرورت نہ ہے اس لیے ان کا تذکرہ کرنا اس لیے ضروری سمجھتا ہوں کہ فریدیات کا سفر آگے بڑھتا رہے۔

حیاتِ فرید کے سلسلے میں مجھ سے ایک مہربان نے سوال کیا کہ خواجہ صاحب کی والدہ اور دختر کے اسما گرامی کیا تھے۔ مَیں نے اس سلسلہ میں مولانا غلام محمد صاحب (چاچڑاں) کو خط لکھا تو اس کے جواب میں انہوں نے جو معلومات دیں ان کے مطابق خواجہ صاحب کی والدہ کا نام مسماۃ عائشہ جبکہ دختر کا نام گرامی مائی الودن تھا۔

تلاش کتب

خواجہ غلام فرید کی حیات فن اور پیغام پر جو سرمایہ میسر تھا اس سے بھی اپنی کتب کی ترتیب میں استفادہ کیا۔ لیکن کتب اور دستاویز کی تلاش کو بھی مقصد حیات بنایا۔ اس وقت ان کاوشوں کا تذکرہ کرنا ضروری سمجھتا ہوں تاکہ فریدیات کے طالب علم بھی اس سلسلے میں اس سفر کو آگے بڑھائیں۔ اس سفر تلاش کتب دستاویزات میں جو مشکلات پیش آئیں ان کا تذکرہ ضروری نہیں سمجھتا کیونکہ اب یہ قصۂ پارینہ ہے۔ مختصر تذکرہ تلاش و تحقیق کتب و دستاویزات درج ذیل ہے۔

۱۔ تملیک نامہ بحق جان بی بی

اس دستاویز کے سامنے آنے سے یہ مسلسل غلطی دور ہوئی کہ رہی والی بی بی کا نام ہوت بی بی تھا۔ خواجہ صاحب نے یہ دستاویز بحق جان بی بی تحریر کی ہے۔ فرید نامہ کے صفحہ نمبر ۲۷ پر اس کا عکس موجود ہے۔ یہ دستاویز فیروزہ سے دستیاب ہوئی۔

Marfat.com

۲۔ قلمی تحریر خواجہ غلام فرید

خواجہ صاحب نے اپنے زمانہ طالب علمی میں مولانا جامی کی کتاب جو توحید کے موضوع پر ہے اپنے ہاتھ سے تحریر کی۔ یہ واحد تحریر اس وقت دستیاب ہے جو خواجہ صاحب کے اپنے ہاتھ کی تحریر ہے۔ خطوط ضرور میسر ہیں مگر ان پر خواجہ صاحب کے صرف دستخط ہیں۔ عبارت گفتہ نویس حضرات کی ہے۔ اس کتاب کا عکس فرید نامہ کے صفحہ نمبر ۲۳۰ پر موجود ہے۔ یہ قلمی کتاب تھلہ شریف صادق آباد سے میسر آئی۔

۳۔ قدیم قلمی دوادین فرید

تلاش قلمی دوادین خواجہ فرید کی تلاش کے سفر میں دس قلمی دوادین تک رسائی حاصل کی جن کی تفصیل فرید نامہ اور کتاب ہذا میں درج ہے۔

(الف) دیوان حدادیہ- یہ مولانا حداد کا محررہ قلمی دیوان (سال تحریر ۱۳۱۶ھ دوران حیاتِ فرید) ہے۔ یہ اسد نظامی صاحب کا ملکیہ ہے۔ اس کے عکس فرید نامہ کے صفحہ نمبر ۱۵۷ پر موجود ہے۔

(ب) نسخہ نباہیہ- یہ دیوان میاں نباہو کا تحریر کردہ ہے۔ لانگے خاں لائبریری ملتان کی ملکیت ہے۔ فرید نامہ کے صفحہ نمبر ۱۷۴ پر عکس موجود ہے۔

(ج) نسخہ مخدومیہ -مخدوم محمد بخش مئومبارک کے خاندان میں ڈاکٹر محمد حسین صاحب کی ملکیت ہے۔ اس میں کافی کے ساتھ راگ بھی درج ہے۔

(د) نسخہ جیلانیہ- یہ سید انیس شاہ صاحب (محمد آباد سنجر پور) کی ملکیت ہے۔ جس میں دو اضافی کافیاں ہیں۔

(ر) نسخہ برخورداریہ- مولانا برخوردار (استاذ نظم خواجہ فرید) کا تحریر کردہ ہے اور ان کے پوتے مولانا غلام محمد چاچڑاں شریف کی ملکیت ہے۔ عکس صفحہ نمبر ۱۷۶ فرید نامہ میں ہے۔

(س) نسخہ فقیریہ- مولانا برخوردار کے فرزند فقیر اللہ کا تحریر کردہ ہے اور تھلہ شریف میں خواجہ نصر الدین محمود کی ملکیت ہے۔ سال تحریر ۱۳۵۸ھ ہے۔ عکس صفحہ

Marfat.com

نمبر ۱۷۳ پر فرید نامہ میں ہے۔

(ص) نسخہ غلامیہ - یہ مولانا غلام محمد ساکن چاچڑاں شریف کی ملکیت ہے اور نسخہ برخوردار یہ ہی کی نقل ہے۔ عکس صفحہ ۱۴۳ فرید نامہ میں ہے۔

(ط) نسخہ پیریہ - یہ سردار پیر بخش نورانی کا تحریر کردہ ہے۔ سال تحریر سال ۱۳۵۴ھ۔ عکس شامل ہے۔

(ع) نسخۂ پیریہ ثانی - یہ سردار محمد بخش نورانی کا تحریر کردہ ہے۔ سال تحریر ۱۳۵۸ھ ہے۔ عکس شامل ہے۔

(ف) نسخہ احمدیہ - یہ مرزا احمد بیگ سکنہ ڈیرہ دار کا تحریر شدہ ہے۔ اس میں ایک کافی اضافی ہے۔

(ک) نسخہ چراغیہ - یہ سید چراغ شاہ (جن پور) کا تحریر کردہ ہے اور سال تحریر ۱۹۰۸ء ہے۔ اس میں آٹھ اضافی کافیاں شامل ہیں۔ یہ راقم کی ملکیت ہے۔

(ل) نسخہ برخوردار یہ اُردو - یہ مولانا غلام محمد سے دستیاب ہوا ہے جو مولانا برخوردار کی تحریر ہے۔ عکس شامل ہے۔

متذکرہ بالا دواوین قلمی کا تذکرہ اس لیے ضروری تھا کہ حال اور مستقبل کے محققین فریدیات کے لیے آسانی ہو۔ ان کی تلاش میں جو مشکلات اور تامل کی صورتِ حال پیش آتی رہی اس کو صرفِ نظر کرتے ہوئے مَیں تمام حضرات جن کی ملکیت میں یہ سرمایہ ہے کا شکریہ تہِ دل سے ادا کرتا ہوں وہ اس لیے بھی کہ کہیں سے مایوسی کی صورت پیش نہیں آئی۔

۴۔ کلامِ فرید فارسی

کلامِ فرید دیوان کی صورت فارسی میں طبع شدہ موجود نہیں ہے۔ راقم نے قلمی بیاضوں اور مختلف مطبوعہ کتب میں منتشر کلامِ فرید فارسی کو جمع کر کے فرید نامہ میں درج کیا۔ دستیاب کلامِ فرید فارسی کا منظوم اُردو ترجمہ راقم نے کیا اور اب وہ ''ذوقِ فرید'' کے عنوان سے الگ زیرِ طباعت ہے۔

Marfat.com

۵۔ مجالس الفرید

یہ قلمی کتاب صوفی احمد جان فریدی کی تصنیف کردہ ہے۔ اس کتاب کی تیاری میں مصنف نے اپنے خاندان کے بزرگوں کی تصنیف کردہ کتب قلمی سے استفادہ کیا ہے۔ یہ کتاب سن ہائے اور تاریخ ہائے کے حوالے کے ساتھ خاندان کوریجہ خواجہ عاقل محمد تا خواجہ غلام فرید احوال مقابیس المجالس کی طرز پہ لکھے ہیں۔ اس کتاب کی تلاش میں راقم کو کئی بار مختلف جگہوں پر جانا پڑا۔ حیاتِ فرید کے سلسلے میں نہایت نادر مواد دستیاب ہوا ہے۔

۶۔ سفر نامہ حج خواجہ غلام فرید

یہ مولانا محمد عمر کی فارسی تحریر ہے جو خواجہ صاحب کے سفر حج کے حالات پر مشتمل ہے۔ مولانا محمد عمر شریکِ سفر حج تھے۔ مقامی حالات اور روایات کے اعتبار سے نہایت اہم معلومات دستیاب ہوئی ہیں۔ راقم نے اس کا فارسی سے اُردو ترجمہ اور تلخیص کی اور ایک مضمون اس کتاب میں شامل کیا ہے۔ اس سفر نامہ کی فوٹو سٹیٹ محترم خواجہ معین الدین محبوب صاحب سجادہ نشین کوٹ مٹھن کے توسط سے حاصل ہوئی۔

۷۔ منظوم تراجم

فارسی زبان میں خواجہ صاحب کے سرائیکی کلام کا منظوم ترجمہ فرید بخش فریدی نے کیا۔ اس قلمی نسخے تک رسائی حاصل کی جس کا عکس صفحہ نمبر ۲۵۹ پر فرید نامہ میں موجود ہے۔ علاوہ ازیں راقم نے کلامِ فرید سرائیکی کو اُردو میں منظوم کیا۔ فارسی کلام کو اُردو میں منظوم کیا۔ اُردو کلام کو سرائیکی میں منظوم کیا۔ فرید نامہ اور کتاب ہذا میں یہ تراجم ملاحظہ کیا جاسکتے ہیں۔

۸۔ مطبوعہ سرمایہ - قند مکرر

فریدیات کے موضوع پر کتب کی تلاش چونکہ مسلسل جاری رہا۔ اس لیے درج ذیل مطبوعہ کی دستیابی ممکن ہوئی۔

نمبر شمار	نام کتاب	مصنف	مطبوعہ
(i)	مناقب فریدی (حصہ اول)	مرزا احمد اختر	۱۸۹۷ء

Marfat.com

(ii)	مناقب فریدی (حصہ دوم)	مرزا احمد اختر	
(iii)	سفرنامہ فریدی	مرزا احمد اختر	۱۳۱۴ھ
(iv)	کشف الخلافہ	مرزا احمد اختر	۱۳۱۹ھ
(v)	سوانح عمری فرید ثانی	مرزا احمد اختر	

ان کتب کی دستیابی کے بعد محترم جاوید چانڈیو نے راقم سے حاصل کیں اور ان کے دوسرے نسخے کی عدم دستیابی کے بارے میں کتاب خواجہ فرید مرتبہ جاوید چانڈیو میں اس طرح رقم طراز ہیں:

''مناقب فریدی کا اصل نسخہ تو میرے گھر پر موجود تھا لیکن دیگر کتب مجھے محمد اسلم میتلا صاحب سے فوٹوسٹیٹ کی شکل میں حاصل ہوئیں جن کے لیے مَیں اُن کا ممنون ہوں۔ ان میں سے کچھ کے عکس ناقص تھے۔ اپنے بس تک کوشش کے باوجود کوئی اصل نسخہ نہ مل سکا تو مجبوراً انہی فوٹوسٹیٹ پر گزارہ کرنا پڑا۔''

ان پانچوں کتب کو ایک ہی جلد میں جاوید چانڈیو صاحب ''خواجہ فرید'' کے عنوان سے حواشی کے بعد شائع کیا تھا۔

اس طرح کتب سفرنامہ فریدی، کشف الخلافہ اور سوانح عمری فرید ثانی واحد نسخے تھے جو راقم کے پاس تھے۔ ازاں بعد ان کی دوبارہ اشاعت کی صورت ہوئی اور فریدیات کے مواد میں اضافہ کی صورت ہوئی۔ یہاں یہ عرض کر دینا ضروری محسوس کرتا ہوں کہ درج بالا کتب اصل یا فوٹوسٹیٹ کی شکل میں راقم کے پاس موجود ہیں۔

محترم ڈاکٹر طاہر تونسوی صاحب کا نوازش نامہ موصول ہوا کہ وہ یہ کتاب اپنی نگرانی میں طبع کرانا چاہتے ہیں جس کے لیے مَیں ان کا بے حد ممنون ہوں۔ چنانچہ حسبِ خواہش ان کی خدمت میں مسودہ روانہ کر رہا ہوں۔ مَیں حبیب اللہ اوسی صاحب کا بھی مفید مشوروں کے سلسلے میں مشکور ہوں۔

قارئین سے التماس ہے کہ وہ اپنی قیمتی آراء سے بذریعہ خط نوازیں تا کہ اس

Marfat.com

سفر کو بطریق احسن جاری رکھا جا سکے۔

محمد اسلم میتلا
سول جج (ریٹائرڈ)
نعمت والا چک نمبر 115/10-R
تحصیل وڈاکخانہ جہانیاں
ضلع خانیوال

Marfat.com

تذکارِ فرید

حیاتِ فرید پر خواجہ صاحب کی حیات میں ہی کام شروع ہو گیا تھا۔ مرزا احمد اختر جن کا تعلق مغلیہ شاہی خاندان سے تھا اکثر خواجہ صاحب کی خدمت میں حاضر رہتے تھے۔ انہوں نے مناقب فریدی دو جلدوں میں شائع کرائی جس سے خواجہ صاحب کے خاندان کے بارے میں بیش بہا معلومات بہم پہنچائیں۔ علاوہ ازیں سفرنامہ فریدی ترتیب دیا جس میں خواجہ صاحب کے سفرِ حج کے حالات ہیں۔ حتیٰ کہ سوانح عمری فرید بھی ترتیب دے کر شائع کرائی۔ فیضانِ فریدی اور آئینِ فریدی کتب بھی ترتیب دیں۔ اسی طرح حیات فرید میں ہی مولانا رکن الدین نے پانچ جلدوں میں خواجہ صاحب کے فرمودات و معمولات پر مشتمل مقابیس المجالس (اشاراتِ فریدی) ترتیب دی جس کا اب اُردو میں ترجمہ ہو چکا ہے۔ اس کتاب کے مطالعے سے حیاتِ فرید کے بارے میں آگاہی ہوتی ہے۔

متذکرہ بالا کتب وہ سرمایہ شامل ہے جو حیاتِ فرید میں شائع ہوا مگر خواجہ صاحب کے وصال کے بعد بھی جو واقعات، فرمودات روایتاً ہم تک پہنچے ہیں ان کے بارے میں عوام و خواص تک معلومات فراہم کیا جانا وقت کا اہم تقاضہ ہے۔ اس سلسلے میں فریدی حضرات غور و خوض کرتے رہے ہیں اور اپنے تئیں کوششوں میں بھی مصروف رہے ہیں۔

مکتبہ معین الادب جامع مسجد ڈیرہ غازی خان کی جانب سے ایک اطلاع کچھ اس طرح شائع ہوتی ہے:

> ''کتاب ہفت الاقطاب کا دوسرا حصہ مسمّٰی بہ مظاہر الفرید عرصہ سے تیار ہے کوشش کی جائے گی کہ جلد طبع ہو۔''

یہ اطلاع فوائد فریدیہ کے اُردو ترجمہ جو فقیر معین شاہ جمالی نے کیا ہے کے آخری صفحہ پر دی گئی ہے۔

Marfat.com

تا حال یہ کتاب بھی میری معلومات کے مطابق شائع نہ ہوئی ہے۔ اگر اب بھی ایسا ہو جائے تو فریدیات کے سفر میں خاصی پیشرفت ہو سکتی ہے۔

اسی طرح ماہنامہ ''الفرید'' چاچڑاں کے شمارے جنوری ۱۹۵۰ء میں ''دربارِ فرید'' کے عنوان سے ایک مضمون میں کیفی جامپوری لکھتے ہیں:

> ''جن لوگوں کو اس دربار میں حاضری کی عزت حاصل رہی ان میں سے چند اصحاب سے اکثر و بیشتر مجھے موقعہ ملتا رہتا ہے وہ جب خواجہ کا ذکر کرتے ہیں تو یوں معلوم ہوتا ہے کہ ایک عاشق صادق اپنے محبوب کے لطف و کرم کی داستان بیان کر رہا ہے۔ خواجہ صاحب کی داستانیں ان کے مریدوں میں بکھری پڑی ہیں۔ ارادہ ہے کہ دربارِ فرید میں شرفیاب حضرات کا تذکرہ قارئین کے سامنے پیش کیا جائے۔''

مختصر یہ کہ واقعات و حالات کو جمع کرنے کی فکر فریدی حضرات کے اذہان میں کافی عرصے سے گردش کرتی چلی آ رہی ہے مگر مبسوط شکل میں کوئی تحریر یا کتاب سامنے نہ آئی ہے۔ راقم الحروف نے بھی اپنی سی کوشش کی ہے اور جو واقعات میسر آ سکے ہیں انہیں درج کیا جا رہا ہے تا کہ اس سمت سفر کا نئے سرے سے آغاز ہو سکے۔

اجمیر شریف کے سجادہ نشیں جو خواجہ اللہ بخش تونسوی سے بیعت تھے خواجہ غلام فرید کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کافی عرصہ خدمت میں رہے اور بیعت کی درخواست کی تو خواجہ صاحب خاموش رہے اور طبع مبارک پر یہ بات گراں گزری۔ سجادہ نشین نے دوبارہ استدعا کی تو آپ نے فرمایا اگر فرید جھوٹ نہیں بولتا تو تمہارا پیر و مرشد ایسا ہے کہ ایسا اور کوئی پیر نہیں۔

نواب قیصر خان والئی ریاست جھل بیعت کے لیے حاضر ہوتا ہے تو خواجہ صاحب توجہ نہیں فرماتے۔ رفقا اور ملازمین سے کہا کہ اگر خواجہ صاحب نے آج مجھے مرید نہیں کیا تو بندوق سے خود کو اُڑا دوں گا۔ دربار خواجہ صاحب میں حاضر ہوتا ہے تو خواجہ

Marfat.com

فرماتے ہیں قیصر خاں جلدی آ تجھے بیعت کرتے ہیں، تری بندوق سے ڈر آ رہا ہے۔ قیصر خاں بیعت کر کے مسرور ہو کر اپنے وطن واپس لوٹ جاتا ہے۔

خواجہ صاحب ملک صاحب صاحبان پنوہاں کے ہاں قیام پذیر تھے تو سید مراد شاہ نامی شخص حاضر ہو کر چھ جوڑے بیلان کا سوال کرتا ہے۔ ملک صاحب چھ جوڑے بیل پیش کر دیتے ہیں اور خواجہ صاحب اپنی طرف سے پچاس روپیہ بھی شاہ صاحب کو عنایت کرتے ہیں۔

رئیس شجاع آباد کھیم سنگھ نے رانا پلیہ اور رانا گل بہار کے خلاف خطرناک مہم شروع کی۔ تو وہ خواجہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے اور تمام واقعات بیان کیے اور درخواست کی کہ ان کے دشمن تباہ و برباد ہو جائیں تو خواجہ صاحب نے فرمایا کہ فکر نہ کریں وہ تمہارا کچھ نہ بگاڑ سکیں گے۔ رانا صاحبان واپس پہنچے تو معاملہ سرد پڑ چکا تھا اور مخالفین ان کا بال بھی بیکا نہ کر سکے۔

موسیٰ نامی ساکن جھگی والا بوجہ عارضہ ریح چلنے پھرنے سے تنگ تھا۔ عرس کے موقع پر اپنی پگڑی اتار خواجہ صاحب کے پاؤں پر رکھ دی اور بولا کہ آپ تو چل پھر رہے ہیں اور مَیں بیٹھا ہوں۔ جس پر حضور نے فرمایا کہ تو بھی چل پھر۔ موسیٰ اپنے پاؤں پہ کھڑا ہو گیا اور تیس کوس پیدل سفر کر کے گھر پہنچ جاتا ہے۔

ایک دفعہ خواجہ صاحب ریاست جیسلمیر تشریف لے گئے۔ اثنائے راہ ایک ویران عمارت دیکھی تو وہاں ایک پختہ اینٹ پر لکھا تھا یہاں پچیس ہزار اشرفی دفن ہیں۔ آپ نے خشت اٹھا کر دیکھا تو وہاں اشرفیوں کا ڈھیر موجود تھا۔ آپ نے خشت وہاں لگا دی اور فی الفور روانہ ہو گئے۔ چاچڑاں پہنچ کر یہ واقعہ بیان کیا تو میاں جی نبا ہو بہت تلملائے مگر بے سود۔

حکیم ابراہیم جن پوری ایک دفعہ خواجہ صاحب کے ساتھ کراچی گئے ہوئے تھے۔ خواجہ صاحب دوسرے کمرے میں قیام پذیر تھے۔ حکیم صاحب اپنے دیگر ساتھیوں کے ساتھ عنفوانِ شباب کی ناشائستہ کہانیاں ایک دوسرے کو سنا رہے تھے۔ اللہ بخش خادم

Marfat.com

نے آواز دی اور کہا کہ خواجہ صاحب بلا رہے ہیں۔ حکیم صاحب حاضر ہوئے تو خواجہ صاحب نے فرمایا کہ اپنے گناہان ماضیہ کو دہرا کر اپنے جرائم پر گواہ بنا رہے ہو۔ پھر اللہ بخش خادم کو بلایا اور حکیم صاحب کو آم کھانے کے لیے دیئے۔

مولوی اللہ بخش چیھا ملازم خواجہ صاحب ایک دفعہ کسی محبت میں گرفتار ہوئے اور خواجہ صاحب کی محفل میں حاضر ہوئے کہ علاج دریافت کریں۔ اپنا مدعا قلبی اور باطنی عرض کیا۔ خواجہ صاحب نے نگاہ اٹھائی اور یہ نگاہ کا اٹھنا تصرف کا تھا۔ اس کے بعد مولوی صاحب کے دل کو محبت کی وجہ سے جو کوفت تھی اور جس نے بے چین کر رکھا تھا رفع ہوئی اور مکمل سکون حاصل ہو گیا۔

فتح محمد بڈانی نے ایک دفعہ ایک ملنگ کی مونچھیں ایک طرف سے کاٹ ڈالیں۔ ملنگ خواجہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ خواجہ صاحب نے اُسے پہلو میں بٹھا کر آئینہ دکھلایا تو ملنگ نے خود ہی دوسری جانب کی مونچھیں کاٹنے کے لیے گزارش کی۔ چنانچہ ایسا کیا گیا۔ فقیر ملنگ کو کپڑے پہنوا کر پانچ روپے دے کر روانہ کیا۔ شام کو فتح محمد بڈانی سے فرمایا:

فتح آ بیٹھے کوں نہ اٹھا تے سُتے کوں نہ جگا
طالب تھی رب دا تے اپنی آپ نبھا

حج کے موقع پر خواجہ صاحب نے اپنا قلمی دیوان منظوری کے لیے ایلچی کے ہاتھ مدینہ شریف روانہ کیا کہ منظوری حاصل کرے۔ راستے میں بدوؤں نے ایلچی سے امانتی گٹھڑی چھین لی۔ کچھ دیر کے بعد ایک گھڑ سوار گٹھڑی واپس لیا اور حوالے ایلچی کر دی۔ ایلچی نے امانت مدینہ شریف میں پیش کر دی اور واپس چاچڑاں پہنچا اور جملہ حال کہہ سنایا۔ خواجہ صاحب کو دیوان شریف کی منظوری کا پہلے علم ہو چکا تھا۔

ایک ملازم جس کی اصطبل میں ڈیوٹی تھی غیر حاضر ہوا تو خواجہ صاحب نے وجہ پوچھی تو کہنے لگا خواجہ فخر جہاں کے وقت سے ملازمت کر رہا ہوں کوئی ایسا ویسا نہیں ہوں۔ خواجہ صاحب مُرشد کا نام سن کر موم ہو گئے اور اُسے کہا کہ وہ بے شک ملازمت نہ کرے،

۱۴۴۷۹۷

Marfat.com

گھر بیٹھا رہا کرے اور اُسے وظیفہ مل جایا کرے گا اور ایک تعویذ بھی لکھ کر دیا۔

خواجہ صاحب کوٹ مٹھن خواجہ فخر جہاں کے عرس پر تشریف لے گئے تو بھنگ کا نشہ کرنے والوں کے اڈا کے قریب سے گزر ہوا تو وہ حاجی قطب فرید کی صدائیں بلند کرنے لگے۔ خواجہ صاحب نے ایک نشہ کے عادی سے دریافت کیا کہ تم میں بڑا کون ہوتا ہے تو نشہ کے عادی نے کہا کہ جو تین دورے بھنگ نوش کرے اور تمام رات اس کی آنکھ نہ جھپکے۔ خواجہ صاحب یہ سُن کر وجد میں آ گئے اور فرمایا میرا مہتر بھی وہی ہے جو رات بھر بیدار رہے اور اس کی آنکھ بند نہ ہو۔

خواجہ صاحب اپنے ہمراہیوں کے ساتھ دہلی تشریف لے گئے۔ ایک ٹھگ آیا اور کہا دہلی میں ٹھگوں سے ہوشیار رہیں۔ خواجہ صاحب کے ہمراہیوں کی جوتیاں ایک چادر میں اکٹھی کیں اور یہ تاثر دیتے ہوئے کہ دہلی کے ٹھگ اس طرح بھی کر لیتے ہیں جوتیوں کی گھٹڑی لے کر رفو چکر ہو گیا اور دکاندار کو جوتیاں بیچیں تو دکاندار نے کہا کہ جن کو وہ ٹھگ آیا ہے وہ خواجہ صاحب کے ہمراہی ہیں تو واپس جوتیوں کی گٹھڑی لے آیا۔ خواجہ صاحب تک معاملہ پہنچا تو آپ نے اس سے پوچھا کہ یہ جوتیاں کتنے میں بک جاتیں۔ جتنی رقم اس نے بتائی خواجہ صاحب نے خزانچی سے کہا کہ اس کے حوالے کر دے۔ وہ تائب ہوا اور مسلمان ہو گیا۔

جب خواجہ محمد بخش کی شادی مقرر ہوئی تو دعوت نامے جاری کیے گئے۔ فہرست جن دعوت نامے جاری کیے گئے دیکھنے پر پاندھی خاکروب اور رُنڈن کثانہ کے نام نظر نہ آئے تو خواجہ اُٹھ کھڑے ہوئے اور دونوں کے گھر خود جا کر دعوت نامے پہنچائے۔

نواب صادق محمد خاں کی موجودگی میں اپنے خادم صادق محمد خاں غوری کو آواز دی تو نواب صاحب دست بستہ کھڑے ہو گئے۔ خواجہ صاحب نے فرمایا کہ میں نے تو اپنے نوکر کو آواز دی ہے۔ نواب صاحب نے رنجیدگی سے عرض کیا آپ ہمیں اپنا خادم نہیں سمجھتے تو خواجہ صاحب نے تسلی دی اور فرمایا کہ صادق محمد خاں کی موجودگی میں صادق محمد غوری کو صدیق کے نام سے پکارا جائے گا۔

Marfat.com

قیام روہی کے دوران ایک چرواہا مہر محمد خواجہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا مُلاں فرید تیرا کیا حال ہے؟ خواجہ صاحب نے اُسے پاس بٹھایا اور اس کے مال مویشیوں کا حال پوچھا اور زردہ بھی کھلایا۔ مہر محمد روز آتا اور زردہ کھانے کا تقاضہ کرتا اور کھا کر چلا جاتا۔ ایک دن شہد لایا اور کہا کہ جس طرح مجھے زردہ کھلاتے ہو یہ شہد بھی کھاؤ۔ چنانچہ خواجہ صاحب نے شہد کھایا۔ خواجہ صاحب نے واپسی پر اُسے کپڑے کے دو جوڑے دیئے۔ وہ خواجہ صاحب کو رخصت کرنے کے لیے تین کوس تک پا پیادہ آیا اور جب تک قافلہ نظروں سے اوجھل نہ ہوا وہ بلند ٹیلے پر کھڑا دیکھتا رہا۔

حاضرین مجلس نے نواب صادق محمد خاں رابع کے فوت ہونے کے بعد خواجہ صاحب کی خدمت میں عرض کیا ریاست کے حکام ان کے ساتھ بے اعتنائی برتنے لگے ہیں اگر بہاول خاں خامس آپ کے مرید ہو جاتے تو تمام دشواریاں دور ہو جاتیں۔ یہ سن کر خواجہ صاحب کا رخ انور سرخ ہو گیا اور فرمایا کہ ہمارے کام نواب صاحب کی وجہ سے سرانجام نہیں پاتے بلکہ بزرگوں کے طفیل سرانجام پاتے ہیں۔ ویسے بھی ایک نواب کوٹ مٹھن کا مرید ہوتا ہے تو دوسرا سنگھر (تونسہ) والے حضرت کا مرید ہوتا ہے۔

Marfat.com

حیاتِ فرید کا دینی، رُوحانی اور تبلیغی پہلو

خواجہ غلام فرید پابند شریعت بزرگ تھے۔ اسلامی احکامات کی بجا آوری کی پابندی کرتے تھے بلکہ اپنے مریدوں کو اس کی مسلسل تلقین کرتے رہتے تھے۔ مریدین کے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے کر کلمہ شریف پڑھاتے، سورۃ اخلاص پڑھتے، تین دفعہ توبہ کراتے اور نماز کی تاکید کرتے تھے۔ وظائف بھی بتاتے تھے۔ آپ نے خود نماز کی اس قدر پابندی فرمائی کہ اپنی زندگی کی آخری نماز تک تمام تر علالت کے باوجود ادا فرمائی۔

رمضان المبارک میں تراویح اور روزہ کا خصوصی طور پر انتظام فرماتے تھے اور اس سلسلے میں چاچڑاں اور مٹھن کوٹ میں مساجد میں حفاظ کی ڈیوٹی لگائی جاتی تھی کہ وہ تراویح میں امامت کے فرائض سرانجام دیں۔ ۱۹ شعبان ۱۲۹۱ھ کو مسجد فخر جہاں میں حافظ گل محمد اور حافظ عبداللہ مسجد نازک کریم میں قاضی حبیب اللہ اور حافظ عمر خان، مسجد حسن شاہ میں غلام مصطفیٰ اور عمر دین اور مسجد محبوبیہ میں حافظ علام نبی اور خود (خواجہ صاحب) کو مقرر فرمایا۔ اسی طرح بیس رمضان المبارک تک جملہ مساجد میں ختم قرآن کی تاریخ وار ہدایت تھی۔ اکیس رمضان المبارک کو تمام طلبا، حفاظ، خلفا نے مسجد محبوبیہ میں اعتکاف شروع کیا۔ ۲۸ شعبا ۱۲۹۲ھ کو خلیفہ احمد یار نے عرض کیا کہ رمضان شریف کی آمد ہے تو خواجہ صاحب نے فرمایا کہ چاچڑاں میں حافظ غلام نبی اور حافظ محمد تراویح پڑھائیں گے اور وہ خود مٹھن کوٹ میں ختم قرآن کریں گے۔ ۲۹ شعبان بروز جمعرات آپ کوٹ مٹھن پہنچے۔ دوسرے روز جمعہ تھا۔ اسی روز خواجہ حافظ محمد خلف الرشید خواجہ نور محمد نارووالہ تشریف لائے اور دربار پر تراویح پڑھانے کا اظہار کیا۔ حضرت نے رضامندی دی۔ ۲ رمضان المبارک کو خواجہ صاحب حاجی پور تشریف لے گئے اور گیارہویں دن ختم قرآن کر کے کوٹ مٹھن واپس آئے اور عیدالفطر تک وہیں مقیم رہے۔

۲۹ شعبان ۱۳۰۷ھ کو مبارک شریف سے کوٹ مٹھن پہنچے اور دس یوم روضہ کا۔۔ پ

Marfat.com

ختم قرآن کیا۔ دس یوم روضہ خورد (خواجہ احمد علی) پر ختم قرآن کیا۔ آخری دس یوم خواجہ شریف محمد کے دربار پر خیمہ لگوا کر اعتکاف کیا اور بعد نماز عیدالفطر خواجہ محمد بخش کو کوٹ مٹھن طلب فرما کر تکمیلِ علم کی تلقین کی۔

کوٹ مٹھن میں درس میں طلباء کی تعداد تین صد جبکہ چاچڑاں کے مدرسے میں تعداد سات صد تھی۔ کوٹ مٹھن میں طلبا زیر نگرانی خلیفہ احمد یار، مولانا قائم دین، مولانا شیخ عبدالعزیز اور مولانا امام بخش جامپوری تعلیم حاصل کرتے تھے۔ جبکہ چاچڑاں میں تعلیم کا یہ سلسلہ زیر نگرانی مولانا برخوردار خوشدل، مولانا فتح محمد بڑانی، مولانا فیض محمد اور حافظ غلام نبی جاری تھا۔

۲۱ شوال ۱۲۹۲ھ کو خواجہ صاحب حج مبارک کے لیے روانہ ہوئے۔ ان کے شرکائے سفر میں نصرت خان بڑانی، مُلاں یعقوب، میاں بہار، نبی بخش چاولی، قاضی حبیب اللہ، مخدوم ولایت، دیوان حیدر شاہ وغیرہ شامل تھے۔ دورانِ سفر خواجہ صاحب نے سخاوت کے دریا بہا دیئے۔ بمبئی پہنچے اور بذریعہ بحری جہاز روانہ ہوئے اور بتاریخ ۳ ذوالحجہ جدہ پہنچے۔ مکہ اور مدینہ میں حج کی رسوم ادا کی اور سخاوت کے دریا بہا دیئے۔ سفر حج کی تفصیل اسی کتاب میں دیگر مقامات پر موجود ہے۔

مال و دولت سے آپ کو نفرت تھی۔ سید جعفر شاہ نے ایک دفعہ خواجہ صاحب سے دریافت کیا کہ آپ کس قدر زکواۃ دیتے ہیں تو آپ نے فرمایا شاہ صاحب بندہ کو مال سے نفرت ہے جو بھی فتوحات و نذرانہ آتا ہے غربا و فقرا میں تقسیم کرا دیتا ہوں۔ قرض لے کر بھی خرچ کر دیتا ہوں۔ اس طرح زکواۃ کیونکر ادا ہو۔ ویسے بھی جو آمد ہوتی ہے فوری طور پر تقسیم فرمانے کا حکم دیتے اور اس کے بعد نماز ادا فرماتے۔

حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی میں پابندی فرماتے تھے۔ ایک دفعہ نبی بخش چاولی جو نازک کریم کے ماموں تھے بعارضہ فالج بیمار ہو گئے۔ آپ کی خدمت میں عرض کیا گیا تو فرمایا کہ وہ ہم سے ناراض ہے کہ اُس سے بے توجہی کی گئی ہے۔ مَیں ابھی اُسے راضی کرتا ہوں۔ اسی وقت تشریف لے گئے اور دعا فرمائی۔ اللہ کی رحمت سے انہیں

Marfat.com

شفا نصیب ہوئی۔

ایک دفعہ میاں پھلو نے حاضر ہو کر روتے روتے عرض کی کہ اس کے بیٹے کو سانپ نے ڈس لیا ہے۔ آپ نے میاں پھلو کو تسلی دی اور پانی پڑھ کر دیا۔ مریض بھلا چنگا ہو گیا۔

جام نامی شخص نے حاضر ہو کر عرض کیا کہ پتھری کا مریض ہوں۔ کافی علاج کر چکا ہوں افاقہ نہیں ہوا۔ آپ نے فرمایا کہ بارش کا پانی لاؤ۔ وہ پانی لایا تو آپ نے دم کر کے دیا۔ جس پر پیشاب جاری ہوا اور پتھری ریزہ ریزہ ہو کر خارج ہو گئی۔

جام جمعہ لاڑ نے عرض کیا کہ جانوروں میں بیماری پڑ گئی ہے۔ آپ نے درود شریف اور آیاتِ قرآنی پڑھ کر پانی پر دم فرمایا اور ہدایت فرمائی کہ جس جس چاہ سے جانوروں کو پانی پلاتے ہو ان میں اس پانی کا چھڑکاؤ کرو۔ تعمیل حکم ہوئی اور جانوروں کی بیماری ختم ہو گئی۔

جام پاون نے حاضر ہو کر عرض کی کہ اس کے بھائی کو سانپ نے کاٹ کیا ہے اور وہ بے ہوش پڑا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اس کو لے آؤ۔ وہ لایا گیا تو آپ نے کچھ پڑھ کر دم کیا اور پانی پڑھ کر دیا۔ امام بخش مریض ہوش میں آ گیا اور اپنے پاؤں پر چل کر گھر گیا۔

خیر محمد موہانہ کو باؤلے کتے نے کاٹ کیا۔ آپ نے پانی دم کر کے پلایا تو وہ شفایاب ہوا۔

جام حاجی خان محمد نے خواجہ صاحب کے ساتھ حج کیا۔ حاضر ہو کر بیان کیا کہ دریا کا رخ ہماری بستی کی طرف ہو گیا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ دریا کے قریب جا کر کہو کہ ہم اللہ کی مخلوق ہیں جس نے یہ اراضی ہمارے رزق کے طور پر دی ہے۔ تو بھی خدا کے حکم کا پابند ہے اور دور ہو جا اور چاولوں کی خیرات بھی کرو۔ چنانچہ ایسا کیا گیا اور دریا دو میل دور چلا گیا۔

سردار در محمد رند ٹھل خیر محمد کا زمیندار تھا۔ حاضر ہو کر عرض کی اس کے بھائی کو

Marfat.com

پتھری کی شکایت ہے۔ آپ نے دعا فرمائی اور پانی پڑھ کر دیا کہ مریض کو پلائیں۔ چنانچہ شفا ہوئی۔

صاحبزادہ احمد یار خاں عباسی کو باؤلے کتے نے کاٹ لیا۔ نواب صاحب نے احمد یار خاں کو باندھ کر آپ کی خدمت میں دعا کے لیے بھجوایا۔ جب اُسے پیش کیا گیا تو آپ دلائل الخیرات پڑھ رہے تھے۔ آپ نے دم فرمایا اور کہا کہ اسے کھول دو یہ تو تندرست ہے۔ وہ ایک ماہ آپ کی خدمت میں رہا اور مرید ہوا۔

سردار پیر بخش کورائی نے حاضر ہو کر عرض کی کہ دس سال ہو گئے اولاد سے محروم ہوں۔ آپ نے دعا فرمائی اور وظیفہ بھی عنایت کیا۔ اللہ بخش کے چار فرزند ہوئے۔

جام واحد بخش نے خواجہ صاحب سے ایک قتل کے مقدمے کے سلسلے میں تعویذ حاصل کیا جو اس نے پگڑی میں باندھ لیا۔ عین اس وقت جب کہ شناخت ملزمان ہو رہی تھی ایک شخص بہرام دریشک آگے آیا اور کہا کہ قتل اسی نے کیا ہے اور آلۂ قتل اس کے گھر میں موجود ہے۔ یہ لوگ بے گناہ ہیں۔ چنانچہ اس کو پولیس نے گرفتار کر لیا اور واحد بخش بے گناہ ثابت ہوا۔

۵ ربیع الثانی ۱۲۹۱ھ کو ماڑی مول پہنچے تو بڈھا نامی شخص سے پانی طلب کیا تو اس نے کہا کہ ٹوبھہ خشک ہے۔ پانی نہیں اور وہ مادہ شتر کے دودھ سے گزارہ کرتے ہیں۔ آپ نے دعا کی تو بارش ہوئی اور ٹوبھہ بھر گیا۔ ایک کنواں کی تعمیر ہوئی۔ یہ عمارت خوشنما تعمیر شدہ ہے جس پر آمد خواجہ فرید کی عبارت لکھی ہوئی ہے اور الفاظ ۵ ربیع الثانی بقلم احمد بخش ججوی درج ہے۔

۱۸ ربیع الثانی ۱۲۹۸ھ کو جام احمد کی دعوت پر چاہ لاڑاں پہنچے اور وہاں سے روانہ ہو کر ریگستانی سفر کر کے جھوک برہمن پہنچے۔ وہاں اُتم رائے زمیندار تھا۔ آپ کی فیاضی اور اخلاق دیکھ کر متاثر ہوا اور مسلمان ہوا اور دیگر سات کس بھی مسلمان ہوئے۔ آپ نے اُتم رائے کا نام عبدالوحید اور اس کے چچا کا نام عبدالسمیع اور ایک کس دیگر کا نام عبداللہ رکھا۔ ان لوگوں نے جھوک برہمن کا نام تبدیل کر کے جھوک فرید رکھ لیا۔

Marfat.com

۱۸ جمادی الثانی ۱۳۰۵ کو چاہ لاڑاں والا سے روانہ ہو کر حدود جیسلمیر دین گڑھ پہنچے تو رام پرشاد اور رام جگت رائے وہاں کے زمیندار تھے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر دعا طلب ہوئے۔ آپ نے تفصیلی وعظ فرمایا۔ وہ متاثر ہوئے تو حضرت نے رام پرشاد کو سینے سے لگایا۔ رام پرشاد اور رام جگت رائے دونوں مسلمان ہوئے۔ رام جے پال اور اُس کی پھوپھی کو بھی مسلمان کیا۔ مولانا احمد بخش ججوی کو مائی کو نماز سکھانے پر معمور کیا۔ ایک پہر میں ہی مائی نے نماز یاد کر لی۔ آپ نو مسلم خاتون کا نام غلام حاجرہ رکھا۔

Marfat.com

ستارگانِ بزمِ فرید

خواجہ فرید ہمہ گیر شخصیت کے حامل تھے۔ روحانیت، علمیت اور سخنوری میں ان کے اعلیٰ مقام کا ایک زمانہ معترف ہے اور یہ صورتحال ان کی حیات میں بھی تھی۔ وہ ایک ایسے خاندان کے فردِ فرید تھے جو پشت ہا پشت سے عوام الناس کی مذہب اسلام کی پیروی کے سلسلے میں رہبری کا فریضہ سرانجام دے رہا تھا۔ حضرت خواجہ عاقل محمد جو خواجہ نور محمد مہاروی سے بیعت تھے کوٹ مٹھن میں مریدین کی روحانی تربیت فرماتے رہے۔ ان کے بعد خواجہ احمد علی نے یہ سلسلہ جاری رکھا اور علم کی روشنی پھیلانے میں اہم کردار ادا کیا۔ خواجہ خدا بخش اور مولانا فخر جہاں جو خواجہ غلام فرید کے بالترتیب پدرِ بزرگوار اور برادرِ بزرگ تھے نے روحانیت اور تدریس علم کے چراغوں کی روشنی میں اضافہ کیا۔ خواجہ خدا بخش درسی کتب پر توجہ دیتے تھے جبکہ مولانا فخر جہاں درس تفسیر دیتے تھے۔ اسی علمی ماحول میں خواجہ غلام فرید نے آنکھ کھولی۔ ظاہری علوم کے حصول کے بعد تدریس کا فریضہ بھی سرانجام دیا۔ طلبِ علم کے مرحلے میں میاں جی احمد یار اور میاں جی برخوردار سے نظم کی کتب کا درس حاصل کیا۔ میاں جی برخوردار اگرچہ خواجہ صاحب کے استاد تھے مگر آپ سے محبت اور عقیدت بھی رکھتے تھے جس کا ثبوت میاں جی برخوردار کا دیوانِ خواجہ قلمی تحریر کرنا ہے جو اس وقت ان کے پوتے مولانا غلام محمد (چاچڑاں شریف) کی ملکیت ہے۔ خواجہ صاحب سے براہِ راست علم حاصل کرنے والوں میں مولوی جان محمد، مولوی رکن الدین، مولوی تاج محمود، مولوی دین محمد حامد پوری، احمد بخش، محمد امین امیر پوری، بلند خاں بیکانیری، نظام الدین صادق آبادی، حافظ عبداللہ، شیخ منشی اللہ بخش، میاں باجن، سید محمد نوشہری، میاں عبداللہ، مولوی نبی بخش، منشی محکم دین، حافظ غلام نبی اور میاں برکت علی شامل ہیں۔

مغلیہ خاندان بھی خواجہ غلام فرید کے خاندان کا عقیدت مند تھا۔ اسی خاندان کی ایک علمی شخصیت مرزا احمد اختر نے ''مناقبِ فریدی'' لکھ کر اپنی عقیدت کا ثبوت دیا۔ علاوہ

Marfat.com

ازیں انہوں نے سفرنامہ فریدی جس میں خواجہ صاحب کے سفرِ حج سے متعلق معلومات فراہم کیں علاوہ ازیں سوانح عمری فرید بھی تحریر کی اور اس طرح فرید کے پہلے سوانح نگار کا اعزاز بھی حاصل کیا۔ علاوہ ازیں فیضان فریدی اور آئین فریدی کتب بھی تصنیف کیں۔

نواب صادق محمد خاں رابع اپنے مرشد خواجہ فرید سے عقیدت کے اس مقام پر تھے جہاں من وتو کا فرق مٹ جاتا ہے۔ حتیٰ کہ خواجہ صاحب کے نجی معاملات میں مریدِ صادق شریک نظر آتے ہیں۔ خواجہ صاحب کی آخری بیوی جان بی بی بنت جمعہ لاڑ سے شادی کے سلسلے میں نواب صاحب نے عملاً دلچسپی لی جس کا ثبوت وہ تملیک نامہ ہے جو خواجہ صاحب نے بحق جان بی بی تحریر وتکمیل کرایا۔ اس تملیک نامہ پر صادق محمد خاں عباسی کے دستخط بطور گواہ درج ہیں۔ مریدِ صادق سے محبت کا اظہار خواجہ صاحب نے ایک قصیدہ کی صورت میں کیا ہے جس میں توصیف کے ساتھ ساتھ ہدایت بھی موجود ہے۔

خواجہ صاحب کے حلقۂ ارادت میں نوابین اور رؤسا کی ایک طویل فہرست ہے۔ جن میں نواب عبدالعلیم ریاست ٹونک، نواب قیصر خاں مگسی ریاست جھل، نواب امام بخش خاں مزاری، نواب بہرام خاں مزاری، نواب تکیہ خاں لغاری، نواب میر خاں تمندار آسی، نواب شہباز خاں تمندار، بگٹی نواب میر علی حسین خاں ریاست خیر پور اور نواب بہادر خاں رئیس ڈیرہ اسمٰعیل خان شامل ہیں۔

مقامی طور پر بے شمار ارادت مندوں کے علاوہ ہندوستان کا کوئی ایسا حصہ نہ تھا جہاں ان کے ارادت مند موجود نہ ہوں۔ ضلع بارہ بنکی میں میاں عبداللہ شاہ، ضلع مراد آباد میں مولانا فیض اللہ، ضلع مظفر نگر میں خلیفہ امام دین، ضلع میرٹھ میں قاضی ظہور علی، دہلی میں قاضی محمد زکریا، خاندان شاہی دہلی میں مرزا محمد شاہ، مرزا محمود، مرزا مسعود شاہ، مرزا درخشندہ بخت، مرزا نظام شاہ وغیرہ، ضلع سہارنپور میں مولانا نظام الدین گنگوہ شریف بیر شبیر احمد، ضلع گوداوری ڈاکٹر محمد حسین، ناگ پور میں ابو محمد عبدالرحیم، لکھنؤ میں عبدالرحمٰن اور عبداللہ خاں ٹھیکیدار، ریاست بھوپال باز خاں، ریاست گوالیاں میاں موج شاہ، علاقہ میسور میاں محمد زکریا، مولا بخش، منصف علی، پشاور مفتی محمد یعقوب، سوات میں مولوی

Marfat.com

عبدالعزیز، کشمیر میں حکیم لال دین، ضلع جہلم میں سید مراد شاہ تھے۔

خواجہ صاحب کے مشہور خلفاء میں صاحبزادہ محمد بخش، مخدوم ولایت حسین، حافظ محمد حاجی پور سید امیر احمد خراسانی، میاں فضل حق، میاں نصیر احمد، سید بہادر شاہ بھیرہ، سید مومن شاہ علی پور اور شہزادا احمد اختر شامل ہیں۔

صحبتِ فرید سے فیضیاب ہونے والوں میں دلاور خاں لانگری، غلام قادر کوکڑی، صادق محمد خاں غوری، مولوی خان محمد، محمد بخش داروغہ، پیر محمد خاں غوری، میاں نباہو، فقیر محمد یعقوب، برکت علی قوال، حکیم مولوی محمد بخش، عبداللہ خاں پتافی اور شیخ میاں عبداللہ شامل ہیں۔

بلاشبہ آپ آسمانِ علم و ادب کے ماہِ درخشاں تھے۔ اسی طرح آپ کے حلقے میں علمی و ادبی مشاہیر ایک کہکشاں کی صورت میں نظر آتے ہیں۔ ان علماء اور مشاہیر میں مولانا قاضی شاکر محمد ڈیرہ غازی خان، مولانا امام بخش جام پوری، مولانا غلام یٰسین حاجی پور اکثر بزمِ فرید کی زینت رہا کرتے تھے۔

اب ہم ایسی شخصیات کا تذکرہ کرتے ہیں جن کا خواجہ صاحب سے ذاتی تعلق تھا۔ سخنوروں میں دیوان ولایت شاہ صاحب سید آپ کے مرید خاص تھے اور انہوں نے اپنی زندگی کا ایک بڑا حصہ خواجہ صاحب کی خدمت میں صرف کیا تھا۔ خواجہ صاحب کے نکاح ہمراہ جان بی بی (روہی والی بی بی) کے سلسلے میں دیوان صاحب کی کوششوں کا بھی دخل ہے۔ دیوان صاحب کا خواجہ صاحب کی زندگی میں ہی انتقال ہو گیا تھا۔ خواجہ صاحب نے یہ دوہڑہ دیوان ولایت کی یاد میں ہی لکھا تھا۔ (ہفت اقطاب صفحہ ۱۱۹)

لڈ گئے محرم راز دلیندے نال جھاں دے رلاّ
آپ وٹھے ونج رنگ محلیں ساکوں چھوڑ اکلہا

دیوان صاحب نے ایک موقع پر اس بات پر حیرت کا اظہار کیا کہ ایک شخص آیا اور چند دنوں میں ہی خواجہ صاحب سے اپنا نصیب حاصل کر کے چلا گیا۔ یہ بات خواجہ صاحب تک پہنچی تو خواجہ صاحبؒ نے فرمایا اچھا ابھی سادات کا نشہ باقی ہے۔ دیوان صاحب تک یہ

Marfat.com

اظہار خواجہ صاحب پہنچا تو وہ پشیمان ہوئے اور یہ شعر کہا:

سید ست سادات دا ماناں
تھی سگ فرید دے در دا

دیوان صاحب نے دوہڑے اور کافیاں کثیر تعداد میں لکھے اور وہ سماع کی محفل میں گائی جاتی رہی ہیں۔ ان کا کلام چھپ بھی چکا ہے۔

خواجہ ابوالخیر داغ کا تعلق خاندان کوریجہ سے تھا اور وہ خواجہ کے خلوت نشیں احباب میں سے تھے۔ انہیں عربی اور فارسی پر عبور حاصل تھا۔ علم تصوف کا سبق خواجہ صاحب سے حاصل کیا۔ ان کا دیوان ۳۰۰/۴۰۰ کافیوں پر مشتمل تھا۔ نمونہ کلام:۔

توڑیں جو ہن ظاہر گدا معنے دے ہن او بادشاہ
ہن مرد مولا دے سدا وحدت دے قلزم وچ غرق
مَیں داغ فارغ بال ہاں ہر آن غرق خیال ہاں
خوشحال نال وصال ہاں واندا نی رہندا ہک پلک

مولوی تاج محمود صاحب خواجہ صاحب کے ہم درس تھے اور ان کا تعلق جام پور سے تھے۔ مسلک اہلِ حدیث سے تعلق تھا۔ وہ خواجہ صاحب کی کافیوں کا جواب لکھ کر خواجہ صاحب کو جا سناتے تھے۔ خواجہ صاحب رنجش کا اظہار کرنے کی بجائے انعام واکرام دے کر انہیں رخصت کرتے تھے۔ خواجہ صاحب کی کافی:

ناصح ناہی نہ تھی مانع
عشق اساڈا دین ایمان

کے جواب میں مولوی تاج محمود نے جوابی کافی لکھی جو درج ذیل ہے:

صوفی سالک نہ تھی منکر
امر نہی ہے دین ایمان
مخترعاتِ اعمال عقیدے
ہن عصیاں اتے طغیان

Marfat.com

خواجہ عاقل محمد جوگی سرائیکی اور فارسی کے قادرالکلام شاعر تھے اور خواجہ صاحب کے مرید تھے۔ فارسی میں شائق تخلص کرتے تھے۔ ان کا تعلق کوہ سلیمان کے دامن میں واقع قلعہ ہڑند سے تھا۔ انہوں نے خواجہ صاحب کی ارادت اختیار کی تو ان سے دریافت کیا گیا کہ آپ نے ایسا کیوں کیا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا کہ فرید کے فضائل احاطۂ تحریر میں نہیں لائے جاسکتے۔ صرف یہ کہا جاسکتا ہے کہ وہ جامع الحسنات ہیں۔ نمونہ کلام:

نظر حقیقی کھول ڈٹھو سے
ہے ہر صورت حق موجود

....

اتھاں میں مٹھڑی رُلی روہ ڈنگر
او رُل وٹھڑا وچ کیچ شہر

سید جہان شاہ مجروح کا تعلق الہ آباد سے تھا۔ ان کے کلام میں خواجہ صاحب کی کافیوں کا رنگ نظر آتا ہے اور یہ خواجہ صاحب کے لطفِ صحبت کا نتیجہ تھا۔ وہ اپنا کلام خواجہ غلام فریدؒ کی خدمت میں بغرض اصلاح و ملاحظہ بھجوایا کرتے تھے۔ ان کا کلام بحر الفراق کے نام سے ۱۹۱۹ء میں حافظ شمس الدین منور دین تاجران کتب ملتان نے شائع کیا تھا۔ نمونہ کلام:

پیئے باجھوں نہ جیساں ڑی
مٹھی مر خاک تھیساں ڑی

ہمیشہ پھدیاں جو سی
مٹھی ڈس تئے تیں روسی
کوئی ڈینہ وصل دا ہوسی
سہاگن جگ سڈیساں ڑی

مولوی غلام احمد اختر کا فارسی کلام خمسہ بر غزلِ قدسی کی صورت صادق الاخبار میں چھپ کر خواجہ صاحب کی نظر سے گزرا تو انہوں نے اپنے خادم خاص صدیق محمد خاں کو

Marfat.com

بہاولپور روانہ کیا اور ارشاد فرمایا کہ مولوی غلام احمد اختر کو ان کا سلام پہنچائے ۔ خواجہ صاحب کے سلام و پیام کی شکرگزاری کے طور پر مولوی غلام احمد اختر نے ایک نظم بدست معتمد خاص بھجوائی جو خواجہ صاحب نے پسند فرمائی ۔ اس طرح مولوی صاحب نے خواجہ صاحب کی قدر دانی اور سخن نوازی کا لطف اٹھایا اور کافی عرصہ تک خواجہ صاحب کی خدمت میں رہے ۔ آپ نے فارسی میں خواجہ صاحب کی شان میں قصائد بھی لکھے ۔ فرید محل چاچڑاں کی تعمیر مکمل ہوئی تو قطعہ تاریخ بھی لکھا جو آج بھی فرید محل کی پیشانی پر جگمگا رہا ہے ۔ خواجہ صاحب کی شان میں کہے گئے قصیدہ کا ایک شعر ملاحظہ فرمائیں

بر رتبہٗ والا کہ منم کس نرسید است
ایں درخور مدحت گر سلطان فرید است

مولوی احمد بخش ولد خدا بخش قوم پٹھان تخلص فائق نے علم فارسی مولوی قائم الدین سے حاصل کیا اور سکندر نامہ پڑھ کر فارغ ہوئے ۔ ۱۲۹۲ھ میں خواجہ غلام فرید سے بیعت کی ۔ خواجہ صاحب کے ساتھ سفر حج میں شریک تھے ۔ آپ سرائیکی کے معتبر شاعر تھے ۔ ان کا خرمی نامہ مشہور ہے ۔ سال ۱۹۱۳ء میں وفات پائی ۔ سیلاب کی وجہ سے ان کا مکان اور زمین برباد ہو گئے ۔ اپنے مرشد کی خدمت میں یوں خط لکھا:

جیڈوں کیڈوں چھل چا ویڑھے
ادھ وچ کھڑی ہاں پھتی
اجڑ تیڈے دی بکری فرید
گپ وچ کھڑی ہاں گپی

میاں محمد بخش نوروز قصبہ مبارک پور (احمد پور شرقیہ) میں پیدا ہوئے ۔ آپ اکثر خواجہ غلام فرید کی خدمت میں حاضر ہوتے رہتے تھے اور اپنا کلام بغرض اصلاح خواجہ صاحب کی خدمت میں پیش کرتے تھے ۔ خواجہ صاحب نے ان کا تخلص بخش کی بجائے نوروز رکھا ۔ آپ کے کلام میں تصوف اور معرفت کا رنگ ہے ۔ کلام میں مٹھاس اور روانی ہے ۔ نوروز کو دوہڑے کا شاعر کہا جاتا ہے ۔ دوہڑہ ملاحظہ ہو:

Marfat.com

شوق شراب محبت دیاں میکوں گھٹیاں یار پلائیاں
در میخانے وحدت والے سے چساں چایاں
بے خود قرب حقیقی دیاں بھر ڈتیاں یار صراحیاں
بخش تنور تھیا تن سارا جڈاں تاراں عشق ہلایاں

مولوی نصیر الدین خرم بہاولپوری حضرت خواجہ غلام فرید کے شاگرد اور مرید تھے۔ خواجہ صاحب جب نواب بہاولپور کے پاس تشریف لاتے تھے تو خرم صاحب دن رات ان کی خدمت میں رہتے تھے۔ ہر وقت خوش وخرم نظر آنے پر خواجہ صاحب نے فرمایا نصر الدین آپ جب بھی آتے ہیں خوش اور خرم نظر آتے ہیں۔ کیوں نہ آپ کا تخلص خرم رکھ دیا جائے۔ خرم صاحب نے بخوشی قبول کیا۔ خرم نے خواجہ صاحب کی بہت ساری کافیوں کی تضمین میں اپنا کلام خواجہ صاحب کو سنایا۔ خواجہ صاحب نے خوش ہو کر دعا فرمائی۔ خرم نے کافی، دوہڑہ، غزل تمام اصناف میں طبع آزمائی کی ہے۔ نمونہ کلام:

نہیں رُکدے رت دے نیر دو
تھیا جل تھل سارا چھلو چھل
کھڑے ڈیکھن پیر فقیر دو
کوئی ایں چھل کوں نہ سگدا جھل

مولانا محمد یار بلبل نے علومِ دینیہ میں سند فراغت حاصل کرنے کے بعد خواجہ غلام فرید کے دستِ حق پرست پر بیعت کی۔ دیوانِ محمدی کا اہم موضوع مرشد طریقت خواجہ غلام فرید کی تحسین اور ان سے امداد و اعانت طلب کرنے سے تعلق رکھتا ہے۔ ان کے دیوان میں مناقب کا حصہ ان کے مرشد کی عظمت و رفعت کے واشگاف اظہار پر مشتمل ہے۔ ان کا دیوان سرائیکی، فارسی اور اُردو شاعری پر مشتمل ہے۔ نمونہ کلام:

ہک جاتم ہک ڈھم ہک دی ہر جا گفت شنیدے قسم فریدے
زیر زبر اُچ جھک ہک جاتم ہک دی ہر دم دیدے قسم فریدے

مولانا حکیم قمر الدین قریشی قمر جن کا تعلق مولوی واہ (موجودہ ضلع وہاڑی) کے

Marfat.com

ایک علمی گھرانے سے تھا خواجہ صاحب کی زندگی میں ان کی مجلس میں شریک رہتے تھے۔ بلکہ ان کا مستقل قیام بھی وہیں رہتا تھا۔ آپ خواجہ صاحب کے عاشق اور شیدا تھے۔ متبحر عالم اور طبیب حاذق بھی تھے۔ ان کی شاعری پر بھی خواجہ صاحب کا رنگ غالب نظر آتا ہے۔ خواجہ صاحب کے بعد ان کے سجادہ نشین سے بھی فیضیاب ہوتے اور سلوک کی منازل طے کیں۔ اُردو، فارسی اور سرائیکی میں شاعری کی۔ خواجہ صاحب کی یاد میں ایک کافی ملاحظہ فرمائیں:

سکھی لے چل موہے چاچڑ نگری
جیا ترست مت کر ڈھیل جری
واں جا کے کروں پی کے درسن
رتنار رسیلے وہ نینن
جن بیچ ہے امرت مدھوا بھری

مولوی احمد یار گڑھی والے بھی دربارِ فرید میں حاضر رہتے تھے اور خواجہ ان کی باتیں اور اشعار سن کر بہت خوش ہوتے تھے۔ ایک منظر سے متاثر ہو کر انہوں نے یہ اشعار کہے:

ونگ دے ساوڑے رنگ اُتوں اثر رنگ بھبھوت ملنگ ہوئے
تیڈے قطع برید بریدڑے توں سے نوک سنان خدنگ ہوئے
چھمکار چھمک چھم چوڑیاں دا کوچے کوچے ہزار کرنگ ہوئے
انہاں وینڑیاں دست اویڑیاں توں احمد یار حیاتی توں تنگ ہوئے

عمر خان شاہد خان بیلہ کے رہائشی تھے اور خواجہ صاحب کے مریدوں میں شامل تھے۔ ریاست میں تحصیلدار تھے۔ نمونہ کلام:

عشق دی اُلٹی چال
اوپرے پھردے جہانوں

مولانا برخوردار، یہ استاد نظم خواجہ غلام فرید تھے۔ خواجہ خدا بخش کے وقت میں

Marfat.com

بستی دودہ نایج تحصیل اللہ آباد (لیاقت پور) سے آ کر خواجہ خدا بخش کے شاگرد ہوئے۔ خواجہ خدا بخش صاحب نے امام اور خطیب مقرر کیا۔ خواجہ غلام فرید کا دیوان سرائیکی قلمی تحریر کیا جس پر خواجہ صاحب کے تصدیقی دستخط موجود ہیں۔ علاوہ ازیں خواجہ غلام فرید کا اُردو دیوان قلمی بھی تحریر کیا جس کو استناد حاصل ہے۔ یہ خود بھی شاعر تھے اور فارسی میں دیوان بھی تھا۔ خوشدل تخلص کرتے تھے۔ نمونہ کلام:

خوشدلا از کوچہ و بازار می آید خروش

چوں سگاں در کوئے تو تا چند سازم الغیاث

۱۳۳۹ھ میں انتقال ہوا اور کوٹ مٹھن میں مدفون ہوئے۔ آپ مولانا فقیر اللہ کے والد اور مولانا غلام محمد (چاچڑاں شریف) کے دادا تھے۔ مولانا فقیر اللہ ہمدرس خواجہ غلام فرید تھے۔ انہوں نے بھی قلمی دیوان خواجہ صاحب لکھا ہے۔

حافظ عبدالعزیز نومسلم تھے۔ پہلے ہندو مذہب سے متعلق تھے۔ خواجہ غلام فرید نے روحانی توجہات سے انہیں مشرف بہ اسلام کیا اور تعلیم حقیقی سے سرفراز کر کے مسجد دربار فرید کی اقامت اور خطابت سے ممتاز فرمایا۔ مکتوب نویس خواجہ صاحب بھی تھے۔ چاچڑاں میں شادی ہوئی اور مدینہ منورہ میں فوت ہوئے اور جنت البقیع میں مدفون ہیں۔

مولانا رکن الدین پر ہار خواجہ صاحب کے مرید اور خلیفہ تھے۔ آپ علاقہ سونک نزد فرید آباد تحصیل خان پور کے باشندے تھے۔ آپ نے خواجہ صاحب کی زندگی کے آخری دس سالوں کے ملفوظات کو پانچ جلدوں میں اشاراتِ فریدی کے عنوان کے تحت جمع کیا۔ ان کی ملفوظات کی پہلی تین جلدیں ۱۹۰۲ء میں شائع ہوئیں۔ ۱۸۶۲ء میں پیدا ہوئے۔ ۱۸۸۳ء میں خواجہ صاحب کے مرید ہوئے۔ ۱۸۸۶ء میں حج کیا۔

خواجہ صاحب کے مصاحبین میں فیض محمد خانواہی، احمد بخش بجوی، قاضی حبیب اللہ، حافظ غلام نبی، سید غلام شاہ، پیر خیر شاہ، دیوان حیدر شاہ، میاں احمد قوال، میاں عبداللہ اور واحد بخش لاڑ شامل ہیں۔

Marfat.com

فریداوراوحدی

خواجہ غلام فخر الدین اوحدیؔ خواجہ غلام فرید کے برادرِ بزرگ اور پیر و مرشد تھے اور خواجہ خدا بخش کے فرزند ارجمند تھے۔ خواجہ خدا بخش کے انتقال کے بعد سجادہ نشین ہوئے۔ آپ کی ولادت ۱۲۳۴ھ میں ہوئی۔ آپ نے اپنے والد ماجد سے قرآن کریم و کریما، نامِ حق، پند نامہ، تحفۂ نصائح، گلستان بوستان، بہار دانش، انوار سہیلی، سکندر نامہ، کشف المحجوب، عوارف المعارف، صرف نحو منطق تفسیر و احادیث فقہ علم الکلام اور کتب تصوف کا درس حاصل کیا۔

آپ کو شعر و سخن سے گہرا شغف تھا اور ان کا فارسی کلام دیوان اوحدی کے نام سے موجود ہے۔ آپ کا فرمان ہے خواجہ خدا بخش کی حیات میں جب شاعری کا شوق ہوا تو اس خیال سے کہ کہیں وہ ناراض نہ ہو جائیں اپنا تخلص اوحدی تجویز کیا تاکہ جو کوئی سنے تو سمجھے کہ اوحدی اصفہانی کا کلام ہے۔ ایک بار محفلِ سماع میں ان کی یہ غزل گائی گئی تو خواجہ خدا بخش پر وجد طاری ہو گیا

شعلہ عشقت چوں از آتش دل ما سوختہ
زد علم بیروں ز دل کون و مکاں را سوختہ

خواجہ صاحب نے استفسار فرمایا کہ غزل کس کی ہے تو جواب ملا کہ اوحدی اصفہانی کی معلوم ہوتی ہے جس پر انہوں نے فرمایا کہ بے شک شیخ کامل کا کلام ہے۔

قیام ڈیرہ نواب کے دوران ایک دفعہ خواجہ غلام فرید ڈیرا اور گئے تو وہاں ایک خواب دیکھا جس کی تفصیل خود خواجہ صاحب فرماتے ہیں۔

> ''ایک ڈیرہ ہے اور مَیں اس کے صحن میں ہوں۔ ایک قلندر آیا اور اس نے مجھے پکڑنا چاہا۔ مَیں ڈر کے مارے بھاگا اور ڈیرہ کے اندر گھس جانا چاہا تو اس قلندر نے میرے دونوں پاؤں پکڑ لیے۔ اتنے

Marfat.com

میں میرے برادرِ بزرگ تشریف فرما ہوئے اور قلندر کو ڈانٹا تو وہ بھاگ گیا۔ آپ نے مجھے تسلی دی اور دلدہی فرمائی۔ جب آنکھ کھلی تو کچھ بھی نہ تھا لیکن دل پہ صدمہ کے اثرات ابھی باقی تھے۔''

اس واقعہ کے بعد خواجہ صاحب کو اپنے برادرِ بزرگ سے حد درجہ اُلفت ہو گئی مگر اس کا کسی سے اظہار نہ فرمایا۔ خواجہ صاحب کو علوم ظاہری کے حصول کے بعد اپنے برادرِ بزرگ سے بیعت کے شوق نے بیقراری اختیار کی تو میاں نصیر بخش منگھیروی اور سردار امام بخش بزدار کے ذریعے اس خواہش کا اظہار کیا تو خواجہ فخر جہاں فرمانے لگے:

''مالک اپنی امانت طلب کرے تو امین کیوں تامل کرے۔''

بیعت کی تقریب منعقد ہوئی اور شیرینی تقسیم ہوئی اور مبارک سلامت کا شور ہوا۔ اس بیعت کے بعد خواجہ صاحب نے مرشد سے دوری گوارا نہ کی اور پھر صادق گڑھ پیلس بغرض قیام نہ گئے اور مرشد سے لولگا کر بیٹھ رہے۔

خواجہ صاحب کو بھی خواجہ فخر جہاں سے بے حد محبت تھی۔ اسی حضرت فخر جہاں کو بھی خواجہ صاحب سے بہت پیار تھا۔ اور جب تک انہیں دیکھ نہ لیتے چین نہ آتا تھا۔ ایک دفعہ خواجہ صاحب کہیں باہر جا رہے تھے تو خواجہ فخر جہاں چھت پر تشریف لے گئے اور روانگی کا منظر دیکھنے لگے۔ خواجہ صاحب کو اس بارے بتایا گیا تو انہیں بھی رقت ہو گئی۔

خواجہ غلام فرید نے مکمل سلسلۂ چشتیہ اپنے مرشد خواجہ فخر جہاں کو مسجد فخریہ میں سنایا تو آپ بہت متاثر ہوئے۔ جھومتے اور روتے رہے۔ ہر رباعی کو بار بار سنتے اور پڑھتے رہے اور آخر میں دعا فرمائی۔

خواجہ غلام فرید فرماتے ہیں کہ طالب علمی کے زمانے میں کہ جب وہ بیعت ہوئے تو انہیں خواجہ فخر جہاں نے وظیفہ پڑھنے کے لیے فرمایا کہ تین سو بار سورۃ اخلاص اور تین سو بار درود شریف بعد نماز عشاء پڑھا کرو۔ میں نے عرض کیا کہ دونوں کام مطالعہ اور وظیفہ مشکل ہیں تو فرمایا کہ پہلے مطالعہ اور اس کے بعد وظیفہ کیا کرو۔

حضرت فخر جہاں کی نرینہ اولاد نہیں تھی اور خواجہ فرید بچپن میں ہی یتیم ہو گئے

Marfat.com

تھے۔ اس لیے حضرت فخر جہاں نے باپ کی شفقت بھی دی اور اپنی نگرانی میں روحانی مراحل بھی طے کرائے۔ محبت کا یہ عالم تھا کہ خواجہ صاحب کی شادی خانہ آبادی میں دلچسپی ہی نہیں بلکہ اس سلسلے میں جملہ اُمور جو ایک بزرگ شخصیت کو سرانجام دینے چاہیں وہ بخوشی سرانجام دیئے۔ کلیات محمدی کچول فتح خاں سیر الاولیا کے اندراجات کے مطابق مجالس الفرید میں درج ہے کہ نماز فجر کے بعد خواجہ فخر جہاں نے فرمایا میاں فرید علوم ظاہری و باطنی حاصل کر چکے ہیں اور روحانی منازل بھی طے کر چکے ہیں اس لیے ان کی شادی لازمی ہے اور اہلِ خانہ سے مشورہ کر لیا ہے۔ احباب کا مشورہ طلب کیا۔ مخدوم حبیب اللہ نے مولانا برخوردار کی شاگرد حافظہ دختر محمد بخش چاولی کا ذکر کیا۔ اہلِ خانہ حضرت فخر جہاں دلہن کو دیکھنے اس کے والد کے گھر گئے اور شادی غلام فرید کا ذکر کیا۔ میاں محمد بخش چاولی حضرت فخر جہاں کا مرید تھا۔ اس نے بلا عذر قبول کیا۔ خواجہ غلام فرید کو حضرت فخر جہاں نے بلایا اور فرمایا کہ میاں فرید تمہیں معلوم ہے کہ بندہ نرینہ اولاد سے محروم ہے۔ تم بھائی بھی، مرید و خلیفہ بھی لہٰذا مرید و خلیفہ بھی مرشد کی اولاد ہوتی ہے۔ مجھے تمہاری اولاد کی آرزو ہے۔ رشتہ مانگ لیا ہے۔ خواجہ فرید نے مرشد کے حکم کو تسلیم کیا اور ۲۷ ربیع الثانی ۱۲۸۷ھ بروز سوموار شادی مقرر ہوئی۔ دعوت نامے میاں واحد بخش لاڑ، مولانا محمد بخش بڈانی اور مولانا اللہ رکھا نے لکھے۔ کچھ دستی اور کچھ بذریعہ ڈاک روانہ ہوئے۔ سجادگان اجمیر شریف، پاکپتن شریف، مہاراں شریف، تونسہ شریف کو دعوت نامے روانہ کیے گئے۔ علاوہ ازیں ملتان، اوچ شریف، سیت پور، حاجی پور، بلوچستان، چولستان اور دور دراز سے لوگ شریک ہوئے۔ ۵ ربیع الثانی ۱۲۸۸ھ کو حافظہ دختر محمد بخش چاولی کے بطن سے ایک فرزند پیدا ہوا جس کا نام حضرت فخر جہاں نے محمد بخش رکھا اور کان میں اذان تکبیر دی۔

خواجہ صاحب کو حضرت فخر جہاں سے جو محبت اور عقیدت تھی اس کا اظہار ان کے اُردو، فارسی اور سرائیکی کلام میں جا بجا ملتا ہے۔

اُردو

ہمیں ہو سگ، آستانۂ فخرِ جہان کا
شیروں سے فوق مرتبہ ہے میری شان کا

Marfat.com

فارسی

در دو عالم نیست چو شاہ غلام فخر الدین
در زمانش تازہ اسلام و بناش فخرالدین
من نیم لائق غلام آں شاہ باشم اے فرید
چوں ہزاراں کاملاں سایند بر پایش جبیں

سرائیکی میں کثیر کلام ایسا ہے جس میں خواجہ غلام فرید نے اپنے پیر و مرشد کا ذکر عقیدت و محبت سے کیا ہے۔

(الف)
چشماں فخرالدین مٹھل دیاں
تن من کیتا چور
گھول گھتاں مَیں فخر جہاں توں.
جنت حور، قصور

(ب)
فخر جہاں قبول کیتو سے
واقف راز اسرار تھیو سے
ہر جا نور جمال ڈٹھو سے
مخفی راز تھئے اظہار

(ج)
بن دلبر شکل جہان آیا
ہر صورت عین عیان آیا
کتھے حسن حسین شہید بنے
کتھے مرشد فخر جہان آیا

فرید اور اوحدی دونوں قادر الکلام سخنور تھے۔ خواجہ فرید فنی اور فکری اعتبار سے اوحدی سے متاثر نظر آتے ہیں۔ دونوں کی شاعری میں موضوعات کا اشتراک بھی واضح طور پر نظر آتا ہے۔ فرید نے جن موضوعات کو کافی میں سمویا انہیں موضوعات کو اوحدی نے غزل میں سمویا۔ حمد، نعت، جذبۂ عشق، مرشد سے محبت، وحدت الوجود ہر دو اصحاب کے اظہر من الشمس ہیں۔ خواجہ صاحب نے حضرت اوحدی کے تتبع میں انہیں کی

Marfat.com

زمینوں اور قافیہ ردیف میں فارسی میں شاعری کی ہے۔ مثالیں درج ذیل ہیں:-

اوحدی
گشت جہاں روشن از جمال محمدؐ
ماند خرد عاجز از خیال محمدؐ

فرید
جاں شدہ سرمست از جمال محمدؐ
دل زخودی رست در خیال محمدؐ

اوحدی
حُسنت چوکرد جلوہ در آئینہ صفات
عالم ظہور یافت زمردات حُسن ذات

فرید
یکبا رُخ نما بمن اے فخر کائنات
باد از جناب حضرت حق بر تو صد صلوٰۃ

اوحدی
گریۂ چشم مرا دید و بخندید و گفت
اوحدی دیدۂ گریاں ترا نیست علاج

فرید
خواجہ فرید در ہمہ وقت از خدا کہ باد
دست رقیب دور از آں ساعدی چو عاج

اوحدی
چو بانا زو کرشمہ آں پری رخسار می آید
فغان و نالہ از بر کوچہ و باز می آید

فرید
ازید بیدل کہ اندر عشق استعداد می آید
نہ از مجنوں چنیں آید نہ از فرہاد می آید

اوحدی
ما بیاد روئے تو گریاں ہنوز
ز آتش ہجر تو جاں سوزان ہنوز

فرید
بے رخت جاں است در افغان ہنوز
و زغمت چشم ہست خون ریزان ہنوز

اسی طرح اوحدی نے جس ردیف کو استعمال کیا خواجہ فرید نے اسی ردیف کو سرائیکی میں استعمال کیا ہے۔

Marfat.com

اوحدی
دیوانۂ حسن و یم ہذا جنوں العاشقین
مست از شراب حیرتم ہذا جنوں العاشقین

فرید
بن یا سانول بیا کو نہیں
ہذا جنون العاشقین

وحدت الوجود کے موضوع پر اوحدی کے درج ذیل اشعار ملاحظہ فرمائیں:

ے از جلوۂ حسن دلربا
اسرار دو کون شد پیدا

ے عشق و معشوق وہم عاشق خود است
خود عیاں میشد بشر را نام کرد

ے نیست جز ما پدید در عالم
چشم بکشا کہ ہر طرف مائیم

فرید اُردو میں یوں سُخن طراز ہیں:

ے بتخانے میں کنشت میں کعبے میں دیر میں
دلدار کے سوا تو کوئی رونما نہیں

ے ہر رنگ میں ظہور ہے بیرنگ یار کا
پر تو ہے گر خزاں کا تو جلوہ بہار کا

فکری ہم آہنگی کی مثال ان اشعار سے واضح طور پر سامنے آتی ہے۔

اوحدی
خواستم شرح کنم اے دل
کس نیست محرم اے دل

فرید
کیا حال سناواں دل دا
کوئی محرم راز نہ ملدا

دیوان اوحدی خواجہ صاحب کے زیر مطالعہ رہا کرتا تھا۔ مقبوس نمبر ۳۳ شوال ۱۳۱۶ھ جلد چہارم مقابیس المجالس میں درج ہے:

Marfat.com

''حضرت اقدس کے ہاتھ میں اپنے حضرت فخر الاولیاء کا دیوان تھا جس میں سے آپ نے یہ اشعار پڑھے:

ے خرد چوں تاب نور او ندارد
بجز از بہر او چشم دگر را
ے صل علیٰ محمدٍ جلوہ جملہ صفات
صل علیٰ محمد است در و اعلیٰ السواء

Marfat.com

فرید اور سیّد

مخدوم ولایت شاہ کا تعلق اُچ کے سادات گھرانے سے تھا۔ وہ خواجہ صاحب کے قریب ترین احباب میں تھے۔ انہیں خواجہ صاحب سے ارادت پر ناز تھا۔ جلوت و خلوت میں شریک تھے۔ حتیٰ کہ خواجہ صاحب کی نجی زندگی کے معاملات میں ان کا دخل تھا۔ روہی والی بی بی جان بی بی کے نکاحِ ہمراہ خواجہ صاحب میں بھی دیوان ولایت نے اہم کردار ادا کیا۔ وہ خواجہ صاحب کے درس میں بھی شامل رہا کرتے تھے۔ حج مبارک میں بھی خواجہ صاحب کے ہم سفر تھے۔

خواجہ صاحب کا فرمان ہے کہ دو اشخاص نے آخری ملاقات میں انہیں بتا دیا تھا کہ یہ ان کی آخری ملاقات ہے۔ ایک صادق محمد خاں رابع اور دوسرے مخدوم ولایت شاہ۔ مرشد کا اپنے مرید کے بارے میں یہ اظہارِ خیال مرید کے روحانی مرتبہ کے تعین میں مدد دیتا ہے۔ مرید کو بھی ہر آن اپنے مرشد کی رضا کی طلب رہتی تھی۔ مرشد کو بھی مرید سے ایسی محبت تھی کہ مخدوم صاحب کی وفات پر خواجہ صاحب نے درج ذیل دوہڑہ کہا جس سے محبت کا اظہار بدرجہ اتم موجود ہے:

ٹر گئے محرم راز دلیں دے نال جہاں دے رَلاّ
آپ وٹھے ونج وچ محلیں ساکوں چھوڑ اکلھا
ناں کوئی حال سنے نہ ڈیوے آس امید تسلا
سینے سانگ ہجر دی لگڑی زیرے زخم گللا
سُکھ لک ویندے ڈیکھ تتی کوں ڈوکھ ہر آن سولا
جے جمدیں پیاں مونجھاں پلڑے واہ قسمت دا بھلا
ملسوں پھیر فرید جڈوں وَل سانگ بنڑیسی اللہ

ایک مشہور واقعہ ہے کہ پنوں نامی شخص خواجہ صاحب کی گھوڑی چراتے پکڑا گیا تو

Marfat.com

خواجہ صاحب نے وہ گھوڑی اُسے عنایت کر دی جس پر وہ تائب ہوا اور مرید ہو گیا۔ خواجہ صاحب نے اُسے گلے لگایا اور فرمایا جا پنل فقیر فرید ترا ضامن ہے۔ جب پنل فقیر عرف نندوے فقیر فیض حاصل کر کے گھر جانے لگا تو مخدوم ولایت نے اظہار کیا کہ خوش نصیب ہے کہ چوری کرنے آیا اور ولایت حاصل کر کے واپس جا رہا ہے۔ جبکہ ہم سید بھی ہیں اور خلفا اور مریدوں میں شامل ہیں مگر یہ سعادت نصیب نہیں ہوئی۔ خواجہ صاحب تک یہ بات مولانا عبداللہ نے پہنچائی تو خواجہ صاحب نے فرمایا کہ ابھی سادات کا نشہ باقی ہے۔ اور مولانا حاجی صاحب کا یہ شعر پڑھا

بندۂ عشق شدی ترک نسب کن جامی

کاندریں راہ فلاں ابن فلاں نیست

جونہی مخدوم دیوان ولایت شاہ کو خواجہ صاحب کے اس اظہارِ ناپسندیدگی کا علم ہوا وہ بے چین ہو گئے اور زار وزار رونے لگے اور اس شعر میں اپنی ندامت کا اظہار کیا:۔

سید ست سادات دا ماناں

تھی سگ فرید دے در دا

مخدوم ولایت شاہ خود بھی قادر الکلام شاعر تھے۔ سیدؔ تخلص کرتے تھے۔ علاوہ ازیں پردیسی تخلص بھی بعض اشعار میں استعمال کیا ہے۔ آپ کے دوہڑے سماع کی محافل میں گائے جاتے تھے۔ ایک دفعہ میاں غلام حسین قوال نے سید کا یہ دوہڑا گایا:

سید کے جو آئی ضعیفی نت نت نینہ نویرے

جس پر خواجہ غلام فرید وجد میں آ گئے اور کلاہ مبارک سر سے اتر کر دور جا پڑی۔ آپ کے صاحبزادے نے کلاہ مبارک سر پر رکھی پھر ایسا ہو گیا۔

خواجہ اللہ بخش تونسوی نے سیدؔ کی وفات پر فرمایا کہ آج صحیح معنی میں بیعت دنیا سے ختم ہو گئی ہے۔

اپنی عقیدت کا اظہار دیوان صاحب نے اپنی ایک کافی کے مطلع میں اس طرح کیا ہے:

Marfat.com

اے پیر فرید الدین پیا تینوں مولا فخر جہان کہوں
تینوں حضرت خواجہ خدابخش صاحب کون مکان کہوں

اپنے دوہڑہ جات میں بھی اپنے مرشد سے عقیدت اور محبت کا اظہار کیا ہے۔ اشعار درج ذیل ہیں:

ے پورب دیس دکھن توں آون سنجوں سے سوغاتاں
سید پیر فرید بتایاں عشق اصل دیاں باتاں

ے جے تائیں پیر فرید نہ ملسے بیوس آہیں بھرسوں
وچ دریا محبت دے سید شہ تارا تھی ترسوں

ے سک مہینوال دی متی نہ ہرگز تھیوم روز سوائی
سید پیر فرید بغیروں جیون ڈسم اجائی

ے سوہنے پیر فریدا ساکوں دردوں جام پلائی قسم خدائی
سید سک سانول دی سجھوں سینگیں ساکوں سوہائی قسم خدائی

ے پیت پلیسا کنڈ نہ ڈیساں پنج ملن محالے
سید پیر فرید بنا ہن کون میڈے ڈکھ ٹالے

ے پیر فریدالدین پیارے دل دی کھڑکی کھولی
سید بیحد کر شکرانہ چندر پیا وچ جھولی

ے بھر حدیدے یار پدیدے ہر ہر ویلے عیدے قسم فریدے
سید کجو حال جریدے صاحب طبع گریدے قسم فریدے

ے درد سلامت ہووی ہر دم ملیا مالی صدقہ جس دا
سید پیر فرید قبولیا کوئی کس دا کوئی کس دا

مخدوم ولایت شاہ نے کافیوں میں بھی اپنے مرشد خواجہ غلام فرید کا ذکر کیا ہے:

ے سید پیر فرید بناں
ہن نیناں نیر وہیر

Marfat.com

سجھدم ڈینہ قبر دا ابھاری بیا وت روز حشر دا
نال ایمان دے نیویں صدقہ نائب پیر فخر دا

سید پیر فرید پیارے
سلک سلوک سکھائی ہم

میں پیر فرید اپنے کہاں
درد کھوں درمان لہاں

ایہو سید سرقربان پھرے پچھوں پیر فرید حران پھرے
دل سوزاں تن بریان پھرے سن پیر پرم دیاں باتڑیاں

پیر فرید اجن نہیں آندا دردیں کیتا بیحد ماندا
سید عیش نہیں کوئی بھاندا فرحت نس نس جاندی ہے

سید کے کلام میں نہ صرف فکر اور لفظیات میں فرید کا تتبع نظر آتا ہے بلکہ بعض کافیاں فرید کی زمینوں میں کہی ہیں۔

فرید	سید
کیا حال سناواں دل دا	سن درد دیوانی دل دا
کوئی محرم راز نہ مل دا	سارا لوک اساں تے کھل دا
اج فال فراق ڈیندی ہے	اج فال فراق ڈیندی ہے
متاں یار کنوں نکھڑیندی ہے	کیہاں غم دا مینہ وسیندی ہے
وہ وہ سوہنے دا ورتارا	حسن سجن دا عجب نظارا
ہر صورت وچ کرے اوتارا	طرز انوکھی ڈھنگ نیارا
بے شک جاناں بے شک جاناں	حال نہ پچھدا دل ول نسدا
سوہنے کوں ہے سخت غرور	ڈٹھڑی سانول دی دستور

Marfat.com

تھئ خلقت تابع سبھ ۔ ہے محویت مقصد
تاں وی کبا تحنی پیا ۔ تھیوں ابجدیوں ابجد
تا ہئ گم تھیون مطلب تاں وی کبا تحی پیا

Marfat.com

مجالس الفرید...... ایک دریافت

حیاتِ فرید کے سلسلے میں جن کتب سے ہمیں رہنمائی ملتی رہی ہے ان میں اشاراتِ فریدی (مولانا رکن الدین)، مناقب فریدی (مرزا احمد اختر)، گوہر شب چراغ (محمد انور فیروز) کا تذکرے کیے بغیر بات مکمل نہیں ہوتی۔ اگرچہ مابعد کتب میں حیاتِ فرید سے متعلق واقعات موجود ہیں لیکن جو استناد ان کتب کو حاصل ہے وہ دیگر کتب کو حاصل نہیں ہوسکتا کیونکہ ان کتب کا تعلق حیاتِ فرید اور وفات فرید کے بعد کے قریب تر دور سے ہے۔

اشاراتِ فریدی کا ترجمہ اُردو زبان میں کپتان واحد بخش سیال نے کیا جس سے فریدیات کے طالب علموں کے لیے موجودہ دور میں آسانی پیدا ہوئی ہے۔ ان کا یہ کام نہایت اہمیت کا حامل ہے۔

مختلف اوقات میں مختلف شخصیات نے واقعاتِ حیات فرید کو جمع کرنے کے سلسلے میں کوششیں شروع کرنے پر زور دیا ہے بالخصوص اس دور میں جب دربار فرید میں حاضری دینے والی شخصیات زندہ تھی۔ مقامِ افسوس ہے کہ ایسی کسی کوشش اور اس کی بار آور صورت کا کہیں سراغ نہ ملا ہے۔

موجودہ عہد میں دربار فرید میں حاضری دینے والی شخصیات موجود نہیں رہیں جن سے دریافت کے بعد کوئی جامع کتاب ترتیب دی جاسکے اور اگر کچھ لوگ زندہ بھی ہیں تو عہد فرید ان کے بچپن کا زمانہ تھا اور وہ تفصیلی حالات بتانے سے قاصر ہیں۔

راقم کو واقعات فرید جمع کرنے کی کوشش میں کافی تگ و دو کرنا پڑی لیکن وقت زیادہ گزر جانے اور شخصیات عہدِ فرید کی عدم دستیابی اس سلسلے میں آڑے رہی۔ اسی دُھن اور اسی سوچ میں ایک اشارہ ملا۔ ہوا یوں کہ دوران مطالعہ ''سرائیکی ادب'' کے شمارہ مئی ۷۸ء صفحہ ۱۴ پر مولانا نور احمد فریدی یوں رقم طراز تھے:

Marfat.com

''صوفی احمد جان اور ان کا خاندان خواجہ صاحب کا عقیدت مند رہا ہے اور ان کے بزرگوں کو یہ شرف حاصل رہا ہے کہ وہ خلوت و جلوت میں شریک رہے۔ خواجہ صاحب کے حالات سینہ بہ سینہ ان تک پہنچتے رہے۔ میں نے ان سے عرض کیا کہ خواجہ صاحب کے حالات کے بارے میں بتانے والے چاچڑاں شریف میں بہت سارے بزرگ موجود ہیں آپ ان سے رابطہ کر کے اور جو آپ کو معلوم ہے وہ سب جمع کر کے یادگار کتاب ترتیب دیں۔ انہوں نے میرا کہا مانا اور کتاب ترتیب دی اور ان کے تازہ خط سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ کتاب چھپ کر تیار ہو چکی ہے۔''

مولانا نور احمد فریدی کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ کتاب چھپ کر تیار ہو چکی ہے لیکن عملاً ایسا نہیں ہوا کیونکہ راقم نے اس اشارے کے بعد اس کتاب کی مطبوعہ شکل میں تلاش کی تو پتہ چلا کہ ایسی کوئی کتاب طبع نہ ہوئی ہے۔ ناچار اس کتاب کی موجودگی اور اس کے مسودہ کی تلاش میں صوفی احمد جان فریدی کے داماد حاجی حضور بخش سے رابطہ کیا تو انہوں نے بتایا کہ یہ کتاب اور دیگر کتب خواجہ ریاض کوریجہ صاحب ساکن چاچڑاں کے پاس ہیں۔ چنانچہ اُن سے رابطہ ہوا تو انہوں نے فرمایا کہ یہ کتاب مسودہ کی شکل میں ان کے پاس موجود تھی مگر وہ گم ہوگئی ہے۔ اس سلسلے میں احمد میاں کوریجہ سے رابطہ کیا مگر انہوں نے اولاً اس کتاب کی موجودگی سے انکار کیا۔ ازاں بعد ان کی کتاب اسرار فرید چھپی تو اس میں اس کتاب کا حوالہ موجود تھا۔ کتاب کی عدم دستیابی سے نہایت مایوسی ہوئی۔ اوائل ۲۰۰۱ء میں خواجہ ریاض کوریجہ صاحب کا پیغام موصول ہوا کہ کتاب دستیاب ہوگئی ہے۔ چنانچہ چاچڑاں کا سفر اختیار کیا۔ پہلے احمد میاں صاحب سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے کتاب کا نہایت مختصر حصہ کے وجود سے اقرار کیا اور کمال مہربانی سے انہوں نے عنایت کیا۔ خواجہ ریاض کوریجہ صاحب نے کتاب مجالس الفرید کا بقیہ حصہ عنایت کیا۔ ہر دو حصوں کو یکجا کیا تو پتہ چلا کہ ابھی بھی کتاب کا کچھ حصہ مفقود ہے۔ جو حصہ احمد میاں صاحب سے ملا وہ

Marfat.com

چورانوے صفحات پر مشتمل ہے۔ جو حصہ خواجہ ریاض کوریجہ صاحب سے دستیاب ہوا وہ تین سو اٹھارہ صفحات پر مشتمل ہے۔ اگرچہ اس کتاب پر بھی نمبر شمار صفحات کہیں کہیں موجود ہیں لیکن وہ ترتیب درست نہیں تھی۔ چنانچہ دوبارہ صفحات کے نمبر لگائے۔ یہ کتاب ایک سو پینتیس مجالس (ابواب) پر مشتمل ہے۔ ہر مجلس میں تاریخ اور دن کے حوالے درج ہیں۔ کتاب جو اس وقت دستیاب صورت میں موجود ہے اس کے اولین حصہ میں روایات درج کی گئی ہیں جو تعداد میں سولہ ہیں۔ اس کے بعد مجلس نمبر ۴۳ شروع ہو جاتی ہے۔ گویا ترتیب کتاب مجلس نمبر کے اعتبار سے مجلس نمبر ۴۳ سے شروع ہوتی ہے۔ موضوعات کے اعتبار سے قاضی عاقل محمد کی خواجہ فخر الدین اورنگ آبادی سے سال ۱۲۰۰ھ میں ملاقات سے آغاز ہوتا ہے۔ اس کے بعد خواجہ صاحب بزرگان اور خواجہ صاحب کے حالات کا تذکرہ ہے۔ جن میں تصوف، تدریس، تبلیغ، سیر و سیاحت، زیارات، خاندانی حالات، احباب سے سلوک، مریدین کا تذکرہ خصوصی موضوعات ہیں۔

یہاں یہ تذکرہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ کتاب بوسیدہ اور نامکمل صورت میں اور ایک چوتھائی حصہ ناقابل خواند ہے کیونکہ اس پر پانی پڑا ہوا ہے جس کے نتیجے میں تحریر پڑھی نہیں جا سکتی۔ لیکن ان تمام مشکلوں کے باوجود کتاب کا دستیاب ہو جانا ہی غنیمت کہا جا سکتا ہے کیونکہ اس سے حیاتِ فرید کے بے شمار واقعات سے فریدیات کا موضوع بذاتِ خود مالا مال ہو گیا ہے۔ مرتب و مصنف کتاب احمد جان فریدی کا دور بیسویں صدی کا دور ہے اس لیے خواجہ عاقل محمد کے دور کے واقعات کو قلمبند کرنا بظاہر عجیب لگتا ہے۔ لیکن مرتب نے ان واقعات کو مختلف کتب کے حوالے سے درج کیا ہے۔ یہ کتب قلمی شکل میں مرتب کی نظروں سے گزریں۔ جن کتب کے حوالے سے مصنف/مرتب نے حوالہ جات دیئے وہ درج ذیل ہیں۔

نام کتاب	مصنف
مدارج الاولیا	مولانا برخوردار جہاری
سفیر الاولیا	مولانا برخوردار جہاری

Marfat.com

انوار الاولیا	مولانا برخوردار جہاری
تصوف الاولیا	نصرت خان بڈانی
مجموعہ تصوف	نصرت خان بڈانی
کلیات محمدی	مولانا محمد خان بڈانی
مظہر انوار	مولانا محمد خان بڈانی
کچلول فتح خاں	فتح خاں بڈانی

کتاب مجالس الفرید کے مطالعہ کے بعد متذکرہ بالا کتب کی تلاش ہوئی۔ اس سلسلے میں خواجہ ریاض کوریجہ، عبدالرحمٰن بڈانی (داماد احمد جان فریدی) سے رابطہ کیا لیکن کوئی کتاب تا حال دستیاب نہ ہو سکی ہے۔ تاہم اسی تلاش کے دوران صوفی احمد جان فریدی کی ایک قلمی تصنیف تذکرۃ الاولیا (سرائیکی) دستیاب ہوئی جس سے مصنف کے حالات اور خاندان سے متعلق معلومات ملتی ہیں۔ کتاب تذکرۃ الاولیا کے آغاز میں احمد جان فریدی لکھتے ہیں:

> ''دعا گو عاجز قاصر بندہ صوفی احمد جان ابن فتح محمد خاں ابن محمد خاں ابن خلیفہ محبوبیہ صوفی محمد رمضان مؤلف کچلول محبوبیہ ابن الحاج نصرت خاں مؤلف علم تصوف خلیفہ سلطان الاولیا ابن خلیفہ برخوردار جہاری خلیفہ قاضی محمد شریف سائیں وچہ خدمت پیر بھائیں دے عرض گزارا ے۔''

مندرجہ بالا عبارت سے ظاہر ہوا کہ صوفی احمد جان فریدی کے بزرگوں کا روحانی تعلق قاضی محمد شریف کے وقت سے رہا ہے اور وہ قلمی کتب تصنیف کرتے رہے ہیں۔ احمد جان کے دادا کے دادا مولانا نصرت خاں بڈانی نے کتب تصوف الاولیا اور مجموعہ تصوف تصنیف کیں۔ اسی طرح مولانا نصرت خاں کے والد مولانا برخوردار جہاری نے کتب مدارج الاولیا اور سفیر الاولیا تصنیف کیں۔ احمد جان کے دادا مولانا محمد خان نے کلیاتِ محمد اور مظہر انوار تصنیف کیں۔ اسی طرح احمد جان کے والد مولانا فتح خان بڈانی

Marfat.com

نے کچلول فتح خانی تصنیف کی۔ احمد جان کے بزرگوں کی تصنیف شدہ کتب سے استفادہ کر کے کتاب مجالس الفرید ترتیب دی گئی ہے۔ یہ تمام تفصیل اس لیے ضروری تھی کہ کتاب کے مندرجات کو استناد کا درجہ حاصل کرنے میں مشکل نہ ہو۔ صوفی احمد جان فریدی ماہر فریدیات اور صاحبِ مطالعہ شخصیت تھے اور انہوں نے جو تخلیقی کارنامے سرانجام دیئے وہ رہتی دنیا تک یاد رہیں گے۔ وہ ایک نہایت اعلیٰ درجے کے شاعر بھی تھے۔ اپنی کتاب سسی پنوں کے آخر میں اپنی تخلیقات کے حوالے سرائیکی میں یوں زبان شعر سے اظہار خیال کرتے ہیں۔

احمد جان تخلص صادق لقب فریدی پیندے یار رجیندے
والد فتح محمد ڈاڈا عالم عشق پڑھیندے دعائیں ڈیندے
مرشد فیض احمد سائیں میڈا ہن لجپال لجیندے لاج پلیندے
شاعری وچ استاد صادق دا محمد بخش سکیندے یار پوچیندے
محمد بخش تخلص بخش مخدوم لقب پا ویندے مئو رہندے
ہاشمی مئو مبارک والد سیفل لکھ ڈکھلیندے روح رجیندے
شاعر قوم بڈانی میڈی چاچڑیں وچ لا رہندے من پرچیندے
ہے ہمسایہ فرید پاک دا صادق خادم درسڈ ویندے درس کیندے
ڈہ کتاباں بئیاں میں لکھیا سر دا ناں سڈویندے شرح کریندے
روح ایمان گانمن سچار سوہنی مہینوال بنیندے بن سنوریندے
لغت سرائیکی شاہ ممتاز ہتھ تقدیر سویندے سوہنے ناز بھریندے
چھل چھولیاں سلطان شہیداں لکھیم وچہ مصرعے وین ناز بھریندے
مجالس الفرید نثر وچ سسی پنل سنگریندے جوڑ بنڑیندے
دیوان صادق تے دھاڑغریاں شاعر خوب لکھیندے لکھ پرکیندے

Marfat.com

رسالہ الفرید اور فریدیات

مولد و مسکن خواجہ غلام فرید قصبہ چاچڑاں سے رسالہ الفرید کا اجراء اس اعتبار سے منفرد ہے کہ اس میں نام کی مناسبت سے فریدیات کے حوالے سے غالب مواد ہوتا تھا۔ حکیم عبدالحق احسان اس کے ایڈیٹر تھے اور جولائی ۱۹۴۶ء میں پہلا شمارہ چھپ کر سامنے آیا۔

حکیم عبدالحق احسان کے بزرگوں کو خاندان کوریجہ کے بزرگوں نے چاچڑاں شریف میں آمد کی دعوت دی۔ چنانچہ حکیم صاحب کے بزرگ میانوالی سے ترک سکونت کر کے یہاں آ کر آباد ہوئے۔ حکیم صاحب کے چچا مولانا محمد بخش خواجہ غلام فرید کے مصاحبین میں شامل تھے۔ حکیم صاحب کی پیدائش سال .... میں ہوئی۔ آپ نے چاچڑاں مظفرگڑھ دیوبند اور کانپور میں جا کر تعلیم حاصل کی۔ ازاں بعد معلمی کا پیشہ اختیار کیا اور خانپور، راجن پور کلاں اور رکن پور میں مدرس رہے۔ اپنی قابلیت اور اہلیت کی وجہ سے محکمہ تعلیم کے افسران سے تعریفی اسناد بھی حاصل کیں۔ حکمت سے بھی شغف تھا۔ اصلاح معاشرہ کے داعی رہے اور اس سلسلے میں عملی طور پر اقدامات بھی کرتے رہے۔

چونکہ ان کی بیعت خانوادہ کوریجہ سے تھی اس لیے خواجہ غلام فرید سے نہایت عقیدت رکھتے تھے۔ اس کے عملی اظہار کی صورت رسالہ الفرید کے اجراء سے ہوئی۔ رسالہ کے پہلے شمارے میں انتساب کی صورت یہ الفاظ درج کیے ہیں:

> ''الفرید کا یہ شمارہ اولیں خواجہ غلام فرید سجادہ نشین چاچڑاں کے حضور میں شرف پذیرائی کے لیے۔''

اسی طرح اسی شمارے میں بزمِ فرید کے عنوان سے لکھتے ہیں:

> ''میں جانتا ہوں کہ الفرید کو اس کے منتہائے مقصود تک پہنچانے

Marfat.com

کے لیے کس قدر عزم شکن مصائب کا سامنا ہوگا۔ ایک ایک قدم پر مایوسی اور ناکامی کا سنگِ گراں حائل راہ ہوں گے۔ مجھے خواجہ صاحب کے کلام سے محبت ہے۔ مَیں نے جو کچھ کیا اسی محبت سے متاثر ہو کر کیا ہے۔ ہر چیز نے میرے ارادوں میں تزلزل پیدا کرنے کی کوشش کی مگر مَیں اس میدان میں خم ٹھونک کر نکلا اور ہر مصیبت کا سامنا سینہ سپر ہو کر کیا۔''

مندرجہ بالا عبارت سے ایڈیٹر حکیم عبدالحق احسانؔ کی خواجہ صاحب سے محبت اور عقیدت ہی ظاہر نہیں ہوتی بلکہ ان کے حوصلے کا اندازہ ہوتا ہے کہ فریدیات کے حوالے سے مواد کی اشاعت میں کسی مشکل کو مشکل سمجھنے کے روادار بھی نظر نہیں آتے۔ وہ الفرید کے اجرا کا مقصد فریدی برادران میں اتحاد و یگانگت کی تلقین اور خواجہ صاحب کے روحانی اور علمی کمالات کو اجاگر کر کے اعمال کی درستی اور عقائد کی اصلاح بتاتے ہیں۔

تمام تر مشکلات کے باوجود یہ رسالہ جولائی ۴۷ء تا سال ۱۹۵۱ء تک جاری رہتا ہے۔ تاہم اس میں مکمل باقاعدگی شمارہ جات کی اشاعت کے سلسلے میں نہیں پائی گئی۔ جس کی وجوہ حالات سے ظاہر ہیں کہ رسالہ کی اشاعت کے سلسلے میں وسائل کی کمی تھی۔ اس رسالے کے دستیاب شماروں کی تعداد ۱۹ ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

جولائی تا دسمبر	۱۹۴۶ء
فروری	۱۹۴۷ء
اکتوبر، نومبر، دسمبر	۱۹۴۹ء
جنوری، مارچ تا مئی	۱۹۵۰ء
جون/ جولائی - دسمبر	۱۹۵۰ء
جنوری، فروری/ مارچ اپریل	۱۹۵۱ء

ان رسائل میں فریدیات کے حوالے سے مطبوعہ مواد کی تفصیل کچھ اس طرح ہے۔

Marfat.com

شمارہ	تفصیل مواد	تخلیق کار
جولائی ۱۹۴۶ء	نظم بحضور خواجہ	مولانا محمد یار
	۱) ام الکتاب ہے رُخ زیبا فرید کا کیا خوب فاتحہ ہے کتاب مجید کا	
	۲) نظم بحضور خواجہ	دلشاد کلانچوی
	خواجۂ خواجگان غلام فرید سالک و پیشوائے جملہ عبید	
	۳) نظم بحضور خواجہ	انور صابری
	پی لیا جس نے کوئی جامِ فرید بن گیا جان صبح و شام فرید	
	۴) ترجمہ کلام فرید (کافی)	
	اج سانولڑے موکلایا سر بار غماں دا چایا	
	۵) حضرت فرید شانِ درویشی میں	محمد اکبر خان
	۶) شاعرِ اعظم فرید	عبدالرشید طالوت
	خواجہ صاحب کی شخصیت، علمیت اور ان کی سرمستی اور جوش کا اعتراف کیا گیا ہے	
	۷) خواجہ صاحب دنیا کے بلند ترین شاعر	ڈاکٹر ایم شجاع ناموس
	۸) الفرید کا پیغام	ایڈیٹر
اگست ۱۹۴۶ء	۱) نظم بحضور خواجہ	عبدالحق احسان
	آیات بینات ہے مکھڑا فرید کا دیدار کو درکار ہے چہرہ فرید کا	
	۲) اداریہ - الفرید کی مشکلات	عبدالحق احسان

Marfat.com

	۳)	سیرتِ فرید	ماخوذ
	۴)	ترجمہ کافی - انہد مرلی شور مچایا	ماخوذ
	۵)	چاچڑاں شریف (خواجہ خدا بخش نے کیونکر چاچڑاں کو زیارت گاہ بنایا)	منشی عبدالعزیز
ستمبر ۱۹۴۶ء	۱)	خواجہ غریب نواز فوائد فریدیہ سے اقتباس	ماخوذ
	۲)	ترجمہ کافی - بن دلبر شکل جہان آیا	ماخوذ
	۳)	بہاولپوری بولی اور خواجہ فرید	دلشاد کلانچوی
	۴)	برادران فریدی کی تعظیم	عبدالحق احسان
	۵)	خواجہ غریب نواز کے اُردو کلام پر اک نظر	شوق بہاولپور
اکتوبر ۱۹۴۶ء	۱)	خواجہ غریب کا لباس	حکیم عبدالحق احسان
	۲)	خواجہ حسن نظامی کا بیان	حکیم عبدالحق احسان
	۳)	خواجہ غریب نواز کی یکسوئی و اشغال عبادت	حکیم عبدالحق احسان
	۴)	آہن قلندر روز و شب (شانِ نزول)	حکیم عبدالحق احسان
	۵)	آئینہ کمالات اولیائے چاچڑاں	حکیم عبدالحق احسان
	۶)	خواجہ کے وجدان کے لیے پسندیدہ اشعار	حکیم عبدالحق احسان
	۷)	ملفوظات کا اُردو ترجمہ	حکیم عبدالحق احسان
فروری ۱۹۴۷ء	۱)	ترجمہ کلام - درد اندر دی پیڑ ڈاڈھا سخت ستایا	عبدالحق احسان
	۲)	ترجمہ فوائد فریدیہ	عبدالحق احسان
	۳)	خواجہ فرید اور سیر و سیاحت	عبدالحق احسان

Marfat.com

۴) ملفوظات کا ترجمہ — حکیم عبدالحق احسان

اکتوبر ۱۹۴۹ء ۱) خواجہ فرید کے حضور — محی الدین شان

۲) سیرتِ فرید — عبدالحق احسان

۳) ترجمہ کلام فرید۔ ست سانول سجن سدھایا — حکیم عبدالحق احسان

نومبر ۱۹۴۹ء ۱) الفرید کے جبری التوا کا بیان — حکیم عبدالحق احسان

۲) سیرتِ فرید — حکیم عبدالحق احسان

۳) ترجمہ کافی اُردو۔ — حکیم عبدالحق احسان

مارو مٹھل ول مکھڑ چھپایا

دسمبر ۱۹۴۹ء ۱) ملفوظات گرامی — حکیم عبدالحق احسان

۲) سرزمین چاچڑاں کی بدحالی — حکیم عبدالحق احسان

۳) سیرتِ فرید — حکیم عبدالحق احسان

۴) کافی کا ترجمہ اُردو۔ مان مہیندا چاک — حکیم عبدالحق احسان

جنوری ۱۹۵۰ء ۱) دربار فرید — کیفی جامپوری

مارچ ۱۹۵۰ء ۱) فرید نمبر پر فخر و افتخار کا اظہار — حکیم عبدالحق احسان

۲) عرس کے انتظام طعام پر تنقید — حکیم عبدالحق احسان

۳) اولادِ فرید پر مظالم پر تنقید — حکیم عبدالحق احسان

۴) کافی خواجہ فرید کے ترجمے کی اصلاح — حفیظ بہاولپوری

۵) وصال خواجہ پر ارواح مشائخ — ن۔ بیگم

فہرست خلفا خواجہ محمد بخش

اپریل ۱۹۵۰ء ۱) خواجہ کی شاعری کی خصوصیات — حکیم عبدالحق احسان

۲) ترجمہ کافی اُردو

مساگ ملیندی دا گزر گیا ڈینہ سارا

مئی ۱۹۵۰ء ۱) اُردو ترجمہ کافی۔ نام اللہ د۔۔ پاندھیڑا — حکیم عبدالحق احسان

Marfat.com

	۲)	فوائد فریدیہ میں توحید وجودی	حکیم عبدالحق احسان
	۳)	پیران چاچڑاں کا علمی وادبی ذوق	حکیم عبدالحق احسان
	۴)	سلسلہ چشتیہ فریدیہ	حکیم عبدالحق احسان
جون/جولائی	۱)	ترجمہ کافی اُردو	حکیم عبدالحق احسان
۱۹۵۰ء	۲)	مراتب الوہیت ومراتب عبودیت خواجہ صاحب کے حوالے سے	حکیم عبدالحق احسان
	۳)	خواجہ فرید-شریعت طریقت معرفت	حکیم عبدالحق احسان
دسمبر ۱۹۵۰ء	۱)	سیرت فرید بہار کا سماں	حکیم عبدالحق احسان
	۲)	ترجمہ کافی اُردو-وہ وہ سوہنے داور تارا	
جنوری ۱۹۵۱ء	۱)	سیرتِ فرید (خواجہ سے پہلی ملاقات)	مولوی عبدالعزیز
	۲)	کافی ترجمہ اُردو	
	۳)	خواجہ فرید کی بزرگی کا اعتراف	حکیم عبدالحق احسان
فروری مارچ	۱)	خواجہ فرید اہلِ حال میں	حکیم عبدالحق احسان
۱۹۵۱ء	۲)	کافی اُردو ترجمہ-ہے ہے یار بروچل	حکیم عبدالحق احسان
	۳)	صنف گانمن اور خواجہ فرید	حکیم عبدالحق احسان
	۴)	نظم فرید کے حضور چلو خواجہ کے دربار سکھی کریں جس کا ذرا دیدار سکھی	ڈاکٹر نور بخش فریدی
اپریل ۱۹۵۱ء	۱)	خواجہ فرید کی شعری خصوصیات	حکیم عبدالحق احسان
	۲)	ترجمہ اُردو کافی اتھاں مَیں مٹھڑی نت جاں بلب	حکیم عبدالحق احسان
	۳)	قصائد بحضور خواجہ (فارسی)	مولانا عزیز الرحمٰن

Marfat.com

سفر نامہ ہائے حج خواجہ غلام فرید

عبادات میں کسی بھی صاحب استطاعت مسلمان کے لیے حج بیت اللہ فرض کا درجہ رکھتا ہے۔ چونکہ خواجہ صاحب پابندِ شریعت بزرگ تھے اس لیے سال ۱۸۷۹ء بمطابق ۱۲۹۲ھ آپ نے یہ فریضہ بھی سرانجام دیا۔ اگرچہ اس سفر حجاز کے سلسلے میں ایک سفرنامہ مرتبہ مرزا احمد اختر بہ عنوان سفرنامہ فریدی اُردو میں سال ۱۳۱۴ھ (دوران حیات فرید) مطبع جان جہاں دہلی سے شائع ہو چکا ہے مگر اس میں کہیں بھی یہ درج نہیں ہے کہ مرتب مرزا احمد اختر بھی سفر حج میں خواجہ صاحب کے ساتھ شریکِ سفر تھے۔ چونکہ ایک قلمی سفرنامہ بزبان فارسی تحریر کردہ مولانا محمد عمر دستیاب ہوا ہے جو کہ خواجہ صاحب کے ساتھ سفر حج میں شریک تھے اس لیے فریدیات کے طالب علموں کے لیے اس میں گرانقدر معلومات حیاتِ فرید کے سلسلے میں موجود ہیں۔ یہاں یہ تذکرہ برمحل محسوس ہوتا ہے کہ مقامی حالات، مقامات اور واقعات کے اعتبار سے ایسی معلومات ملتی ہیں جو قبل ازیں شائع شدہ سفرنامہ (مرزا احمد اختر) میں موجود نہ ہیں۔

خواجہ غلام فرید کا خادم اور خلیفہ عمر دفلی دریا خاں اور موضع سکھانی والا کچھی سیت پور کا رہائشی تھا۔ جس نے روئیداد سفر حج خواجہ غلام فرید ارادت مندوں کے لیے سپرد قلم کی ہے جو لمعات فریدی کے لمعہ چہارم سے موسوم ہے۔

آپ نے حرمین شریف کی زیارت کے لیے ارادہ فرمایا اور اپنے خادمان خاص کو رفیق سفر بنانے کے لیے منتخب فرمایا۔ ان خوش قسمت حضرات کے اسما درج ذیل ہیں:

(۱) مخدوم ولایت حسین شاہ — (۲) مخدوم حیدر بخش

(۳) مخدوم غلام جہانیاں — (۴) مخدوم خیر شاہ

(۵) مخدوم غریب علی شاہ — (۶) مخدوم جندوڈہ شاہ

(۷) مولوی بلال صاحب — (۸) میاں فقیر اللہ

Marfat.com

(۹)	گلزار خان افغان	(۱۰)	سلطان محمود خان
(۱۱)	سلطان محمود خان کا بیٹا	(۱۲)	حاجی صوبہ
(۱۳)	حکیم حسن علی شاہ	(۱۴)	محمد دائم
(۱۵)	میاں رحیم بخش	(۱۶)	ماموں صاحب
(۱۷)	پیر بخش ڈوپہ	(۱۸)	زوجہ محترمہ اول
(۱۹)	زوجہ محترمہ ثانیہ	(۲۰)	میاں نبی بخش لاڑ
(۲۱)	میاں حیات قوال	(۲۲)	جان محمد شیدی
(۲۳)	مولوی محمد رحمانی	(۲۴)	میاں نظام قوال
(۲۵)	خیرا خادم مخدوم صاحب	(۲۶)	فقیر راقم الحروف عمر۔ وغیرہ

(سفرنامہ فریدی مرتبہ مرزا احمد اختر میں تفصیل شرکاء سفر حج موجود نہ ہے۔ صرف مخدوم ولایت شاہ، مخدوم حیدر بخش اور مخدوم غریب شاہ کا بوقت روانگی خان پور میں شریک سفر ہونے کا ذکر ہے)

خواجہ صاحب نے سامان سفر معتبر کتب، عمدہ لباس وغیرہ کی فہرست بنا کر بنڈل بنوائے۔ روانگی حج کی خبر سن کر مریدین، عقیدت مند آپ کو الوداع کہنے کے لیے آئے۔ بوقت عصر ۲۲ شوال خانپور سے ریل پر سوار ہوئے۔ کسی نے ہندی زبان میں یہ شعر پڑھا:

جڈا ماہی جول گنائی

نصف شب کو ملتان پہنچ کر کھوکھروں کے ڈیرہ پر قیام کیا اور دو روز وہاں رہے۔ گاڑی کا ایک ڈبہ بک کرایا گیا اور ملتان سے روانہ ہو کر لاہور پہنچے۔ سرائے انارکلی نزد مائی نینی میں مقیم ہوئے۔ ایک بنڈل سامان گم پایا گیا۔ خواجہ صاحب نے فرمایا کہ سامان کی بازیابی تک مجھے مفتی حمید الدین ساکن نینی کے پاس رہنا ہوگا۔ میاں نبی بخش لاڑ کو بھی یہی ذمہ داری میرے ساتھ سونپی گئی۔ خواجہ معہ ہمراہیان زیارت اجمیر شریف کو روانہ ہو گئے

انگریز افسر سے ملے اور احوال بیان کیا جس نے محمد صادق تھانیدار کے نام حکمنامہ جاری کیا کہ اس آدمی کو ساتھ لے کر ملتان تک جاؤ اور ہر سٹیشن پر سامان تلاش کرو۔

Marfat.com

تین اسٹیشن دیکھنے کے بعد سامان مل گیا۔ کپڑے، زیورات، نقدی موجود پائی گئی۔ اہالیان لاہور اور ریلوے والے حیران تھے کہ گمشدہ سامان حضرت کی برکت سے مل گیا ہے۔

غازی آباد، اللہ آباد، جبل پور پہنچے اور اسٹیشن پر کھڑے تھے کہ گاڑی اسٹیشن پر رکی اور حضرت نے رخ انور فسٹ کلاس کے ڈبے سے باہر نکالا۔ ہمارا حال دریافت کیا جو دست بستہ بیان کیا گیا۔ بمبئی کا سفر جبل پور سے آٹھ سو کوس کی مسافت پر ہے۔ بمبئی کے آخری سٹیشن پر گوروں کے محلے کے قریب گاڑی رکی۔ مولوی نظام الدین لاہوری وہاں موجود تھا۔ اس وقت آپ کے ہمراہ ستر افراد تھے۔

اعلان ہوا جہاز تیار ہے۔ حضرت صاحب معہ سامان جہاز کی طرف تشریف لائے۔ جہاز کا نام بہادر تھا۔ جہاز روانہ ہوا۔ چوتھے دن عدن پہنچ گئے۔ تین روز بعد باب اسکندر سے جہاز گزرا جو میقات یلملم کے برابر تھا۔ حضرت نے حکم دیا کہ احرام باندھ لو۔ مقام حدیدہ سے گزر ہوا تو حضرت نے فرمایا کہ پانچ چھ میل دور حضرت اویس قرنی کی بستی واقع ہے۔ دو یا تین دن بعد آپ نے فرمایا کہ آج ہم جدہ پہنچ جائیں گے۔ گیارہویں روز جدہ میں وارد ہوئے۔ حضرت صاحب اور دو چار ہمراہیوں کے سوا سب بیمار اور بیقرار تھے۔ جہاز سے اتر کر سب سو گئے۔ اسی وقت آپ نے یہ کافی کہی:

سر بھوندے تے ہاں گھردے
دل لہندے تے روح پھردے نی
چم لیراں ماس دے گھانگے نی

شیخ عبداللہ پسر شیخ محمد حسین (مطوف) جسے بذریعہ تار اطلاع دی گئی تھی جدہ میں موجود تھا۔ بمبئی کے رہائشی محمد عارف شاہ ساکن بمبئی جو مکہ میں قیام پذیر ہیں حاضر ہوئے اور آپ کو اپنے مکان پر لے گئے۔ حضرت صاحب اور ہم نے وہاں قیام کیا۔ کھانا وغیرہ کھا کر مکہ شریف کی طرف کرائے کے اونٹوں کے ذریعے روانہ ہوئے۔ مستورات اور دیگر ساتھی سوار ہو کر اجتماعی شکل میں روانہ ہوئے۔ حضرت صاحب نے درج ذیل کافی تصنیف فرمائی:

Marfat.com

اج ڈوڑی سک دیدار دی ہے
متاں اے نگری دلدار دی ہے

ہم چند میل چلے تو دیکھا کہ ریت کے ٹیلے ہیں اور کھپ کھار خاردار درخت کترن وغیرہ ہیں۔ مولوی محمد رحمانی اونٹ سے اتر کر پودوں کو دیکھتے رہے۔ ساری رات سفر کرتے رہے۔ صبح سے چند گھنٹے پہلے قافلہ مکہ کے قریب تھا۔ شیخ عبداللہ پسر شیخ محمد حسین استقبال کے لیے آئے ہوئے تھے۔ میٹھے پانی کی صراحی اور ٹھنڈا پانی پیش کیا۔ کچھ کھانے کی چیزیں بھی پیش کیں۔ ہم شیخ محمد حسین کے مکان میں قیام پذیر ہو گئے اور شیخ محمد حسین کے ہمراہ بیت اللہ کے طواف کے لیے روانہ ہوئے۔ ہم باب ابراہیم، باب الوداع اور صفا مروہ سے ہو کر باب السلام پہنچے۔ شیخ محمد حسین کی رہنمائی میں بیت اللہ شریف کی زیارت کی، طواف کیا، مقامِ ابراہیم پر نفل ادا کیے۔ طواف وغیرہ کے بعد ایک سجے ہوئے کمرے میں حضرت صاحب اور ہم سب کو بٹھایا گیا۔ بریانی پلاؤ ہر ایک کے لیے لایا گیا۔ سب نے سیر ہو کر کھایا۔ میاں رحیم بخش جو آپ کی بڑی بیگم کے بھائی تھے کے ہمراہ مستورات کو طواف کے لیے روانہ کیا۔

دو روز کے بعد کرایہ کے مکان میں قیام پذیر ہو گئے۔ مکان کے اوپر والے حصے میں مخدوم ولایت حسین، حضرت صاحب، میاں غلام شاہ، میاں نظام قوال اور فقیر راقم (مولانا عمر) قیام پذیر ہوئے۔ یہ مکان مصلیٰ مالکی کے قریب تھا۔ ظہر کے بعد بیت اللہ شریف کی زیارت کی۔ بیت اللہ شریف سیاہ پتھروں کا بنا ہوا ہے۔ مطاف میں سنگ مرمر لگا ہوا ہے۔ حرم میں بے شمار قندیلیں نصب ہیں جو روغن زیتون سے روشن کی جاتی ہیں۔ کعبہ پر سیاہ غلاف لگا ہوا ہے جس پر کلمہ طیبہ لکھا ہوا ہے۔ ہر سال حج کے موقع پر بادشاہ وقت جدید غلاف چڑھاتا ہے۔

حضرت صاحب باب ابراہیم سے آتے اور بیٹھ کر کعبہ شریف کو دیکھتے رہتے۔ ایک دن حضرت نے فرمایا عمر خاں کچھ روپے پیر بخش سے لے لو، حضور اکرمؐ کے مولد شریف کی زیارت کو چلا جائے۔ دوسرا کوئی ساتھ نہ تھا۔ حضرت اور مَیں چلے۔ رسولِ اکرمؐ

Marfat.com

کر مولد شریف، اور حضرت علیؓ کے مولد شریف کی زیارت کی۔ حضرت خدیجہ کے گھر کی زیارت کی۔ وہاں آپ کی چکی بھی تھی۔ اُسے بوسہ دیا۔ ہم باب اسلام حرم شریف میں داخل ہوئے۔ دوسرے دن جنت المعالی کی قبور کی زیارت کی۔ حضرت خدیجۃ الکبریٰ اور حضرت عبدالمطلب کی قبور کی زیارت کی۔ قبرستان کے جانب مشرق مسجد جن واقع ہے جہاں جن رسول اکرمؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر مسلمان ہوئے۔

۷ ذوالحجہ ہم سب منیٰ روانہ ہوئے۔ منیٰ میں ہمارے ڈیرے کے قریب کھپ پھوگ الائی کرڑ اور سنگریزے تھے۔

۹ ذوالحجہ کو ہم رات کو عرفات پہنچے۔ میدانِ عرفات میں بے شمار مخلوق جمع تھی۔ لوگ بکریاں اور دنبے قربانی کے لیے بیچ رہے تھے۔ دسویں ذوالحجہ کو مزدلفہ سے منیٰ آئے۔ قربانی کی اور وہاں تقروری یعنی کالے زبردستی قربانی کا گوشت لے کر بھاگ گیا۔ حضرت شیخ بہت ہنسے اور کہا خوب ہوا فرمایا اچھا ہوا اللہ کے نام کا تھا وہ لے گیا۔ پھر ہم نے جمرہ کو کنکریاں ماریں اور منیٰ سے کعبہ شریف گئے۔ طواف کیا صفا مروہ کی سعی کی۔ پھر منیٰ واپس آئے اور تین روز منیٰ میں قیام کیا۔ اس دن مجھے جسم میں درد ہوا۔ حضور اور مخادیم کے لیے سواری تیار کی۔ حضرت نے مجھے اپنے پیچھے دراز گوش پر سوار کر لیا۔ مسجد جن سے ہو کر باب السلام سے کعبہ میں داخل ہوئے۔

مدینہ طیبہ جانے کے لیے اونٹوں کا قافلہ تیار ہو گیا۔ اور قافلے بھی جمع ہو گئے۔ تین آدمی ایک ایک اونٹ کے ساتھ ہوئے۔ چنانچہ حکیم حسن علی شاہ، مَیں احقر اور مولوی محمد رحمانی ایک ساتھ مقرر ہوئے۔ اونٹوں کی قطاریں ترتیب دی گئیں۔ اول اول قطار میں مخدوم ولایت شاہ اور درمیان میں دو اونٹ حرم محترم حضرت شیخ اور اس کے پیچھے حضرت صاحب کا اونٹ تھا۔ میں جان محمد شیدی اور میاں محمد دائم سب اکٹھے تھے۔ ایک گھنٹہ کے بعد وادیٔ فاطمہ میں قیام ہوا۔ وہاں صبح کی نماز تک رہے۔ آپ نے کافی لکھی:

اے شبریاں شغدت بھاندے ہن
متاں ڈیس پنل دے آندے ہن

Marfat.com

سفر منزل بہ منزل طے ہوتا رہا۔ پانی دشواری سے حاصل کیا جاتا تھا۔ اگلی منزل پر عصر کے وقت پہنچے۔ سامان اتارا اور پہرہ دینے کا انتظام کیا۔

مسمی جنگی خاں ملازم مائی صاحبہ جو مظفر خاں نواب زادہ خاندان سے تھیں اور حضرت صاحب کے قافلہ میں شامل ہو گئی تھی وہ سامان کے اوپر سویا ہوا تھا۔ چور آئے اور اس کے نیچے سے سامان اٹھانے کی کوشش کی لیکن جنگی خاں سامان پر قابو پڑ گیا۔ چور نے اس کے سر پر پتھر مارا جس سے وہ زخمی ہوا۔ چار قدم پر سویا ہوا تھا۔ بھاگ کر گئے اس وقت تک چور بھاگ گئے تھے۔ تاہم سامان بچ گیا۔

میاں خیرا خادم مخدوم حیدر بخش کو بخار آ گیا اور پھوڑا بھی نکل آیا۔ جو دوائی میسر تھی استعمال کرائی گئی۔ حالت نزع ہوئی۔ نصف شب کے بعد اللہ کو پیارا ہوا۔ تجہیز و تکفین کے بعد اُسے دامنِ کوہ میں دفنا دیا گیا۔

مخدوم حیدر بخش کا سامان میاں دائم کے پاس تھا۔ چوروں کا ڈر تھا اس لیے کپڑے، کافیوں کی کتاب، ایک تعویذ سنہری میاں دائم کے حوالے تھیلی میں کیے گئے۔ احقر کو اونگھ آ گئی۔ شاید میاں دائم کو بھی اونگھ آ گئی۔ محسوس ہوا کہ کوئی اسباب اٹھا رہا ہے۔ شور اٹھا۔ میاں دائم بیدار ہوئے لیکن چور سامان لے جا چکے تھے۔ دیوان صاحب کا سامنے میرے پاس تھا وہ محفوظ رہا۔

قافلہ اگلی منزل کی طرف روانہ ہوا۔ جب ایک میل سفر کر چکا تو معلوم ہوا کہ جو سامان گلزار خاں اور سلطان محمود کے سپرد تھا وہ بھول گئے ہیں۔ حضرت صاحب نے فرمایا اللہ کا مال تھا اس کے سپرد ہوا۔ سلطان محمود اور مَیں تلاش کے لیے چلے گئے۔ وہاں پہنچے تو سامان رکھا تھا وہ اٹھایا اور چلے آئے۔ بدوی ہر وقت مسافروں کو لوٹتے اور ان کے خون کے پیاسے تھے لیکن حضرت صاحب کی برکت سے ہم محفوظ رہے۔ واپسی پر ہم نے دیکھا کہ دو آدمی پہاڑ سے اتر رہے ہیں۔ ہمارے اوسان خطا ہوئے لیکن وہ لٹیرے ہم پر غالب نہ ہو سکے۔ ہم بخیر و عافیت قافلہ تک پہنچ گئے۔ حضرت صاحب نے ہمیں شاباش دی اور خوش ہوئے۔

Marfat.com

مولانا عمر کا قلمی نسخہ کی تحریر یہاں تک ہے۔ اس کے بعد کا حصہ دستیاب نہیں ہے۔ اگر مل جاتا تو خواجہ صاحب کے سفر حج بالخصوص قیام مدینہ منورہ کے حالات سے آگاہی ہوتی۔ لیکن جس قدر معلومات دستیاب حصے سے میسر آئی ہیں وہ نہایت اہم ہیں۔ فریدیات کے حوالے سے بھی اور اس حوالے سے بھی کہ اس زمانے میں سفر حج کیونکر ممکن ہوتا تھا اور کس قدر مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا تھا۔

اگر سفر نامہ فریدی (مرزا احمد اختر) اور سفر نامہ مولانا عمر کو سامنے رکھا جائے تو جو تفصیلات اور مقامی حوالے مولانا عمر کے سفرنامے سے ملتے ہیں وہ مرزا کے سفرنامہ میں میسر نہیں ہیں۔ البتہ سفر نامہ مرزا احمد اختر میں تاریخ وار واقعات زائد بیان کیے گئے ہیں۔ مولانا عمر نے اس طرف زیادہ توجہ نہیں دی ہے۔ سفرنامہ فریدی مرزا احمد اختر میں یہ کہیں نہیں لکھا کہ مرزا احمد اختر بھی شامل سفر حج تھے۔ صرف یہ درج ہے کہ دورانِ سفر دہلی میں خواجہ صاحب نے ان کے والد کے مزار پر فاتحہ پڑھی۔ صرف یہ اندراج یہ یقین کرنے کے لیے کافی نہیں کہ مرزا احمد اختر شامل سفر حج تھے۔ مولانا عمر کا شریک سفر ہونا اور چشم دید واقعات بیان کرنا ایک ایسی خوبی ہے جسے کسی طور نظر انداز نہیں کیا جا سکتا وہ اس لیے بھی کہ

شنیدہ کے بود مانند دیدہ

علاوہ ازیں صوفی احمد جان صادق فریدی نے بھی مجالس الفرید میں واقعات سفر حج خواجہ صاحب تحریر کیے ہیں اور اپنی معلومات کا ذریعہ مناقبِ فریدیہ اور کلیاتِ محمدی کو بتایا ہے۔ علاوہ ازیں خواجہ محمد بخش نازک کریم، مولانا نور احمد فریدی، مولانا محمد یار بلبلؔ، مولانا احمد بخش جچوی، مولانا قاضی حبیب اللہ کی تحریروں کا حوالہ دیا ہے۔ دیگر معلومات کے علاوہ احمد جان لکھتے ہیں کہ نواب عبدالعلیم والئ ٹونک بوقت رسیدگی خواجہ صاحب شہر جدہ میں موجود تھے۔ ۲۳ ربیع الثانی ۱۲۹۳ھ کو خواجہ صاحب کی واپسی چاچڑاں شریف ہوئی۔ حاجی واحد بخش لاڑ خزانچی جو آپ کے ہمراہ تھا حساب کتاب تیار کر کے پیش کیا تو تراسی ہزار سات صد بانوے روپیہ خرچ تھا۔

Marfat.com

فریدیات اور عربی زبان

خواجہ صاحب حافظ قرآن تھے اور عربی زبان میں مہارت تامہ رکھتے تھے۔ ان کے کتب خانہ میں عربی زبان کی کتب کا ایک بہت بڑا ذخیرہ تھا۔ اسلامی علوم کا بڑا ماخذ عربی کتب ہی ہیں۔ آپ کے مصاحبین میں اہلِ علم لوگ شامل تھے اور علمی اور دینی گفتگو کا سلسلہ جاری رہتا تھا۔

عربی زبان سے آپ کی دلچسپی کا یہ عالم تھا کہ اہلِ علم سے ان کی عربی تعلیم کے بارے میں بھی دریافت فرماتے تھے۔ ۸ر صفر ۱۳۱۱ھ کو مولوی عبدالستار بن مولانا نور الدین فتح پوری حاضر ہوئے تو ان سے دریافت فرمایا کہ علم عربی کس کتاب تک اور کس عالم سے پڑھا ہے۔

عربی کتب کی تدریس آپ کا معمول تھا۔ کتاب ستہ مراتب کا درس آپ نے مولانا رکن الدین اور مخدوم غلام شاہ کو ۱۹ر رجب ۱۳۱۰ھ کو دیا۔ اسی طرح ۱۴ محرم ۱۳۱۶ھ کو کتاب ستہ مراتب کی درج ذیل عبارت کی تدریس کی:

لا يقدرُ على مكاشفة احوال الموتیٰ الا الاقطاب

۲۶ر جمادی الثانی ۱۳۱۱ھ کو فرمایا کہ تین کتب مصباح الہدایت، احیاء العلوم اور کیمیائے سعادت کا مطالعہ طالبانِ راہِ حقیقت کے لیے ضروری ہے۔ ۲ر ذیقعد ۱۳۱۶ھ کو کتاب ہدایہ اور سراجی کا درس دیا۔ ۱۹ر ذیقعد ۱۳۱۶ھ کو کوئیں کے پاک کرنے کا مسئلہ کتب شرح وقایہ اور ردالمختار کے پڑھنے سے تعین فرمایا۔

یکم ربیع الثانی ۱۳۱۷ھ کو میاں نورالصمد کو مشکوٰۃ شریف کا درس باب الاتفاق و کراہیت الامساک سے دیا۔ ۱۲ر ربیع الثانی کو درس مشکوٰۃ شریف (باب لیلۃ القدر) دیا۔ ۴ر ربیع الثانی ۱۳۱۷ھ کو درس مشکوٰۃ شریف باب صدقہ دیا۔ ۲۱ر ربیع الثانی ۱۳۱۷ھ کو درس مشکوٰۃ شریف باب ثواب التسبیح دیا۔ ۲ر شعبان ۱۳۱۷ھ کو درس مشکوٰۃ شریف باب

Marfat.com

الشرکہ والوکالتہ دیا۔ باب الغصب والعاریۃ سے بھی حدیث پڑھی۔ ۱۹ر شعبان ۱۳۱۷ھ کو مشکوۃ شریف کے درس میں باب الصدق سے حدیث پڑھی گئی جس میں حضرت ام حبیبہ کا حق المہر ایک ہزار درہم مقرر ہوا تھا۔ خواجہ صاحب نے فرمایا کہ ان کے خاندان میں بھی ایک ہزار روپیہ مہر مقرر ہے۔

خواجہ صاحب خود حافظ قرآن تھے اور رمضان میں تراویح خود پڑھاتے تھے۔ ۱۹ر شعبان ۱۳۱۷ھ کو فرمایا کہ ان کا حافظہ اس قدر تیز تھا کہ قرآن شریف کے چار چار رکوع حفظ کر لیتا تھا۔ ایک دن اپنے حافظہ کے امتحان کے لیے ایک سپارہ یاد کر لیا جس میں دو اڑھائی گھنٹے لگے۔

محفلِ سماع میں بھی خواجہ صاحب عربی کلام کی بھی سماعت فرماتے تھے۔ ۱۲ر ربیع الثانی ۱۳۱۴ھ کو قوالوں نے ان اشعار کی قوالی کی:

کل ما فی الکون وھم أو خیال
او عکوس فی المرایا او ظلال
لاح فی ظل السوا شمس والھدیٰ
لا تکن حیران فی تلیہ الظلال

(جو کچھ کونین میں ہے وہ سب وہم وگمان ہے۔ آئینہ میں عکس کی مانند ہے یا نظری دھوکہ ہے۔ سایہ کیا ہے سورج کا عکس ہے سایہ دیکھ کر حیران نہ ہونا چاہیے)

علم عروض کا تعلق بھی بنیادی طور پر عربی زبان وادب سے ہے۔ آپ چونکہ شاعر بھی تھے اس لیے اس علم پر بھی مکمل دسترس رکھتے تھے۔ ۳ر جمادی الاول ۱۳۱۵ھ کو ایک فارسی شعر کے بارے میں فرمایا کہ لفظ تاب کجا نہ کہ تا بہ کجا ہے کیونکہ پہلے مصرعہ میں ب ساکن ہے اور یہ علم عروض کے مطابق جائز نہیں۔ ۱۹ر محرم ۱۳۱۶ھ کو مختصر سبق عروض دیا اور اس مصرعہ

ہست ثانی سر خوان کریم

کی تقطیع یوں فرمائی۔ مفتعلن مفتعلن فاعلات

Marfat.com

خواجہ صاحب نے اپنے خلفا کو جو خلافت نامہ جاری کیا وہ بھی عربی زبان میں تھا۔ آپ نے مولانا رکن الدین کو حکم دیا کہ سندِ خلافت تیار کر کے مرزا احمد اختر اور خواجہ صاحب کو دکھائی تو خواجہ صاحب نے حرف وحرف مطالعہ فرما کر دستخط فرمائے۔

خواجہ صاحب نے بوقت روانگی برائے حج حاضرین سے ان الفاظ کے ساتھ رخصت ہوئے۔

استودع اللّٰہ دینکم و ایمانکم و خواتیم و اعمالکم

ترجمہ: (تم کو اور تمہارے دین وایمان اور خاتمہ اعمال کو خدا کے سپرد کرتا ہوں)

اسی پر حاضرین کی طرف سے غل ہوا:

فی حفظ اللہ و کیفہ زودک اللہ التقویٰ

ترجمہ: (اللہ تعالیٰ کے حفظ وامان میں رہو اللہ تعالیٰ آپ کو تقویٰ کا زادِ راہ عطا کرے)

اپنے کلام میں خواجہ صاحب نے عربی الفاظ حتیٰ کہ مصرعہ جات بھی استعمال کیے ہیں۔ مثالیں ملاحظہ فرمائیں۔

لا یدرکہ الابصار عجب
لا یحجبہ الاشکال عجب

(آنکھیں اس کا ادراک نہیں کر سکتیں۔ شکلیں اُسے چھپا نہیں سکتیں)

والتین تے والزیتون عجب
والشمس تے والصافات عجب

(خداوند تعالیٰ کا انجیر زیتون، سورج اور فرشتوں کی قسم کھانا بھی خوب ہے)

من این الی عین است عجب
فا الی صل فی البین است عجب
من علم الی العین است عجب
اسرار رموز نکات عجب

(کہاں سے آئے کہاں گئے۔ لا مکاں سے مکان کی طرف جانے

Marfat.com

سے کیا حاصل ہوا۔ علم الیقین سے عین الیقین اور عین الیقین سے حق الیقین کے مدارج بھی خوب ہیں)

ہر دم اس دی پیاس اسیسے
مَیں لوہا او مقناطیسے
ان القلب الیہ ینیب

(میں لوہا ہوں اور وہ مقناطیس ہے۔ مَیں اسی کی طرف کھچا جا رہا ہوں۔ تحقیق دل اس کی طرف رجوع کرتا ہے)

یار فرید عیان بیانے
نحن واقرب وچ فرمانے

(اے فرید دوست کی ہر بات واضح ہے۔ قرآن میں ہے کہ ہم انسان کی شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہیں) کافی نمبر ۹۳

لدھا قرب النوافل ہے
دل ایقانوں تے احسانوں

(یہ مقام عبادات و نوافل کی کثرت سے نصیب ہوا اور دل میں ایمان اور احسان کی کیفیتیں اور حقیقتیں واضح ہوگئیں) کافی نمبر ۹۴

بن یار سانول بیو کو نہیں
انّ جنون العاشقین

(محبوب کے بغیر کائنات میں اور کوئی نہیں اور یہی عاشقوں کا جنون ہے)

ہے عشق دا جلوہ ہر ہر جا
سبحان اللہ سبحان اللہ

(ہر جگہ عشق جلوہ گر ہے اور عشق حقیقی کی کیا شان ہے۔ کلمۂ عظمت)

فی انفسکم بھیت بتاوے کافی نمبر ۱۸۰
نحن اقرب بین وجاوے

Marfat.com

لو ڈلیتم گیت سناوے
لفظ انا الحق تولے

(اپنی روحوں میں میرا کھوج لگاؤ۔ اپنی شہ رگ کے قریب مجھے ڈھونڈو۔ زمین کے نیچے رسی لٹکائی جائے تو خدا تعالیٰ پر منتہی ہو گی اور پھر انا الحق کہہ کر خود کو داؤ پر چڑھا دیتا ہے)

جہاں تک کلامِ فرید کی تشریح کا تعلق ہے دیگر زبانوں کی طرح عربی زبان میں بھی یہ سلسلہ شروع ہو چکا ہے۔ اس سلسلے میں علامہ اللہ بخش الازہری نے کلامِ فرید کی تشریح کا کام شروع کیا مگر حیات نے انہیں اس کی تکمیل کی مہلت نہ دی۔ البتہ ابتدائی کام انہوں نے مکمل کر لیا تھا۔

جدید دور میں محمد اقبال نقشبندی نے خواجہ غلام فرید پر ایک تحقیقی مقالہ بہ عنوان ''اثر الثقافتہ العربیہ فی شعر خواجہ غلام فرید'' جامعتہ الاسلام العالمیہ اسلام آباد میں تحریر کیا ہے جس میں نہایت عرق ریزی کی ہے اور عربی زبان میں فریدیات کے سفر کو آگے بڑھایا ہے۔ کلامِ فرید میں عرب شریف سے محبت، عربی ثقافت کا سرائیکی پہ اثر، قرآن و حدیث کے حوالے وغیرہ پر بحث کی گئی ہے۔ مقدمہ تمہید اور فہرست ہائے کتب کی تفصیل بھی دی گئی ہے۔ علاوہ تین اہم ابواب قائم کیے گئے ہیں جو درج ذیل ہیں۔

باب اول خواجہ فرید الشاعر و آثار
باب دوم وجوائز الثقافتہ العربیہ فی شعر خواجہ غلام فرید
باب سوم تقطیع شعر خواجہ فرید

یہ اہم مقالہ بین الاقوامی شہرت کے اہلِ علم کی زیرِ نگرانی تکمیل پذیر ہوا جن میں ڈاکٹر خلیل الرحمٰن، ڈاکٹر شعبان، ڈاکٹر کمال عبدالعزیز، ڈاکٹر عبدالدائم، ڈاکٹر عبدالجلیل، ڈاکٹر عادل، ڈاکٹر موید فاضل، ڈاکٹر القاسم رشوان اور ڈاکٹر انعام الحق غازی شامل ہیں۔

Marfat.com

فریدیات اور انگریزی زبان

انگریزوں کی برصغیر میں آمد اور حکومت حاصل کرنے کے بعد انگریزی زبان کی ترویج ایک فطری امر تھا۔ ہندو آبادی نے انگریزی زبان میں مہارت حاصل کی اور ملازمتیں بھی حاصل کیں جبکہ مسلمان آبادی کا غالب حصہ انگریزی زبان اور تہذیب و تمدن سے ایک طویل عرصہ نہ صرف دور بلکہ متنفر رہا۔ سرسید احمد کی دور اندیشی کے نتیجے میں انگریزی تعلیم کی طرف مسلمان آمادہ تو ہوئے مگر بڑی ردوکد کے بعد۔

خواجہ غلام فرید چونکہ ماہر لسانیات تھے اور اُردو، فارسی، عربی، سندھی، پوربی ہندی زبانوں پر عبور رکھتے تھے۔ وہ انگریزوں سے سخت نفرت کے باوجود انگریزی پڑھنے اور پڑھانے میں کوئی عار محسوس نہیں کرتے تھے۔ مقابیس المجالس کے مقبوس ۲۷ میں درج ہے کہ ۲۲/ ذیقعد ۱۳۱۴ھ کو خواجہ صاحب نے میاں فضل حق صاحب منگھیروی سے پوچھا کہ انہوں نے انگریزی میں خط لکھنا کس طرح سیکھا اور کچھ لکھنے کا کہا۔ جس پر میاں صاحب نے چند سطور لکھ کر پیش کیں۔ تو خواجہ صاحب نے پڑھ کر بتلایا کہ انہوں نے کیا لکھا تھا۔ اس کے بعد خواجہ صاحب نے اپنے ہاتھ سے انگریزی میں لکھا اور میاں صاحب کو پڑھنے کو کہا تو انہوں نے پڑھ کر بتایا کہ آپ نے یہ لکھا ہے۔

برصغیر میں آمد کے بعد مقامی زبانوں اور تاریخ کے میدان میں نہایت عرق ریزی سے کام کیا۔ مقامی افراد کی مدد سے تقریباً ہر ضلع کی تاریخ بصورت گزیٹیر مرتب کرائی جس میں زندگی کے تمام شعبوں سے متعلق افراد کے متعلق مواد کو محفوظ کرنے کی صورت کی ڈسٹرکٹ گزیٹیر ملتان سال 2-1901 میں خواجہ غلام فرید کے بارے میں درج ذیل عبارت درج ہے۔

An other well known writer of Kafis is Mian Ghulam Farid of Chachran, in the Bahawalpur State. The

Marfat.com

following short kafi of Farid may be quoted as specimen of the poetry.

Samjh siani Ghair no Jani	Be sure there is none else
Sabh Surat hai Ain Zahoor	Every form sets forth God
Rakh Tasdik no Thi Awara	Believe Thou nor wander away

1976ء میں ڈاکٹر کرسٹوفر شیکل کی کتاب The Siraiki Language of Cnetral Pakistan لندن یونیورسٹی کی طرف سے شائع ہوئی جس میں خواجہ فرید کے بارے میں اس طرح اظہارِ خیال کیا گیا ہے۔

> The prodominent figure in the traditions is Khwaja Ghulam Farid (1845-1901), the last great Sufi poet in long traditions of mystic writing in the local languages of Indus Valley. His mystic hymus (Kafi), many of which relate closely to the life and scenery of local desert areas, are the particular glory of siraiki literary heritage, and continue to exercise their influence upon subegment poetry.

اسی طرح ڈاکٹر کرسٹوفر شیکل Fifty Poems of Kh. Farid کے پیش لفظ میں لکھتے ہیں:

Marfat.com

This is Khawaja Farid, who is universally acknowledged as the greatest Siraiki poet.

The rainbow certainly continue to glitter in the sky and the lines of camel to cross the dunes in pages of successors who find themselves his helpless imitators. But for all their reiteration of sweetness of sounds of camel bells or drizzling rain, that rich and allusive magic which is the hallmark of Khawaja Farid's style can no longer quit exert the same spell.

اپنے مقالہ Siraiki and Siraiki Literature in Upper Sind and South West Punjab میں ڈاکٹر کرسٹوفر شیکل آخری دو ابواب میں خواجہ فرید کی شاعری اور فن پر بحث کی ہے۔ ایک باب جس کا عنوان Farid ہے میں درج ذیل عنوانات کے تحت اپنی تحقیق کا سفر جاری رکھا ہے۔

1) Introduction
2) The Islamic Style
3) The Persian Style
4) The local style
5) The Legends
6) The season & the Desert
7) The songs of pilgrimage

ڈاکٹر شیکل نے مقابیس المجالس کی ایک جلد کا فارسی سے انگریزی میں ترجمہ کیا جسے بزم ثقافت ملتان نے شائع کیا۔

جناب نور الزمان اوج اپنی کتاب Legacy of Cholistan میں خواجہ

Marfat.com

صاحب کے بارے میں یوں رقمطراز ہیں:

The main theme of Khawaja's immortal siraiki poetry is Cholistan where he spent fourteen years of his life and whose wilderness he ultimately found the solac and inspiration necessary to calm down his restless mystic spirit. He has immortalized Cholistan by his poetic vision. No other legacy of Cholistan is greater than his sweet songs.

خواجہ فرید پر تحقیقی کام کرنے والوں میں جدید دور میں ڈاکٹر شہزاد قیصر کا نام نہایت اہم ہے۔ انہیں یہ منفرد اعزاز حاصل ہے کہ انہوں نے خواجہ فرید پر ڈاکٹریٹ کی ہے جو کہ اب تک واحد ڈاکٹریٹ ہے۔ انہوں نے خواجہ فرید پر اپنا مقالہ Khawaja Farid's Metaphysics انگریزی زبان میں تحریر کیا اور بہاء الدین زکریا یونیورسٹی نے ان کے اس اہم کام پر ڈاکٹریٹ عطا کی۔ انہوں نے مختلف اوقات میں دیگر مضامین اسی تناظر میں لکھے یہ مضامین Dimentions of Farid کے عنوان سے مجموعہ کی شکل میں شائع ہو چکے ہیں۔

1) The Uniqueness of Khawaja Farid
2) Iqbal & Khwaja Farid-on man God & Polarity
3) Khawaja Farid's reflections on Metaphysical system of man

جیلانی کامران اور پروفیسر اسلم انصاری نے بھی KAFEES کے عنوان سے خواجہ صاحب کی منتخب کافیوں کا ترجمہ کیا ہے جسے بزمِ ثقافت نے شائع کیا۔ اب

Marfat.com

پروفیسر ڈاکٹر اسلم انصاری صاحب ان کافیوں کو علیحدہ صورت میں ترتیب دے رہے ہیں جو انہوں نے ترجمہ کیں۔ اس کتاب نے بین الاقوامی سطح پر پیغام فرید پہنچانے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔

بریگیڈیئر نذیر علی شاہ نے ایک کتاب FAREED انگریزی زبان میں ترتیب دی۔ خواجہ صاحب سے عقیدت کا احوال بیان کیا گیا ہے۔ خواجہ کے حالاتِ زندگی اور خاندان کا تذکرہ بھی کیا گیا۔ کافیوں کا انگریزی ترجمہ دیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں روہی کے پودوں کا تذکرہ بھی کیا گیا ہے۔

عبدالرؤوف لوتھر نے خواجہ غلام فرید کی 166 منتخب کافیوں کا انگریزی میں ترجمہ کرکے LADEN LYRICS کے عنوان سے شائع کیا گیا ہے۔ اس کتاب میں متن اور ترجمہ دونوں شامل ہیں۔

محمد سعید شیخ نے Khawaja Ghulam Farid (Poetry-A Brief Analysis) کتاب ترتیب دی ہے جو سال 1999ء میں طبع کرائی گئی ہے جس میں حیاتِ فرید اور کلامِ فرید میں تصوف، عربی اور فارسی کا اثر، جمالیاتی ذوق، قدرتی مناظر اور اُردو شاعری فرید کو موضوع بحث بنایا گیا ہے۔

انگریزی زبان میں کلامِ فرید کے تراجم کے حوالے سے بات یقینی طور پر ادھوری رہ جائے گی اگر حال ہی میں شائع ہونے والی نہایت جامع تحقیقی کاوش کا تذکرہ نہ ہو پائے۔ Selected Kafees of Kh. Farid عامر حفیظ ملک کی محنتوں کا نچوڑ ہے۔ موضوع کے حوالے سے اس کاوش نے فریدیات کے طالب علموں کے لیے تحقیق کے میدان میں نہایت سہولت پیدا کر دی ہے۔ تمام مترجمین کلامِ فرید جن میں ڈاکٹر شیکل، عبدالرشید غوری، رؤف لوتھر، ڈاکٹر اسلم انصاری، جیلانی کامران، سعید شیخ، بریگیڈیئر نذیر علی شاہ اور ڈاکٹر شہزاد قیصر شامل ہیں کی کاوشوں کو یکجا کر دیا گیا ہے۔ سلمان قریشی، عرش صدیقی اور فروغ نوید کے تراجم کا پہلی بار تذکرہ سامنے آیا ہے۔ اور یہ تذکرہ بذاتِ خود مصنف کی محنت شاقہ کا آئینہ دار ہے۔ اب کوئی تشنگی محسوس نہ ہوتی ہے کہ کسی ترجمہ یا

Marfat.com

مترجم کا ذکر نہ آ سکا ہو۔ مصنف کا انگریزی زبان و ادب کا طالب علم اور معلم ہونا اور سرائیکی مادری زبان ہونے کی وجہ سے لسانی نزاکتوں کا ادارک رکھنا اس موضوع پر تحقیق کے سلسلے میں ممد و معاون نظر آتا ہے۔ غرض یہ ایک ایسا گلدستہ ہے جس میں گلہائے رنگا رنگ اپنی تمام تر خوشبو کے ساتھ موجود ہیں۔

"Faridiat in English" ایک مقالہ راقم نے انگریزی میں لکھا جس میں حیاتِ فرید، کلامِ فرید اور پیغامِ فرید کو موضوع بنایا گیا ہے۔ علاوہ ازیں ایک اور مقالہ A Brief on the Life of Farid بھی تحریر کیا ہے۔

Marfat.com

ترتیب طباعت و ترجمہ کلام فرید

کلامِ فرید کی طباعت جزوی طور پر حیاتِ فرید میں ہی شروع ہو گئی تھی کیونکہ مکمل دیوان کی طباعت تو صرف اسی صورت میں ممکن تھی اگر دیوان مکمل ہو جاتا۔ جدید تحقیق کے مطابق دیوانِ فرید پہلی بار نامکمل صورت میں ۱۸۷۹ء میں چھپا جو اسد نظامی صاحب کے پاس موجود ہے۔ اس کے بعد سال ۱۸۸۲ء میں ڈیرہ غازی خان کے تاجر کتب میاں محمد عارف نے ''مجموعہ کافیاں حضرت خواجہ فرید صاحب جیو'' کے عنوان سے مطبع قادری لاہور سے شائع کیا۔ اس میں علاوہ کافیوں کے بارہ اُردو غزلیں شامل تھیں۔ اس کے بعد ''مثنوی معدن عتیق معروف بہ کافیاں'' کے نام سے مجموعہ شائع ہوا جسے مولوی نجم الدین نجم احمد پوری نے ترتیب دیا اور تصحیح کے بعد مولوی خیر محمد ولد مولوی غوث بخش تاجر کتب ملتان کی طرف سے گلزار محمد پریس لکھنؤ سے ۱۲۹۹ھ (۱۸۸۲ء) شائع ہوا۔ اس کے دو ٹائیٹل ہیں باہر والے ٹائیٹل پر سال ۱۸۸۴ء درج ہے۔ تاہم اس دیوان کے آخر میں خواجہ صاحب کا خط بنام خیر محمد ولد مولوی غوث بخش تاجر کتب درج ہے جس پر تاریخ ۷/ ماہ ذیقعد ۱۲۹۹ھ درج ہے۔ ایک طرف تاریخ ماہ جون ۱۸۸۱ء اور کونے میں ۱۳/ اکتوبر ۱۸۸۲ء درج ہے۔ جب تک یہ ثابت نہ ہو جائے کہ یہ دیوان دو بار یعنی ۱۸۸۲ء اور ۱۸۸۴ء میں چھپا اس وقت تک اسے ۱۸۸۴ء کا چھپا ہوا ہی تسلیم کرنے کے سوا کوئی چارہ نہیں ہے۔ ممکن ہے اشاعت میں دیر ہو جانے کی وجہ سے دوبارہ ٹائیٹل تیار کرایا گیا ہو۔ ۱۸۸۲ء میں ہی بریلی سے ''کافیاں'' کے نام سے سرائیکی کلام خواجہ فرید کے بیس صفحے کتابی شکل میں شائع ہوئے۔

خواجہ صاحب کی وفات (۱۹۰۱ء) کے بعد سال ۱۹۰۲ء میں مکمل سرائیکی کلام پر مشتمل دیوان ''اسرار فریدی'' کے عنوان سے جلالپور پیر والہ (ملتان) کے مشہور تاجران کتب مولوی حکیم خدا بخش اور غوث بخش نے خواجہ صاحب کے فرزند خواجہ محمد بخش نازک

Marfat.com

کریم کی طرف سے ایک خط اجازت مورخہ ۹ر جمادی الاول ۱۳۲۰ھ بمطابق ۱۹۰۲ء کے ساتھ بہاولپور پریس لاہور سے شائع کرایا جس میں ۲۷۲ کافیاں ہیں اور یہی دیوان مولانا عزیز الرحمٰن کے دیوان فرید (۱۹۴۴ء) کی بنیاد اس لحاظ سے بنا کہ ترتیب کافیاں یہی رہی۔

مکمل دیوان کی اشاعت کے بعد ترتیب دیوان فرید کی طرف لوٹتے ہیں۔ خواجہ صاحب کی حیات میں جزوی کلام کی اشاعت ہوتی رہی کیونکہ کلام ابھی لکھا جارہا تھا اس لیے ترتیب کا مرحلہ نہ آیا تھا۔ تاہم خواجہ صاحب ترتیب کی اہمیت سے ناواقف نہ تھے۔

مقبوس نمبر ۱۱ جلد دوم اشارات فریدی میں درج ہے کہ ایک شخص آیا اور خواجہ صاحب کا دیوان کافیات پیش کیا اور وضع ترتیب کافیات کے بارے میں دریافت کیا کہ کیونکر ہیں تو خواجہ صاحب نے فرمایا کہ میں نے ترتیب احادیث اور اسماء الرجال سے اخذ کی ہے۔ اس میں خوبی یہ ہے کہ کروڑوں کافیاں لکھی جائیں پھر بھی یہ ترتیب ختم نہیں ہوگی۔ اگر ردیف حرف ی تک پہنچ جاتی ہے تو الف سے دوبارہ شروع کردی جاتی ہے۔

یہ مقبوس ۲۷ر شوال ۱۳۱۲ھ کا ہے جبکہ خواجہ صاحب کی وفات ۱۳۱۹ھ کو ہوئی گویا اپنی وفات سے سات سال قبل وہ دیوان فرید کی ترتیب دے چکے تھے کیونکہ یہ وہ دور ہے جب دیوان فرید تکمیل پا چکا تھا یا اس کا غالب حصہ تخلیق ہو چکا تھا۔ اس واضح ارشاد کے بعد یہ طے ہو جاتا ہے کہ خواجہ صاحب نے دیوان کی ترتیب از خود دے دی تھی۔ یہاں ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ڈاکٹر مہر عبدالحق کا خواجہ صاحب کے اس ارشاد کے بارے میں نکتۂ نظر درج کیا جائے۔ وہ پیام فرید میں صفحہ نمبر ۹ پر لکھتے ہیں:

''کل کافیوں کی تعداد دو سو اکہتر بنتی ہے اور حروف تہجی کی ردیفوں کو شمار کیا جائے تو الف کی ردیف کے تحت ۲۱ کافیاں، ب کے تحت ۳، ت کے تحت ۲، ج کی ۲، ڈ کی ۴، ر کی ۲۹، س کی ۲، ک ق کی مشترکہ کافی ایک، گ کی ۴، ل کی ۵، ن کی ۶۱، و کی ۶، ہ کی ۱۳ اور ی

Marfat.com

کی ۱۱۷ کافیاں ہیں۔

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ صاحب کلام نے جو کچھ ارشاد کیا ارتجالاً اور حالتِ محویت و استغراق میں ارشاد کیا او ارادتاً نہیں کیا کیونکہ اگر قصداً کہے جاتے تو اردو اور فارسی کے تمام شعراء کی طرح ہر حرف کی ردیف کے تحت کچھ نہ کچھ ضرور کہا جاتا اور عربی فارسی اور سرائیکی کے حروف میں کوئی حرف بھی خالی نہ چھوڑا جاتا۔''

ڈاکٹر صاحب نے ترتیب دیوان فرید کے سلسلے میں جو نتیجہ اخذ کیا ہے کہ خواجہ صاحب نے ارتجالاً ارشاد کیا سے اختلاف کی واضح گنجائش موجود ہے۔ دراصل الجھن اس لیے پیدا ہوئی ہے کہ خواجہ صاحب کا ترتیب شدہ دیوان اس وقت تک چونکہ سامنے نہیں آیا تھا اس لیے ڈاکٹر صاحب نے وہ نتیجہ نکالا ہے جو خواجہ صاحب کے ارشاد کے مطابق نہیں ہے۔ یہ کسی طرح نہیں کہا جا سکتا کہ دیوان کی ترتیب خواجہ صاحب کے ارشاد کے مطابق ہوئی ہی نہیں۔ یہ استدلال کہ کلام فرید تمام حروف کی ردیفوں میں موجود نہیں ہے بھی اپنے اندر زیادہ وزن نہیں رکھتا کیونکہ جن حروف کی ردیفوں میں کافیاں کہی گئیں ممکن ہے ان کی حروف کی حد تک ہی ترتیب دیوان کی گئی ہو۔ خواجہ صاحب کا یہ ارشاد نہیں ہے کہ انہوں نے جملہ حروف کی ردیفوں میں کافیاں کہیں ہیں۔ بلکہ ان کا فرمان ہے کہ اس ترتیب سے کروڑوں کافیاں بھی تصنیف ہو جائیں تو یہ ترتیب ختم نہیں ہو گی۔

خواجہ صاحب کے دیوان ردیف وار بھی ۱۹۰۱ء اور ۱۹۴۰ء کے درمیان وقتاً فوقتاً طبع ہوتے رہے ہیں۔ اگرچہ یہ نہیں کہا جا سکتا کہ یہ اسی ترتیب سے شائع ہوئے ہیں جو ترتیب خواجہ صاحب نے دی تھی کیونکہ اس کی کوئی براہِ راست شہادت موجود نہیں ہے کہ یہ دیوان خواجہ صاحب کے ترتیب کردہ دیوان کے مطابق ہیں۔ لیکن یہ نتیجہ نکالنا کسی طرح بھی حقیقت کے قریب نہیں ہے کہ خواجہ صاحب نے دیوان کی ترتیب کے سلسلے میں جو کچھ بیان کیا وہ ارتجالاً اور استغراق و محویت کی کیفیت میں بیان کیا۔

بیسویں صدی عیسوی کے پہلے نصف میں مختلف اوقات میں جو دیوان فرید طبع ہو

Marfat.com

کر شائع ہوئے اور دیوان فرید مرتبہ مولانا عزیز الرحمٰن (۱۹۴۴ء) سے قبل شائع ہوئے ان کا جائزہ ذیل میں ہے۔

۱۔	اسرارِ فریدی	حافظ شمس الدین منور الدین
	دیوان فریدی کلاں	صفحات ۲۳۴
۲۔	اسرارِ فریدی (کلاں)	مولوی کریم داد ولد مولوی خیر الدین اویسی
		۲۳۴ صفحے
۳۔	دیوانِ فریدی	حافظ شمس الدین منور الدین
		صفحات ۲۴۶ (یہ دیوان ردیف وار ہے)
۴۔	دیوان فرید معہ دوہڑہ جات	دارالاشاعت جامعہ دارالعلوم عبیدیہ
		ملتان

(متذکرہ بالہ دیوان ہائے راقم کے پاس موجود ہیں۔ علاوہ ازیں پانچ ایسے دیوان بھی موجود ہیں جن کے پہلے اور آخری صفحات موجود ہیں یعنی نامکمل شکل میں موجود ہیں)

متذکرہ بالا دواوین کا تذکرہ یہ ظاہر کرنے کے لیے کیا گیا ہے کہ دیوانِ فرید مرتبہ مولانا عزیز الرحمٰن سے قبل بھی دیوانِ فرید کی اشاعت کا سلسلہ جاری رہا ہے۔ مولانا عزیز الرحمٰن کا دیوان سال ۱۹۴۴ء میں شائع ہوا اور یہ کن حالات میں ترتیب اور طباعت اور ترجمہ کے مراحل سے گزرا اس سلسلے میں کن شخصیات نے تعاون کیا ان میں کچھ کا تو تذکرہ ہی نہیں اور کچھ کا تفصیلی تذکرہ نہیں کیا گیا۔ سال ۱۹۴۲ء اور مابعد کے ''العزیز'' شماروں میں تفصیل موجود ہے۔ جن کی مدد سے ہم تصویر کی مزید واضح شکل سامنے لانے کی کوشش کرتے ہیں اور پیش لفظ (دیوان فرید مولانا عزیز الرحمٰن) کو بھی پیشِ نظر رکھتے ہیں۔

چھ نئے حروف تہجی کے سلسلے میں مولانا عزیز الرحمٰن دیباچہ (دیوان فرید) میں لکھتے ہیں:

''یہ چونکہ میری ذاتی رائے نہیں تھی بلکہ اہلِ علم اور اہلِ زبان کی

Marfat.com

ایک نمائندہ کمیٹی کی رائے تھی اس لیے جہاں تک مجھے علم ہے اختلاف رائے کا اظہار نہیں کیا گیا۔ چنانچہ اب میں یہ اعلان کرنے کے قابل ہوں کہ یہ ملک کا متفقہ فیصلہ ہے اور آئندہ ملتانی زبان میں مضامین و کتابیں لکھنے والوں کا اس فیصلہ پر پابند رہنا ضروری ہے۔''

یہاں سوال یہ ابھرتا ہے کہ یہ نمائندہ کمیٹی کن شخصیات پر مشتمل تھی۔ ستمبر ۱۹۴۲ء کے العزیز میں ''دیوان فرید اور زبان کی حروف تہجی'' ایک مضمون شامل ہے جس میں درج ذیل شخصیات کے اضافی حروف تہجی کی آرا شامل ہیں۔ (۱) علامہ میاں نظام بخش نظامی (کوٹ سابہ) (۲) خان تاج محمد خان درانی (۳) پروفیسر معین الدین (۴) منشی واحد بخش (۴) دلشاد کلانچوی (۵) مولانا نور احمد فریدی (۶) علامہ حافظ نصیر الدین خرم بہاولپوری (۷) غلام علی خاں لنگاہ۔

فروری ۱۹۴۳ء کے العزیز میں حفیظ الرحمٰن حفیظ صاحب لکھتے ہیں کہ اس ماہ میں والد صاحب نے کئی ایک صاحب ذوق صوفیائے کرام کے ساتھ دیوان فرید کے بارے میں تبادلہ خیالات فرمایا جن میں مولوی عبدالمجید مدرس جلہ ارائیاں اور خان محمد ناصر خاں رئیس و زمیندار گوٹھ چنی شامل ہیں۔

علامہ عبدالرشید نسیم طالوت کا دیباچہ میں تذکرہ موجود ہے۔ انہوں نے اس سلسلے میں جو قابلِ قدر خدمت سرانجام دی اور جس جوش و جذبہ، لگن اور محنت سے تجاویز مرتب کیں ان کی تفصیل ہمیں رسالہ العزیز کے شمارہ اگست ۱۹۴۲ء میں ملتی ہیں۔ فرماتے ہیں دیوانِ فرید چونکہ شرح چھپ رہا ہے اس لیے بواسطہ العزیز ... طلب ہیں کہ ہر شخص جس قدر وہ کر سکتا ہے مولانا مدظلہ کی امداد کا تہیہ کر لے جس کی درج ذیل صورتیں ہیں۔

۱) خواجہ صاحب اور خواجہ محمد بخش کے مصاحبین سے دیوان سے متعلق روایات اکٹھی کی جائیں اور کافیوں کی شان نزول دریافت کی جائے۔

Marfat.com

۲) اسماء الرجال اور اسماء المواضع کی فہرست تیار کی جائے اور ان کے بارے میں تحقیق کی جائے۔

۳) مطبوعہ اور قلمی دیوانوں کا تقابل کیا جائے اور قلمی دیوان مولانا عزیز الرحمٰن کو بھجوائے جائیں۔

۴) علماء، صوفیا سے تصوف کی اصطلاحات کے بارے رجوع کیا جائے۔

۵) خواجہ کے خطوط یا ان کی نقول دفتر العزیز میں بھجوائے جائیں۔

۶) ٹھیٹھ اور خالص الفاظ اور محاورات کے معنی دیہات سے دریافت کیے جائیں۔

علاوہ ازیں قلمی دیوان خواجہ فرید جو انہیں دستیاب ہوا اور جو مولانا عبدالحق جلد ساز سکنہ راجن پور کا تحریر کردہ تھا سے مطبوعہ دیوان سے تقابل کیا اور درج ذیل کافی بابت میں فرق ظاہر کیا۔ کافی ہائے نمبر ۲، ۲۱، ۴۸، ۱۵۹، ۱۶۷، ۱۶۹، ۱۸۸، ۲۰۲، ۲۱۹، ۲۲۵، ۲۳۵، ۲۶۳، ۲۷۱ ہیں۔

پیش لفظ دیوان فرید میں دیوانِ فرید کی ترتیب و ترجمہ کے سلسلے میں درج ہے کہ سرکار رولر بہاردجناب نواب صاحب کو حضور کے دیوان کے اردو ترجمہ کا خیال پیدا ہوا اور قرعۂ فال بنامِ منِ دیوانہ زدند

اسی طرح العزیز شمارہ جون ۱۹۴۲ء میں مولانا عزیز الرحمٰن لکھتے ہیں کہ دیوانِ فرید کا عمدہ اور صحیح چھپا ہوا کلام اس وقت تک وجود میں نہیں آیا۔ تاجدار مملکت بہاولپور کی جب اس طرف توجہ دلائی گئی تو حضور ممدوح نے ناچیز کو مکمل اور صحیح دیوان کی طباعت کی خدمت سپرد فرمائی اور کتب خانہ سلطانی سے خواجہ صاحب کے منشی میاں نبا ہو کی قلم کا لکھا ہوا دیوان کا نسخہ عطا کیا۔

یہ بات اپنی جگہ کہ مولانا عزیز الرحمٰن کو طباعت کی خدمت سپرد ہوئی مگر جن حالات میں دیوان کی طباعت کی تحریک ہوئی وہ پیش لفظ میں درج نہ ہیں۔ اس سلسلے میں شمارہ ۱۹۴۱ء میں درج ہے کہ دیوان سنگھ مفتون ایڈیٹر ریاست نے اپنے رسالے ۲ فروری ۱۹۴۲ء کی اشاعت میں لکھا کہ جب وہ منٹگمری جیل میں تھے تو مس بہ . وکی آواز میں

Marfat.com

گراموفون ریکارڈ سنا جو خواجہ صاحب کا کلام تھا۔ انہیں یہ بھی معلوم ہوا کہ خواجہ صاحب نواب صادق محمد حال کے پیر تھے۔ اور یہ بھی لکھا کہ نواب بہاولپور (جو علم دوست اور فیاض شخصیت ہیں) اچھے کاغذ پر ترجمہ کے ساتھ طباعت کا اہتمام فرمائیں بصورت دیگر مواد جمع ہونے کی صورت میں راقم الحروف (دیوان سنگھ مفتون) بغیر کسی معاوضے کے اس مجموعہ کو چھپوانے یا اس کی نگرانی کی خدمت انجام دے سکتا ہے۔ اس کے بعد شمارہ مارچ ۱۹۴۲ء میں مولانا عزیز الرحمٰن ایڈیٹر ریاست کی غیر مکمل ریسرچ کے نتیجے میں تیز و تند انداز اور تلخ نوائی کے غلط اقدام پر گرفت کی اور غیر صحیح نوٹ پر نظر ثانی کا مشورہ دیا۔ صورتحال کچھ یوں ہوئی کہ فروری ۱۹۴۲ء میں ایڈیٹر ریاست نے اپنے رسالہ میں نوٹ لکھا اور مندرجات شمارہ العزیز جون ۱۹۴۲ء کے مطابق نواب صاحب نے مولانا کے ذمے دیوان کی طباعت کی خدمت سپرد فرمائی۔

ستمبر ۱۹۴۲ء کے شمارہ العزیز میں درج ہے کہ کتابت دیوان فرید کے لکھا ہے کہ کمیٹیوں میں یہ قرار پایا کہ دیوان فرید لکھنے والا علاوہ خوشنویس ہونے کے اس زبان کا ماہر ہونا چاہیے۔ اتفاق رائے سے ملتان کے بہترین اور اعلیٰ درجے کے خوشنویس ابوسعید مولوی شیر محمد ملتانی کی خدمات حاصل کی گئی ہیں جو علاوہ خوشنوی کے ماہر زبان بھی ہیں۔

اکتوبر ۱۹۴۳ء میں بزم عزیز کے زیر عنوان لکھا گیا ہے کہ ترجمہ وصحت دیوان فرید قریب الاختتام ہے یقین ہے کہ اس ترجمہ کے مکمل طبع ہونے کا اعلان جلد کر دیا جائے گا اور علم دوست احباب کی خدمات کے متعلق بھی مفصل تذکرہ سپرد قلم کریں گے۔

اگرچہ علمیت و فریدیات کے حوالے سے عظیم شخصیت مولانا عزیز الرحمٰن اوائل ۱۹۴۴ء میں انتقال کر گئے مگر وہ دیوان کی ترتیب فرما چکے تھے جس کا ثبوت ان کا دیوانِ فرید میں پیش لفظ ہے۔ ان کی وفات کے بعد ان کے فرزند حفیظ الرحمٰن حفیظ نے دیوان کی طباعت کرائی۔ تاہم دیوان فرید کی طباعت کا سلسلہ اس کے بعد بھی جاری رہا اور تا حال جاری ہے۔

Marfat.com

تخلیق کلامِ فرید عہد بہ عہد

کسی بھی شاعر کے شعری سرمایے کی اس طرح پرکھ کہ کونسا کلام کب تخلیق کیا گیا تقریباً ناممکن ہے تا آنکہ خود شاعر نے تاریخ تخلیق خود نہ لکھی ہو۔ کچھ ایسی ہی صورتحال خواجہ فرید کے کلام کی تخلیق کے سلسلے میں تحقیق کی راہ میں سامنے آتی ہے۔ تاہم کلام فرید کی طباعت کے سالوں سے یہ تعین کرنے میں ضرور مدد ملتی ہے کہ اس وقت تک کلام کا فلاں حصہ تخلیق ہو چکا تھا۔

کلام فرید کی پہلی اشاعت سال ۱۸۷۹ء میں ہوئی جس کی ایک کاپی اسد نظامی صاحب کے پاس تھی مگر اب وہ دستیاب نہ ہے۔

سال ۱۸۸۲ء/ ۱۲۹۹ھ میں محمد عارف تاجر کتب ڈیرہ غازی خان نے مطبع قادری لاہور سے مجموعہ شائع کرایا۔ مجموعہ کے آخر میں لکھا ہے کہ اس نسخہ کی تصحیح میاں محمد یار قوم دھریجہ سکنہ ڈیرہ غازی خان از خادمان حضرت خواجہ غلام فرید صاحب جیو سجادہ نشین کوٹ مٹھن چاچڑاں شریف نے کی جس میں مطابق نمبر شمار دیوانِ فریدیہ (مولانا عزیز الرحمٰن) درج ذیل 56 کافیاں طبع شدہ ہیں۔

2, 3, 7, 11, 12, 16, 21, 23, 24, 37, 44, 45, 48, 50, 60, 72, 84, 88, 93, 102, 110, 119, 124, 126, 134, 136, 144, 150, 155, 165, 166, 170, 175, 176, 177, 181, 182, 184, 192, 193, 196, 198, 203, 209, 211, 212, 214, 216, 221, 224, 225, 231, 233, 238, 264, 271

اسی مجموعہ میں درجن بھر اردو غزلیات بھی خواجہ صاحب کی موجود ہیں۔

سال ۱۸۸۴ء/ ۱۳۰۱ھ میں ''مثنوی معدن عشق معروف بہ کافیاں'' مولوی خیر محمد تاجر کتب ساکن ملتان بوہڑ دروازہ کی فرمائش پر مطبع گلزار محمدی لکھنو سے طبع کرایا۔ بطور

Marfat.com

مرتب مولوی محمد نجم الدین سکنہ احمد پور کا نام دیا گیا ہے۔ اس مجموعہ میں درج ذیل کافیاں مطابق نمبر شمار دیوان فرید (مولانا عزیز الرحمٰن) شامل ہیں۔

3, 4, 10, 11, 12, 14, 16, 17, 18, 21, 29, 32, 33, 35, 36,
39, 41, 44, 46, 49, 51, 55, 56, 57, 66, 71, 73, 74, 75, 78,
80, 82, 86, 89, 94, 96, 98, 101, 102, 106, 107, 109, 110,
111, 112, 113, 114, 115, 117, 122, 123, 125, 126, 127,
128, 129, 130, 132, 133, 137, 141, 143, 144, 145, 149,
151, 156, 158, 159, 160, 162, 163, 164, 165, 166, 168,
169, 172, 174, 176, 178, 179, 180, 184, 185, 188, 191,
192, 193, 194, 195, 197, 198, 201, 204, 205, 207, 210,
213, 216, 217, 220, 221, 222, 225, 227, 228, 229, 231,
233, 234, 235, 236, 237, 239, 243, 244, 245, 246, 247,
249, 255, 257, 259, 260, 262, 262, 265, 266, 267, 270,
271

(دیوان فرید چانڈیو)

یہ کل 133 کافیاں ہیں۔ ان میں سے چوبیس کافیاں ایسی ہیں جو مجموعہ کافیاں کے ساتھ مشترک ہیں۔ اس طرح 109 یہ اور 56 کافیاں مجموعہ کافیاں کی جمع کی جائیں تو مطبوعہ کافیوں کی تعداد 1884ء تک 165 ہو جاتی ہے۔

اب ہم ان کافیوں کے نمبر شمار درج کرتے ہیں جو مجموعہ کافیاں اور مثنوی معدن عشق دونوں میں شامل نہیں ہیں۔

1, 5, 6, 8, 9, 13, 15, 19, 20, 22, 25, 26, 27, 28, 30, 31,
34, 38, 40, 42, 43, 47, 52, 53, 54, 58, 59, 61, 62, 63, 64,
65, 67, 68, 69, 70, 76, 77, 79, 81, 83, 85, 87, 90, 91, 92,

Marfat.com

95, 97, 99, 100, 103, 104, 105, 108, 116, 118, 120, 121, 131, 135, 138, 139, 140, 142, 146, 147, 148, 152, 153, 154, 157, 161, 167, 171, 183, 186, 187, 189, 190, 199, 201, 202, 206, 208, 215, 218, 219, 223, 226, 230, 238, 240, 241, 242, 248, 250, 251, 252, 253, 254, 256, 258, 263, 268, 269,

یہ کافیاں تعداد میں 107 ہیں اس طرح کل کافیاں

56 + 109 + 107 = 272 ہوئیں۔

یہاں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ایک واقعہ درج کر دیا جائے جس سے یہ تعین کرنے میں مدد ملتی ہے کہ کس قدر کافیاں کب تک لکھی جا چکی تھیں۔ مجالس الفرید (صوفی احمد خاں فریدی) قلمی نسخہ میں درج ہے کہ ۲۳ ربیع الثانی ۱۲۰۵ھ (۱۸۸۷ء) جمعہ کے روز سید ولایت شاہ نے عرض کیا کہ حضور کی کافیوں کی تعداد ایک سو پچھتر ۱۷۵ ہو چکی ہے۔ حکم ہو تو اس کی شرح تحریر کی جائے۔ جس پر آپ نے فرمایا کہ استاد برخوردار شرح لکھیں گے۔ یہ عبارت صوفی احمد جان نے کتاب مدارج الاولیاء مصنف مولانا برخوردار کے حوالے سے لکھی ہے۔

گویا ۱۸۸۷ء تک کافیوں کی تعداد ۱۷۵ ہو چکی تھی۔ تاہم کونسی کافیوں کا اس دوران اضافہ وا یہ تعین نہیں ہو سکتا کیونکہ کوئی مطبوعہ نسخہ ایسا تا حال دستیاب نہ ہوا جو ۱۸۸۴ء اور ۱۹۰۲ء سال طباعت اسرارِ فریدی کے درمیان کا چھپا ہوا ہو۔

یہاں ایک اور سوال بھی اٹھتا ہے کہ کیا سال ۱۸۸۴ء تک جو کلام طبع ہوا وہ اس وقت تک خواجہ صاحب کا تصنیف شدہ مکمل کلام ہے۔ حالات و واقعات اس کی تائید نہیں کرتے بالخصوص وہ کلام جو حج کے ایام میں لکھا گیا وہ بھی مجموعہ کافیاں اور مثنوی معدن عشق میں درج نہ ہے۔ مثال کے طور پر مشہور کافی ہے (کافی نمبر ۱۵۴)

تھیواں صدقے صدقے آیا شہر مدینہ

Marfat.com

اس کافی کے بارے میں آج تک یہی تصور رہا ہے کہ جب آپ مدینہ منورہ میں داخل ہوئے تو آپ نے یہ کافی کہی جس کی تائید مجالس الفرید (قلمی نسخہ) کے اندراج سے بھی ہوتی ہے۔ مگر حیرت کی بات ہے کہ مجموعہ کافیاں ۱۸۸۲ء اور مثنوی معدن عشق ۱۸۸۴ء میں یہ کافی نہیں ہے حالانکہ خواجہ صاحب نے حج ۱۸۷۶ء میں ادا کیا تھا۔

مولانا محمد عمر جو خواجہ صاحب کے حج مبارک میں شریکِ سفر تھے دو کافیوں کے بارے میں سفر نامہ حج (قلمی) میں کافیوں کا حوالہ دیا ہے کہ یہ اس سفر کے دوران لکھی گئیں۔ آپ لکھتے ہیں جب خواجہ صاحب کا قافلہ جدہ پہنچا تو آپ نے یہ کافی تصنیف فرمائیں:

سر بھوندے تے ہاں گھردے
دل لہدنے تے روح پھردے
چم لیراں ماس دے کھانگے نی

(کافی نمبر ۹۸)

یہ کافی مطبوعہ کلام میں موجود ہے۔

آپ لکھتے ہیں کہ جب جدہ سے مکہ شریف کی طرف اونٹوں کے ذریعے روانہ ہوئے تو درج ذیل کافی تصنیف فرمائی:

آج ڈوڑی سک دیدار دی ہے
متاں اے نگری دلدار دی ہے

(کافی نمبر ۱۶۱)

مکہ شریف سے مدینہ جاتے ہوئے وادی فاطمہ میں قیام کے دوران یہ کافی تصنیف فرمائی:

اے شبیریاں شفدف بھاندے ہن
متاں دیس پنل دے آندے ہن

(کافی نمبر ۸۷)

مندرجہ بالا دو کافیاں مطبوعہ کلام میں نہیں ہیں حالانکہ یہ سال ۱۸۷۶ء میں تصنیف ہو چکی

Marfat.com

تھیں۔

اسی طرح مشہور کافی صبح صادق صاحبی ماڑین (نمبر ۲۴۰) بھی مطبوعہ کافیوں میں شامل نہیں ہے حالانکہ یہ کافی بھی سال ۱۸۷۹ء میں بوقت تاجپوشی و منتقلی اختیارات تصنیف کی گئی۔

مختصر یہ تو طے ہے کہ جو کافیاں طبع ہوگئی تھیں ان کے بارے میں تو یہ کہا جا سکتا ہے کہ سال ۱۸۸۴ء تک تصنیف ہو چکی تھیں۔ لیکن یہ نہیں کہا جا سکتا کہ صرف اسی قدر کافیاں اس وقت تک تصنیف ہوئی تھیں کیونکہ مندرجہ بالا کافیاں بھی اس وقت تک تصنیف ہو چکی تھی مگر کسی وجہ سے وہ ان مطبوعہ مجموعوں میں شامل نہ ہو سکی تھیں۔

Marfat.com

کلامِ فرید اور اضافی کافیاں

اگرچہ حیات فرید میں سرائیکی اور اُردو کلام فرید کی جزوی اشاعت ہوتی رہی ہے لیکن یہ طے ہے کہ مکمل دیوان یا مجموعہ کلام فرید حیاتِ فرید میں طبع نہیں ہوا۔ اور حیات فرید کے بعد سال ۱۹۰۲ء میں اسرارِ فریدی کی طباعت ہوئی جس میں دوسو بہتر کافیاں درج تھیں۔

مختلف قلمی دیوانوں کے ملاحظہ سے یہ سوال ذہن میں ابھرتا ہے کہ کیا مکمل کلام زیر طبع ہو چکا ہے یا نہیں کیونکہ کچھ ایسے قلمی دواوین بھی سامنے آ چکے ہیں جن میں اضافی کافیاں درج ہیں۔ ایک قلمی دیوان مولانا غلام حداد کا ۱۳۱۶ھ کا دیوان جس کا تذکرہ قبل ازیں فرید نامہ میں ہو چکا ہے میں کل دوسو اکہتر کافیاں درج ہیں۔ یہ قلمی نسخہ خواجہ صاحب کی حیات میں اور ان کی وفات سے تین سال قبل لکھا گیا۔ کیا خواجہ صاحب نے آخری تین سالوں میں کوئی کلام تخلیق نہیں کیا ہوگا۔ عام ذہن کا جواب بہر حال یہی ہے کہ ایسا ممکن نہیں ہے۔

اب ہم اس کلام کی نشاندہی کرتے ہیں جو مختلف دیوانوں میں زائد درج ہے۔ ایسا کیونکر ہے یا یہ کلام خواجہ صاحب ہی کا ہے یا نہیں یہ فریدیات کے طالب علموں کے لیے تحقیق کی نئی جہت متعین کرتا ہے۔

نسخہ جیلانیہ (قلمی دیوان فرید ملکیہ سید انیس شاہ جیلانی) میں دو ایسی کافیاں موجود ہیں جو آج کل مطبوعہ دیوانوں میں موجود نہیں ہیں۔ جزوی حصہ کافیاں درج ذیل ہے۔

۱) سبھ حال پرانی
دل دی من دی من موں
لا نینہ فرید نہ پھرساں
ایہو گیر کللڑا گرساں

Marfat.com

جانے یا نہ جانے
اساں رہسوں ہکڑی ون موں
۲) آ مل سانول سانورا
دل وچ درد ہزاراں
جاہی چوٹ فرید نوں
کر کر ناز نہوڑے
کیویں وسرم تیریاں
سوہنیاں خوش گفتاراں

ایک قلمی نسخہ دیوان فرید جو حافظ احمد بیگ ولد حافظ نصیر بیگ قوم مغل چغتہ سکنہ قلعہ ڈیراور کا تحریر کردہ سال ۱۹۴۲ء/ ۱۳۶۱ھ دستیاب ہوا ہے جسے نسخہ احمد یہ کا نام دیا جا رہا ہے میں کل دوصد تہتر کافیاں درج ہیں۔ اور اضافی کافی کا نمونہ درج ذیل ہے۔

پریں اج نہ گیو سے کل دی سہی
ایہو وطن بیگانہ کوڑا کوڑ نکانہ
رنگ گل پھل ڈیکھ تے رُل نہ بہیں
سدھے راہوں سالک رُل نہ بہیں

دیوان فرید کا ایک قلمی نسخہ محررہ سال ۱۹۰۸ء دستیاب ہوا ہے جو راقم کی تحویل میں ہے۔ یہ نسخہ سید چراغ شاہ سکنہ جن پور کے قلم سے ہے۔ خوبصورت مگر شکستہ خط میں تحریر ہے۔ اس میں تقریباً ستر کافیاں خواجہ صاحب موجود ہیں۔ اور ان میں چھ کافیاں ایسی ہیں جو دیگر دواوین میں موجود نہیں ہیں۔ اس دیوان میں شامل زائد کافیوں کا نمونہ ملاحظہ فرمائیں۔ ایک ایک شعر درج کیا جا رہا ہے۔

۱) جدائی یار سانول دی
اساں سر موت پلپل دی

Marfat.com

۲) پنل چھکیاں کیچ مہاراں
سیج سی نوں پیاں تواراں

۳) ڈکھ ڈکھ نبھاواں نیڑا
دکھ دکھ اٹھن پیڑاں بہوں

۴) خبر نہیں انہاں کملیاں لوکاں
تیغاں تیز برہوں دیاں نوکاں

۵) دل پلپل درد نبھیندی ہے
بھیڑی دیدن مول نہ ڈیندی ہے

۶) روہی وٹھڑی مینگھ ملھار وو

شعر نمبرا والی کافی کے ساتھ ہی اس دیوان میں دوسری کافی درج ذیل ہے جو دیوان فرید (ع) میں کافی نمبر ۱۸۶ ہے۔ جو اس طرح ہے:

پرانی پیڑ پئی گل دی
نہ گلدی دال درل دی

شعر نمبر ۴ میں یہ مصرعہ ''خبر نہیں انہاں کملیاں لوکاں'' دیوان فرید میں ایک کافی میں استعمال ہوا ہے مگر اس کا دوسرا مصرعہ اس دیوان میں کچھ اور ہے۔ شعر نمبر ۵ والی کافی اسی قافیہ ردیف اور بحر میں دیوان فرید میں کافی نمبر ۱۶۰ درج ہے جو کچھ یوں ہے:

اج پھلوں سیج سڑیندی ہے
تتی تول سڑی چک پیندی ہے

Marfat.com

دیوان اُردو خواجہ فرید

خواجہ فرید کے اُردو کلام کا دیوان جو اس وقت دستیاب ہے پر مختلف اصحاب مختلف آراء کا اظہار کرتے رہے ہیں۔ بعض اصحاب کے نزدیک اس دیوان میں موجود اُردو کلام کا معیار وہ نہیں جو خواجہ صاحب کے سرائیکی یا فارسی کلام کا ہے۔ ایک اور طبقہ کی رائے یہ ہے کہ اس کلام میں ایسے اشعار بھی ہیں جو فن اور تخیل کے اعتبار سے اعلیٰ معیار کے حامل ہیں اور بیشتر اشعار میں معیار کا وہ پیمانہ برقرار محسوس نہیں ہوتا اس لیے یہ بھی امکان ہے کہ خواجہ صاحب کے کسی عقیدت مند نے کچھ کلام خود کہہ کر خواجہ صاحب کے نام منسوب کر دیا ہو۔ جبکہ اہلِ دانش کا ایک طبقہ اسے خواجہ صاحب ہی کا کلام قرار دیتا ہے۔

اس سلسلے میں جن حضرات نے اعتراضات اٹھائے ہیں ان سے اتفاق نہ کرنے کے باوجود یہ حقیقت اپنی جگہ موجود رہتی ہے کہ تحقیق کی نئی راہیں وا ہوئی ہیں۔ اعتراضات اور جواب اعتراضات کی روشنی میں کسی حتمی نتیجہ تک پہنچنے میں مدد ضرور ملتی ہے۔

اپنے ایک مضمون ''خواجہ فرید دا اُردو کلام'' مطبوعہ ماہنامہ عصائے کلیم، ۸/ دسمبر ۱۹۹۳ء میں ڈاکٹر اسلم عزیز درانی نے اعتراضات اٹھاتے ہوئے پنجابی کے دانشور نجم حسین سید اور سرائیکی محقق اسلم رسولپوری کو اپنا ہم خیال قرار دیا ہے۔

۱) مقابیس المجالس مولانا رکن الدین کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ انہوں نے یہ کتاب ترتیب دی مگر کہیں بھی پوری کتاب میں درج نہیں کہ خواجہ صاحب نے نظر ثانی کی۔

۲) مرزا احمد اختر نے خواجہ صاحب کے اُردو کلام کا تذکرہ نہیں کیا۔

۳) خواجہ صاحب کے قوال برکت کو بھی اُردو کلام یاد نہ تھا۔

۴) بہادر شاہ ظفر کیونکہ داد دے سکتا ہے جبکہ وہ خود مصائب کا شکار تھا۔

۵) اس کو ہے تیری آل کے حق میں خیال ضد..... ملعون ہے، لعین ہے، ولد الحرام ہے

Marfat.com

خواجہ صاحب یہ سخت زبان استعمال نہیں کر سکتے۔

۶) غالب، ذوق، مومن، حالی اور اقبال کے دور کی شاعری نہیں لگتی بلکہ ولی دکنی کے دور کی شاعری لگتی ہے۔

۷) خواجہ کی اُردو شاعری میں لسانی اور فکری اعتبار سے ملتانی زبان کی شاعری کے قریب بھی نہیں ٹھہرتی۔

۸) روہی سے متعلق اشعار موجود نہیں ہیں۔

۹) ہوسکتا ہے چند اشعار خواجہ صاحب کے ہوں کیونکہ خواجہ صاحب نے ... میں اشعار کہے ضرور ہیں۔ یہ کسی کم پڑھے عقیدت مند کا کارنامہ ہے اور مکمل دیوان خواجہ صاحب کا نہیں اور معیاری اشعار آٹے میں نمک کے برابر ہیں۔

قبل ازیں کہ ہم اعتراضات کا جائزہ لیں چند ناقابلِ تردید حقائق کا تذکرہ ضروری معلوم ہوتا ہے۔ خواجہ صاحب کے سرائیکی کلام کے ساتھ اُردو کلام کی اشاعت کی صورت سال ۱۸۸۲ھ میں ہوئیں جب ڈیرہ غازی خان کے تاجر کتب میاں محمد عارف نے مجموعہ کافیاں خواجہ فرید کے عنوان سے مطبع قادری لاہور سے شائع کرایا جس میں خواجہ صاحب کی سرائیکی کافیوں کے علاوہ بارہ اُردو غزلیں بھی موجود ہیں۔

اسی طرح سال ۱۸۸۴ء میں خواجہ صاحب کا اُردو دیوان طبع ہوا جس میں وہ جملہ کلام موجود ہے جو آج کل دستیاب دیوان ہائے میں درج ہے۔ یہ دیوان مطبع رونق آگیں گلزار محمدی سے طبع ہوا۔ ایک قلمی نسخہ جو مولانا برخوردار ساکن چاچڑاں (استاد نظم خواجہ فرید) نے اپنے ہاتھ سے (دیوان فرید اُردو) لکھا اور وہ مولانا غلام محمد پوتا مولانا برخوردار کی ملکیت ہے میں بھی جملہ اُردو کلام موجود ہے۔ طبع شدہ دیوانوں کی موجودگی اور وہ بھی خواجہ صاحب کی حیات میں اور تقریباً اٹھارہ انیس سال قبل از وفات بالخصوص وہ اہم شہادتیں جو کسی طور رد نہیں کی جاسکتیں۔ طرہ یہ کہ قلمی دیوان محررہ مولانا برخوردار سال ۱۳۰۲ھ بھی موجود ہے۔ یہاں یہ تذکرہ برمحل محسوس ہوتا ہے کہ خواجہ صاحب کی وفات ۱۳۱۹ھ میں ہوئی۔

Marfat.com

اب ہم اعتراضات کا ترتیب وار جائزہ لیتے ہیں۔

۱۔ مقابیس المجالس المعروف اشارت فریدی مولانا رکن الدین کے حوالے سے فاضل معترض نے جو اعتراض کیا ہے اس کا مفہوم یہی ہے کہ اس میں کلامِ فرید اُردو کا کہیں حوالہ نہیں ہے۔ یہ درست نہیں ہے۔ اشارات فریدی حصہ سوم مطبوعہ مطبع مفید عام آگرہ ۱۳۲۰ھ کے صفحہ ۴ مقبوس اول میں درج ذیل عبارت فارسی اور شعر اُردو درج ہے۔

''در مجلس سماع برنشستند۔ آنگاہ قوالی ایں بیت اُردو زبان انشا دکرد

مَیں ہوں سگ آستانۂ فخر جہان کا

شیروں سے فوق مرتبہ ہے میری شان کا

مقابیس المجالس اُردو ترجمہ کپتان واحد بخش سیال کا صفحہ ۴۳۹ بھی ملاحظہ کیا جا سکتا ہے۔

۲۔ مرزا احمد اختر نے نثر میں خواجہ صاحب کے خاندان کے بارے میں مناقب تحریر کیے اور عقیدت کا اظہار کیا۔ سفر نامہ حج اور دیگر کتب ترتیب دیں۔ خواجہ صاحب کی شاعری کے بارے کوئی کتاب ترتیب نہیں دی جس سے یہ ظاہر ہوتا کہ کس کس زبان میں کلام کہا گیا۔ ویسے بھی مرزا احمد اختر کا اُردو کے کلام کے بارے میں ذکر نہ کرنا (یا اگر انہوں نے کوئی ایسا تذکرہ کیا ہو اور وہ ہم تک نہ پہنچا ہو) یہ یقین کرنے کے لیے کافی نہیں ہے کہ خواجہ صاحب نے اُردو کلام نہیں کہا۔

۳۔ برکت قوال کو خواجہ صاحب کا اُردو کلام کیونکر یاد نہ ہوگا اور یہ کیونکر مان لیا جائے جب اس بارے میں کوئی حوالہ یا ثبوت موجود نہ ہو کہ برکت قوال کو اُردو کلام یاد نہیں صرف یہ لکھ دینے سے برکت قوال کو اُردو کلام یاد نہ تھا بات نہیں بنتی۔ اعتراض نمبر ۱ کے جواب میں تو یہ واضح ہو چکا ہے نہ صرف اُردو کلام موجود تھا بلکہ اُسی کلام کی قوالی بھی سُنی گئی۔

Marfat.com

۴۔ غزل میں شاعر تعلیٰ کے اشعار بھی سموتا ہے۔ خواجہ صاحب نے اس شعر میں جس میں آفریں کی لیے دہلی سے ظفر آتا ہے کا مضمون اس حساب سے نہیں باندھا کہ بہادر شاہ ظفر ان کے کلام پر داد دینے کے لیے آیا بلکہ اپنے کلام کی خوبی اور معیار کو اعلیٰ جانتے ہوئے یہ شعر کہا ہے۔ علاوہ ازیں ناسخ اور سودا کے بارے میں اشعار میں اپنے کلام کے اعلیٰ معیار کے حوالے سے تذکرہ کیا ہے۔

۵۔ اس شعر میں سخت کلامی کا جائزہ پہلے مصرعے میں مضمون کے حوالے سے لیا جاتا ہے۔ خواجہ صاحب عاشق رسول اللہ، عاشق آلِ رسول تھے۔ اس لیے جو بھی شخص آل رسول کی شان میں گستاخی کرے گا وہ ایک عاشق رسول کو کیونکر برداشت ہو سکتی ہے۔ اسی صورت حال میں اپنے احساسات کا اظہار سخت زبان میں کیا جا سکتا ہے۔ یہاں خواجہ صاحب سرائیکی کلام سے بھی مثال دی جا سکتی ہے۔ جہاں ایسی ہی صورتحال میں یوں فرماتے ہیں:

جند اسیر، جور جفا دی
دلڑی قیدی کرب بلا دی
ڈسم رقیب یزید پلید

۶۔ زبان کے اعتبار سے کہیں کہیں قدامت کے اثرات محسوس ضرور ہوتے ہیں لیکن انہیں ولی دکنی کے دور تک لے جانے والی صورتحال بھی ہرگز نہیں ہے۔ یہاں یہ بات بھی پیشِ نظر رہنی چاہیے کہ یہ کلام چاچڑاں جیسے دور افتادہ علاقے میں تخلیق ہو رہا ہے۔ زبان کے لب و لہجہ میں تبدیلی کے اثرات بتدریج رونما ہوتے ہیں اور مختصر عرصے میں یہ توقع نہیں کی جا سکتی۔

۷۔ جہاں تک لسانی اعتبار سے کلام کے جائزے کا تعلق ہے وہ یقیناً قابلِ غور ہے۔ شاعری اُردو میں ہو رہی ہے اور زبان کے اعتبار سے ملتانی کے معیار زبان کو سامنے رکھنے کی بات سمجھ سے باہر ہے۔ ویسے بھی ملتانی کے تو خواجہ صاحب اہلِ زبان تھے۔ ان کی اُردو شاعری ایک اہلِ زبان کی شاعری تو نہیں ہے۔ فکری اعتبار

Marfat.com

سے ملتانی شاعری اور اُردو شاعری میں اشتراک کی صورت موجود ہے۔ وحدت الوجود کا نظریہ مرشد سے محبت کا اظہار واضح طور پر نظر آتے ہیں۔ یہاں یہ بھی مدِ نظر رہنا چاہیے کہ غزل اور کافی کے موضوعات مکمل طور پر ایک نہیں ہو سکتے۔

۸۔ سرائیکی شاعری میں تو روہی کے تذکرے کی بات سمجھ میں آتی ہے لیکن اُردو شاعری میں روہی کا تذکرہ کسی اعتبار سے لازم نظر نہیں آتا ہے۔ خواجہ صاحب کے دور میں اس علاقے میں اُردو کسی قریب تر علاقے کی زبان نہیں تھی۔ اس لیے خواجہ صاحب نے اس ماحول کو شعوری طور پر سامنے رکھا ہے جہاں یہ زبان اس وقت بولی جا رہی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ اُردو کے اس دور کے مشہور شعرا کا تذکرہ کیا ہے اور مقامی حالات اور واقعات کا تذکرہ کرنے کی ضرورت محسوس نہیں کی۔

۹۔ اب یہاں یہ بات مانی گئی ہے کہ خواجہ صاحب نے اُردو کلام کہا ضرور ہے مگر ان کے کسی کم پڑھے لکھے عقیدت مند نے زیادہ کلام ان سے منسوب کر دیا ہے۔ صورتحال ہرگز ایسی نہیں ہے۔ الجھن صرف اس سے پیدا ہوئی کہ اُردو درست اور اصل حالت میں ہم تک پہنچی نہیں ہے۔ قلمی نسخے مولانا برخوردار کے تقابل کے نتیجے میں ایک بہتر تصویر کلام فرید کی سامنے آتی ہے جس سے غلط فہمی دور ہو جانی چاہیے۔

جہاں تک کسی شاعر کے کلام پر تنقید کا تعلق ہے اس سے کوئی بڑے سے بڑا شاعر بھی مبرا نہیں حتیٰ کہ غالب جیسا عظیم شاعر بھی معترضین کے ہاتھوں محفوظ نہیں رہا۔ اسی طرح خواجہ فرید کے کلام پر فن اور زبان کے حوالے سے رائے زنی کی جاسکتی ہے۔ اس سلسلے میں ڈاکٹر روبینہ ترین نے ''ملتان کی ادبی اور تہذیبی زندگی میں صوفیا کرام کا حصہ'' کے صفحات ۴۴۵ تا ۴۵۳ میں خواجہ صاحب کے تقریباً پچاس اشعار پر فن، زبان اور تراکیب کے حوالے سے کچھ اس طرح رائے زنی کی ہے۔

۱۔ یہ شعر وزن سے خارج ہے

۲۔ یہ ترکیب غلط ہے

Marfat.com

۳۔ یہاں نون کا اعلان ضروری تھا یا نون غنہ استعمال ہونا چاہیے تھا

جہاں تک پہلے دو اعتراضات کا تعلق ہے وہ تو ایک مختصر فیصلے کا درجہ رکھتے ہیں۔ اگر شعر وزن سے خارج ہے تو کہاں ایسا محسوس ہوا ہے اس کی نشاندہی ہونی چاہیے تھی۔ اگر تراکیب غلط استعمال ہوئی ہیں تو کیونکر غلط ہے ایسی کوئی وضاحت نہیں ہے۔ جہاں تک تیسرے اعتراض کا تعلق ہے جو بیشتر اشعار کے بارے میں کہا گیا ہے۔ یہاں یہ امر ضروری معلوم ہوتا ہے کہ جب خواجہ صاحب نے یہ اشعار کہے تو ''نون'' غنہ کا ادراک قاری کو شعر پڑھتے ہوئے از خود ہو جاتا تھا اور ن نقطہ کے ساتھ لکھا جارہا تھا۔ اس کی مثال مولانا برخوردار کا لکھا ہوا قلمی نسخہ ہے جس میں ن کو نقطہ کے ساتھ ہی لکھا گیا ہے۔ کچھ غلط طباعت بھی الجھن کا باعث ہوئی۔ تقابل قلمی نسخہ سے اکثر اشعار جن کا حوالہ ڈاکٹر روبینہ ترین نے دیا ہے ان کی درست حالت سامنے آ گئی ہے۔

معروف دانشور ڈاکٹر طاہر تونسوی اپنی کتاب ''لمحۂ موجود'' کے صفحہ ۵۰ تا ۵۶ میں خواجہ صاحب کی بیشتر اُردو شاعری کے سلسلے میں زیادہ رطب اللسان نظر نہیں آتے مگر ہر غزل میں اچھے اشعار کی موجودگی سے انکار بھی نہیں کرتے۔ اُردو کلام کا خواجہ صاحب ہی کا کلام ہونے کے سلسے میں یوں رقمطراز ہیں:

> ''علامہ نسیم طالوت جیسے محقق کی بات سے کہ یہ خواجہ فرید کا اُردو کلام اختلاف کی گنجائش کم ہو جاتی ہے۔ بعض حوالے ایسے مشترک ہیں جن کی وجہ تسلیم کرنے کے سوا چارہ نہیں رہتا۔ میرے نزدیک سب سے بڑا حوالہ جسے قدرِ مشترک قرار دیا جا سکتا ہے وہ خواجہ صاحب کے پیرِ طریقت خواجہ فخر جہاں کا تذکرہ ہے جو سرائیکی اور اُردو دونوں میں موجود ہے۔''

میں ہوں سگ آستانۂ فخر جہاں کا
شیروں سے فوق مرتبہ ہے میری شان کا

Marfat.com

تقابل دیوانِ اُردوخواجہ فرید

خواجہ صاحب کے اُردو کلام کے دیوان مختلف اوقات میں چھپ کر سامنے آتے رہے ہیں۔ جبکہ راقم الحروف کے پاس مولانا برخوردار (استاد نظم خواجہ فرید) کا قلمی ''اُردو دیوان خواجہ صاحب'' کی فوٹو اسٹیٹ موجود ہے۔ چنانچہ اس نسخہ کی مدد سے تقابل کچھ اس طرح کیا گیا ہے کہ بنیادی نسخہ ''کلامِ خواجہ فرید'' مرتبہ صدیق طاہر کو بنایا گیا ہے اور دیگر دیوانوں میں مطبوعہ اُردو کلام خواجہ فرید سال ۱۸۸۴ء، مطبوعہ اُردو دیوان مدرسہ حامدیہ فیض احمد پکالاڑاں اور قلمی نسخہ دیوانِ اُردو (برخورداریہ) کو سامنے رکھا گیا ہے۔ (صدیق طاہر کے دیوان کو ''ط'' سے، ۱۸۸۴ء والے دیوان کو چونکہ خیر محمد تاجر نے چھپوایا تھا اس لیے اُسے ''خ'' سے اور پکالاڑاں سے شائع ہونے والے کو مولانا فیض احمد اویسی نے شائع کیا تھا اس لیے اس دیوان کو (الف) سے ظاہر کیا گیا ہے۔ جبکہ نسخہ برخورداریہ کو (ب) سے ظاہر کیا گیا ہے۔ تقابل کچھ اس طرح ہے:

غزل نمبر۱	مصرعہ نمبر۶	ازل سے لے ابد تک مَیں ہوا ہوں صدق ایماں سے	(ط)
		ہوا ہوں مَیں ازل سے تا ابد تک صدق ایماں سے	(خ)
		// //	(ب)
		// //	(الف)
	مصرعہ نمبر۲	کہ ہے ترکیب	(ط)
		جو ہے ترکیب	(خ)
		//	(ب)
		//	(الف)
غزل نمبر۲	مصرعہ نمبر۳	اگر معشوق کو دیکھو تو بس عاشق کی نظروں سے	(ط)
		سبھی معشوق جگ کے جو کہ نہیں آپس میں مانے	(الف)

Marfat.com

غزل نمبر۲ مصرعہ نمبر۳	نہیں معشوق جگ کے جو کہ نہیں آپس میں بدن ثانی	(ب)
	// //	(خ)
مصرعہ نمبر۷	مرا دل پا چکا ہے جیسے اک مہتاب کی منزل	(ط)
	مرے دل ہو چکی ہے جب سے اس مہتاب کی منزل	(الف)
	// //	(ب)
	// //	(خ)
غزل نمبر۳ مصرعہ نمبر۷	گیسوؤں میں ترے جس طرح پھنسا ہے یہ دل	(ط)
	تیری زلفوں میں جس طرح پھنسا ہے یہ دل	(ب)
	// //	(خ)
	// //	(الف)
مصرعہ نمبر۸	ترے جیسا	(ط)
	تم سے جیسا	(ب)
	//	(خ)
	//	(الف)
غزل نمبر۴ مصرعہ نمبر۱۴	رتبہ ہو مکان کا یا لامکاں کا	(ط)
	رتبۂ مکان ہو خواہ لامکاں کا	(ب)
	خواہ رتبہ مکان و خواہ لامکاں کا	(خ)
	// //	(الف)
غزل نمبر۸ مصرعہ نمبر۲۴	بعد بیعت کے فقط ترا کف پا دیکھا	(ط)
	تیری بیعت کے لیے جب تیرا کف پا دیکھا	(ب)
	// //	(خ)
	// //	(الف)
غزل نمبر۹ مصرعہ نمبر۶	چغد کو مثلِ ہما	(ط)

Marfat.com

غزل نمبر۹ مصرعہ نمبر۶	چوز کو مثلِ ہما	(ب)
	چغد کو مثلِ ہمار	(خ)
	〃	(الف)
غزل نمبر۱۱ مصرعہ نمبر۸	شاید اس عرصہ میں آہوں کا اثر جاتا رہا	(ط)
	شاید اس دورے میں آہوں کا اثر جاتا رہا	(ب)
	〃 〃	(خ)
	〃 〃	(الف)
غزل نمبر۱۲ مصرعہ نمبر۶(ا)	نادر کیا رقیب نے جو دلربا کیا	(ط)
	ناوہ کیا رقیب نے جو دلربا کیا	(ب)
مصرعہ نمبر۸	جس نے بھلا کیا مجھے اس نے برا کیا	
(ب)	جس سے بھلا کیا مجھے اس نے برا کیا	
غزل نمبر۱۳ مصرعہ نمبر۶	اے مومنو جدا نہ ہوا ہوں خدا کیا	(ط،خ)
		(الف)
	اے مومنو بخود نہ ہوا ہوں خدا کیا	(ب)
مصرعہ نمبر۱۲	سو طرح سے بلا میں مجھے مبتلا کیا	(ط)
	سو طرح کی بلا سے مجھے مبتلا کیا	(ب)
	〃 〃	(خ)
	〃 〃	(الف)
غزل نمبر۱۵ مصرعہ نمبر۴	بے حجابانہ وہ میرے چشم تر پیدا ہوا	(ط)
	〃 پر 〃 〃	(ب)
مصرعہ نمبر۳	جس کو عالمِ غیب مطلق جانتا ہے علم سے	
	〃 〃 〃 نوان	
غزل نمبر۱۶ مصرعہ نمبر۲	رشک لب دلدار سے شیریں ہوئی تلخی	(ط)

Marfat.com

		رشکِ لبِ دلدار سے شیرینی ہوئی تلخی	(ب)
		رشک لبِ دلدار سے شیرین ہوئی تلخی	(خ)
		رشکِ لبِ دلدار سے شیریں ہوئی تلخی	(الف)
غزل	مصرعہ نمبر ۱	غم خانہ میں وہ مجھ کو بٹھا کر چلا گیا	(ط)
نمبر ۱۷		بیت الحزن میں مجھ کو بٹھا کر چلا گیا	(ب)
		// //	(خ)
		// //	(الف)
غزل	مصرعہ نمبر ۱	پردیسی جب اس نور نظر رخ کو نکالا	(ط)
نمبر ۱۹		پردہ سے جب اس نور نظر رخ کو نکالا	(ب)
		پردیسے جب اس نور نظر رخ کو نکالا	
		پردیسی جب اب نور نظر رخ کو نکالا	
	مصرعہ نمبر ۸	دوئی	(ط)
		دوئی	(الف)
		ادنیٰ	(ب)
		ادنیٰ	(خ)
غزل	مصرعہ نمبر ۴	خاک اس کے پاؤں کی پڑی جس کے کلاہ پر	(ط)
نمبر ۲۲		خاک اس کے پاؤں کی ہے جس کے کلاہ پر	(ب)
		// //	(خ)
		// //	(الف)
غزل	مصرعہ نمبر ۱	جاناں سے نہیں ہوتا کبھی دل کو ہے پرہیز	(ط)
نمبر ۲۳		جاناں سے کبھی دل کو نہیں ہوتا ہے پرہیز	
	مصرعہ نمبر ۲	میثاق سے ۔ عشق کیا دل میں حق آمیز	(ط)
		میثاق سے عشق اس کا دل میں حق آمیز	(ب)

Marfat.com

		یثاق سے عشق کیا دل میں حق آمیز	(خ)
		// //	(الف)
	مصرعہ نمبر۴	وہ رشک بلا ہے تو ہے حسرت چنگیز	(ط)
		اور رشک ہلاکو کا ہے اور حسرت چنگیز	(ب)
		// //	(خ)
		// //	(الف)
	مصرعہ نمبر۸	جب مجھ کو دیا یار نے لب بادۂ لبریز	(ط)
		جب مجھ کو دیا یار کے لب بادۂ لبریز	(ب)
		// //	(خ)
		// //	(الف)
غزل نمبر۲۴	مصرعہ نمبر۷	دل کاٹ کے میرا نہ دی رخصت تکفین	(ط)
		سر کاٹ کے میرا نہ دی رخصت تکفین	(ب)
		// //	(الف)
	مصرعہ نمبر۸	ویرانی بجا حسرت آباد کو شاباش	(ط)
		ویرانی میری // //	(ب)
		// //	(خ)
		// //	(الف)
غزل نمبر۲۵	مصرعہ نمبر۵	مجھے ہے بت پرستی حق پرستی ایک اے یار	(ط)
		مجھے ہے بت پرستی حق پرستی لیک اے یار و	(ب)
		// //	(خ)
		// //	(الف)
	مصرعہ نمبر۸	وہی آنکھوں میں سب دریا ہے غرق اب اور کیا ساحل	(ط)
		میری آنکھوں میں سب دریا ہے کیا غرق اب کیا ساحل	(ب)

Marfat.com

میری آنکھوں میں سب دریا ہے کیا غرق اب کیا ساحل (خ)

وہی آنکھوں میں سب دریا ہے غرق اب کیا ساحل (الف)

مصرعہ نمبر ۱۲ کہ اس کا نور ہے ہر ایک کس کے ذات موں شامل (ط)

// // (خ)

// // (الف)

کہ اس کا نور ہے ہر ایک کس کے ذات میں شامل (ب)

غزل ۲ مصرعہ نمبر ۴ جحیم سے ہیں بہتر مجھ پہ ہجر کے ایام (ط)

جہنم سے ہیں بدتر مجھ پہ پر ☆ ہجر کے ایام (ب)

// // (خ)

غزل نمبر ۲۷ مصرعہ نمبر ۵ ہم تو صیاد کا رخ دیکھ قفس میں دہلے (ط)

ہم تو صیاد کا رخ دیکھ قفس میں دھنس گئے (ب)

ہم تو صیاد کا رخ دیکھ قفس میں دہل گئے (خ)

// // (الف)

مصرعہ نمبر ۶ نہ تھی دانے کی طلب اور نہ تھا دام سے کام (ط)

نہ تو کچھ دانے کی تھی طلب نہ تھا دام سے کام (ب)

// // (خ)

// // (الف)

مصرعہ نمبر ۷ جو کرے اس پہ رضامند ہوں جان و دل سے (ط)

جو کرے اس پہ رضامند ہوں دل و جان سے ہم (ب)

// // (خ)

// // (الف)

مصرعہ نمبر ۸ کچھ نہ آغاز کی راحت ہے نہ انجام سے کام (ط)

کچھ نہ آغاز کی حاجت ہے نہ انجام سے کام (ب)

Marfat.com

		کچھ نہ آغاز کی حاجت ہے نہ انجام سے کام	(خ)
		کچھ نہ آغاز کی راحت ہے نہ انجام سے کام	(الف)
	مصرعہ نمبر ۹	بلبل و قمری بھی مشتاق بنے ہیں میرے	(ط)
		قمری و بلبل مشتاق میرے بن گئے ہیں سب	(ب)
		قمری و بلبل مشتاق میرے بن گئے ہیں	(خ)
		// //	(الف)
	مصرعہ نمبر ۱۳	نور اس کا ہے عیاں صورت خورشید فرید	(ط)
		نور اس کا ہے عیاں صورت خوباں میں فرید	(ب)
		نور اس کا ہے عیاں صورت خوباں میں	(خ)
		نور اس کا ہے عیاں صورت فرید میں	(الف)
غزل نمبر ۲۸	مصرعہ نمبر ۷	میل زاہد کی سمت کچھ بھی نہیں	(ط)
		میل زاہد کی طرف کچھ بھی نہیں	(ب)
		// //	(خ)
	مصرعہ نمبر ۱۲	گویا کہ خاک کربلا ہیں ہم	(ط)
		گویا خاک کربلا ہیں ہم	(ب)
		// //	(خ)
	مصرعہ نمبر ۱۳	خواب میں بھی نہیں ہے وصل نصیب	(ط)
		// //	(خ)
		// //	(الف)
		خوان میں بھی نہیں وصال نصیب	(ب)
غزل	مصرعہ نمبر ۳	جس کے دان اور دل و جاں کو بتوں نے لوٹا	(ط)
		جس کے دین اور دل و جاں کو بتوں نے لوٹ لیا	(ب)
		// //	(خ)

Marfat.com

جس کے دین اور دل وجاں کو بتوں نے لوٹ لیا (الف)

مصرعہ نمبر۵ ہوگا جو بادہ پرست اور گہے خویش پرست (ط)

جو ہوگا بادہ پرس اور گہے خویش پرست (ب)

// // (خ)

// // (الف)

غزل مصرعہ نمبر۲ پری وحور وملک کیوں نہ ہودیں اس کے نام (ط)

نمبر۳۰ پری وحور وملک کیوں نہ ہوں اس کے غلام (ب)

// // (خ)

// // (الف)

مصرعہ نمبر۸ دلے خدا سے جز اکس طرح بنے انجام (ط)

دلے خدا کو خبر کہ کس طرح بنے انجام (ب)

دلے دا کو جز کہ کس طرح بنے انجام (خ)

// // (الف)

غزل مصرعہ نمبر۳ ہیں لوگ اس کے گھر کے گدایانہ وضع میں (ط)

نمبر۳۱ ہیں طائف اس کے گھر میں گدایانہ وضع میں (ب)

// // (خ)

مصرعہ نمبر۸ ہے خون شوق بوسۂ دلدار ہر جگہ (ط)

خون اشتیاق بوسۂ دست ودہان میں (ب)

// // (خ)

// // (الف)

غزل مصرعہ نمبر۱ دیدہ کے رخ اور کفر کی کاکل میں ہے گیاں (ط)

نمبر۳۲ // // (خ)

// // (الف)

Marfat.com

		دین کے رخ اور کفر کی کا کل حالت میں ہے عیاں	(ب)
غزل نمبر۳۳	مصرعہ نمبر☆	حال پنہاں گر کروں ظاہر	(ط)
		// //	(خ)
		// //	(الف)
		حال پنہاں کو گر کروں ظاہر	(ب)
غزل نمبر۳۵	شعر نمبر۷	ساجد بتوں کی رو کا مشتاق ان کی خو کا سر دفتر محباں جو کچھ کہ ہوں سو مَیں ہوں	شعر (ط) میں نہیں (ب، خ، الف میں ہے)
غزل نمبر۳۶	مصرعہ نمبر۲	وہ کون ہے کہ پایا تری کان کا نہیں	(ط)
		وہ کون ہے کہ پایا ترے جاں فدا نہیں	(ب)
		// //	(خ)
غزل نمبر۳۹	شعر نمبر۷	پابند ہو کے آتش فرقت میں جل گئے دل کو پتنگ بے پر نہ کہوں تو کیا کہوں	شعر (ط) میں نہیں (ب، خ، الف میں ہے)
غزل نمبر۴۱	مصرعہ نمبر☆	جو سنے درد سے مانند دلآزا ہو جائے	(ط)
		جو سنے درد سے مانند طلا زرد ہو جائے	(ب)
		// //	(خ)
	مصرعہ نمبر۱۴	مَیں ہوں ایک اور یہ خوباں جہاں ہیں کہ فرید	(ط)
		// //	(الف)
		مَیں ہوں ایک اور خوبان جہاں کے ہیں فرید	(ب)

Marfat.com

مَیں ہوں ایک اور جو خوبان جہاں کے ہیں فرید (خ)

غزل نمبر۴۳ مصرعہ نمبر۲ جس دن سے میرے پاس وہ آرام بر نہیں (ط)

// // (خ)

// // (الف)

جس دن کا میرے پاس وہ آرام بر نہیں (ب)

غزل نمبر۴۴ مصرعہ نمبر۷ ہے جس کے دل میں آتش اس گلعذار کی (ط)

جس کے ہے دل موں آتش اس گلعذار کی (ب)

// // (خ)

مصرعہ نمبر۸ جنت ہو جاوے جاوے جی دوزخ کنار میں (ط)

جنت ہو جاوے جاوے جی دوزخ کی نار میں (ب)

// // (خ)

// // (الف)

غزل نمبر۴۸ مصرعہ نمبر۱ جلایا ہم نے جب غم سے نکالا آہِ سوزاں کو (ط)

// // (خ)

// // (الف)

// دل // // (ب)

مصرعہ نمبر۷ قیامت بھی ترے اس رشک سے خجلت ہے اے جاناں (ط)

تری قامت قیامت رشک سے خجلت اے جاناں (ب)

تری قیامت رشک سے خجلت ہے اے جاناں (خ)

// // (الف)

غزل نمبر۴۹ مصرعہ نمبر۱ وصال دوست جی چاہیں من دے ما گذر تارہ (ط)

وصال دوست جی چاہیں من دمائے گنوا تارہ (ب)

مصرعہ نمبر۳ پکڑ کر درد کا جھاڑ واٹھا دے گرد غیریت (ط)

Marfat.com

		پکڑ کر درد کا جھاڑ واٹھا دے گرد غیریت	(خ)
		// //	(الف)
		پکڑ کے درد کی جھاڑ واٹھا دے گرد غیریت	(ب)
	مصرعہ نمبر۴	تصور باندھ کر سب صورتوں میں اک تو پا تارہ	(ط)
		// //	(خ)
		// //	(الف)
		تصور باندھ کر سب صورتوں میں اک کو پا تارہ	(ب)
	مصرعہ نمبر۵	فراغت پا کے سب اغراض دنیا و دیں سے	(ط)
		فراغت پا کے سب اغراض دنیاوی و دینی سے	(ب)
		// //	(خ)
		// //	(الف)
	مصرعہ نمبر۱۰	ریا کی ننگ کو ناموس کی آتش جلا تارہ	(ط)
		ریا کی ننگ کی ناموس کو اگ میں جلا تارہ	(ب)
		// //	(خ)
	شعر نمبر۱۰	فریدا اس کو جو چاہے صورت خوباں میں دیکھا کر اسی صورت میں بس اپنی تمنا کو سجا تارہ	(ط)
		فریدا اس کو جو چاہیں صورت خوباں میں دیکھ اس کو یہی تصدیق کر کے اور خواہش کو بھلا تارہ	(ب، خ، الف)
غزل نمبر۵۰	مصرعہ نمبر۲	اس سے نصیب خندہ ہے سنگ مزار کو	(ط)
		جوش خوشی سے خندہ ہے سنگِ مزار کو	(ب)
		جو خوشی سے خندہ ہے سنگِ مزار کو	(خ)
		// //	(الف)

Marfat.com

غزل	مصرعہ نمبر۹	جس جا میں ہوں رقیب بھی ہم محفل اے فرید	(ط)
نمبر۵۱		جس جا میں ہو رقب بھی ہم محفل اے فـ ید	(ب)
غزل	مصرعہ نمبر۷	چو شاہ عشقش رسید در دل چہ رسم نو ساخت با محبت	(ط)
نمبر۵۲		چو شاہ عشقش رسید در دل چہ رم نو سا ت با نیت	(ب)
غزل	مصرعہ نمبر۱	نہیں ہے تیرا ثانی دونوں جگ میں کوئی جانانہ	(ط)
نمبر۵۴		نہیں ہے دونوں جگ میں تیرا ثانی کونی جانانہ	(ب)
		// //	(خ)
	مصرعہ نمبر۲	تو شمع نور حق ہے علوی و سفلی ہیں پروانہ	(ط)
		تو شمع نور حق ہے علوی و سفلی ہیں پروانہ	(ب)
		تو شمع نور حق ہے علوی و سفلی نہیں پروانہ	(خ)
		// //	(الف)
	مصرعہ نمبر۹	نہ مے کی ہے ضرورت اور نہ ہے کوثر کی کچھ حاجت	(ط)
		نہ مے کی احتیاجی ہے نہ کوثر سے ہے کچھ حاجت	(ب)
		نہ مے کی احتیاج ہے نہ کوثر سے ہے کچھ حاجت	(خ)
		// //	(الف)
غزل	مصرعہ نمبر۸	جگر میں جیسے نوک ناوک صیاد آتی ہے	(ط)
نمبر۵۵		جگر میں جب سے نوک ناوک صیاد آتی ہے	(ب)
غزل	مصرعہ نمبر۲	ہماری بے نصیبی پر نظر ہووے تو کیا ہووے	(ط)
نمبر۵۷		ہماری بے نوائی پر نظر ہووے تو کیا ہووے	(ب)
	مصرعہ نمبر۳	رہا ہوں عمر بھر تو پائمال دشمناں یارو	(ط)
		اگر چہ عمر بھر میں پائمال، دشمنوں کا ہوں	(خ)
		// //	(ب)
		// //	(الف)

Marfat.com

غزل	مصرعہ	متن	نسخہ
غزل نمبر۵۹	مصرعہ نمبر۳	وہ سادہ بت کہ جیسے نہ تھا ان کا کوئی مول	(ط)
		سادے تھے جب سے مول نہ تھا ایسا فخر تب	(ب)
	مصرعہ نمبر۷	رہتی تھی مجھ کو شادی باغ وصال یار	(ط)
		رہتی تھی مجھ کو شادی باغِ وصال کی	(ب)
		// //	(خ)
		// //	(الف)
غزل نمبر۶۱	مصرعہ نمبر۵	غیروں کے مارے ہجر کو کرتا ہوں مَیں قبول	(ط)
		غیرت کے مارے ہجر کو کرتا ہوں مَیں قبول	(ب)
	مصرعہ نمبر۶	بتلاؤ عاشقوں میں گر ایسا غیور ہے	(ط)
		بتلاؤ عاشقوں سے کوئی ایسا غیور ہے	(ب)
غزل نمبر۶۲	مصرعہ نمبر۲	کچھ جنوں میں بھی سزا اس کو نہیں آتا ہے	(ط)
		جنتوں میں بھی مزہ اس کو نہیں آتا ہے	(ب)
		جنوں میں بھی مزہ اس کو نہیں آتا ہے	(خ)
		// //	(الف)
غزل نمبر۶۵	مصرعہ نمبر۲	جس پر مری نظر ہے ادھر کو اُدھر کو بھی	(ط)
		// //	(خ)
		// //	(الف)
		اس پر مری نظر ہے ادھر کو ادھر کو بھی	(ب)
غزل نمبر۶۸	مصرعہ نمبر۲	تب اس دیوانہ دل کو قرار خانہ آتا ہے	(ط)
		تب اس دیوانہ دل کو کچھ قرار خانہ آتا ہے	(ب)
		// //	(خ)
		// //	(الف)
	مصرعہ نمبر۶	مری مشتاق تر آنکھوں میں جب بتخانہ آتا ہے	(ط)

Marfat.com

		مری مشتاق تر آنکھوں میں گر بتخانہ آتا ہے	(ب)
غزل نمبر ۶۹	مصرعہ نمبر ۲	دل میں لگی جگر میں لگی جان پہ لگی	(ط)
		// //	(خ)
		// //	(الف)
		دل میں لگی جگر میں لگی جا بجا لگی	(ب)
	مصرعہ نمبر ۴	جس کو ازل سے عشق دل میں بلا لگی	(ط)
		جس کو ازل سے عشق کی دل میں بلا لگی	(ب)
		// //	(خ)
		// //	(الف)
غزل نمبر ۷۳	مصرعہ نمبر ۶	آتش فشاں ہیں ذرے بھی سنگ مزار کے	(ط)
		آتش فشاں ہیں سب مرے سنگ مزار کے	(ب)
		// //	(خ)
		// //	(الف)
غزل نمبر ۷۴	مصرعہ نمبر ۱	موجود جب سے دل میں محبت خدا کی ہے	(ط)
		کیا دل میں جب نزول محبت خدا کی ہے	(ب)
		// //	(خ)
		// //	(الف)
غزل نمبر ۷۵	مصرعہ نمبر ۵	سنتے تھے ایک بار قیامت کو کیا ہوا	(ط)
		سنتے تھی ایک بار قیامت ہو کیا ہوا	(ب)
	مصرعہ نمبر ۶	واللہ اس میں خوف حقارت بتوں کی ہے	(ط)
		واللہ اس میں بہت حقارت بتوں کی ہے	(ب)
		// //	(خ)
		// //	(الف)

Marfat.com

	مصرعہ نمبر ۱۴	اللہ کا الف مجھے قامت خدا کی ہے	(ط)
		اللہ کا الف مجھے قامت بتوں کی ہے	(ب)
غزل	مصرعہ نمبر ۲	سیکھو کچھ آسیا کی طرح پھوڑ پھوڑ کے	(ط)
نمبر ۷۶		// //	(خ)
		// //	(الف)
		سینے کو آسیا کی طرح پھوڑ پھوڑ کے	(ب)
غزل	مصرعہ نمبر ۱۰	فرید آسا جو کوئی عشق کے مسلخ میں جاں دیوے	(ط)
نمبر ۷۸		// //	(خ)
		// //	(الف)
		فرید آسا جو کوئی عشق کے کوچے میں جاں دیوے	(ب)
غزل	مصرعہ نمبر ۵	فلک مزار ہوا اس کا کفن ہو چادر مہ	(ط)
نمبر ۸۰		فلک ہو روضہ اس کا کفن ہو چادر مہ	(ب)
		// //	(خ)
		// //	(الف)
	مصرعہ نمبر ۷	ہزار زاہد ہو قربان اس کے قدموں پر	(ط)
		ہزار زاہد ہو قربان ہوا اس کے قدموں پر	(ب)
غزل	مصرعہ نمبر ۱	دیر میں قربت کا فروش خود کام آوے	(ط)
نمبر ۸۱		// //	(الف)
		دیر میں بت کا فروش خود کام آوے	(ب)
		// //	(خ)
غزل	مصرعہ نمبر ۴	نارِ دوزخ سے میں مجھ کو گل جنت کے مرے	(ط)
نمبر ۸۲		نارِ دوزخ سے ہیں مجھ کو گل جنت کے مرے	(ب)
		// //	(خ)

Marfat.com

غزل	مصرعہ / شعر	متن	نسخہ
		نارِ دوزخ سے ہیں مجھ کو گل جنت کے مرے	(الف)
غزل	مصرعہ نمبر۲	فریدا پنے تو ہیں روز ازل سے	(ط)
نمبر۸۴		// //	(خ)
		// //	(الف)
		فریدا اپنی ہے دل روز ازل سے	(ب)
	مصرعہ نمبر۱۰	یہ چرچا عاشقانہ ہے یہ مبحث عاقلانہ ہے	(ط)
		یہ چرچا عاشقانہ ہے ز بحث عاقلانہ ہے	(ب)
غزل	مصرعہ نمبر۱	خوں جوش میں ہے نشتر فصار نہیں ہے	(ط)
نمبر۸۷		خوں جوش میں ہے نشتر فصاد نہیں ہے	(ب)
		// //	(خ)
	مصرعہ نمبر۳	ہم کہتے ہیں فرہاد ہے شیریں نہیں ہے	(ط)
		ہم کہتے ہیں فرہاد ہے شیریں نہیں ہے	(ب)
		// //	(خ)
		// //	(الف)
	مصرعہ نمبر۴	وہ کہتے ہیں شیریں تو ہے فرہاد نہیں ہے	(ط)
		وہ کہتے ہیں شیریں ہے فرہاد نہیں ہے	(ب)
	شعر نمبر۵	اے سنگ دلا دس تظلم سے تمہارے ہے مملکت دل کہ وہ برباد نہیں ہے	(ط میں نہیں ب، خ میں ہے)
	شعر نمبر۶	بیداد گرا جور پہ کچھ رحم بھی ہووے	(ط میں نہیں)

Marfat.com

		یہ پارۂ دل پارۂ فولاد نہیں ہے	ب،خ
			میں ہے)
	مصرعہ نمبر ۷	دل طالب حق تائب خوبان ہو جائے	(ط)
		دل طالب حق تائب خوباں سے بن جا	(ب)
		// //	(خ)
غزل	مصرعہ نمبر ۲	کعبے سے نکلے ساجد بت خانہ بن گئے	(ط)
نمبر ۸۹		کعبے سے یعنی ساجد بت خانہ بن گئے	(ب)
		// //	(خ)
	مصرعہ نمبر ۱۲	غیریت اب اٹھا دی تو جانانہ بن گئے	(ط)
		غیریت اب اٹھا دی جانانہ بن گئے	(ب)
		// //	(خ)
غزل	مصرعہ نمبر ۲	اسلام کو گنواتے ہیں اک بت کے واسطے	(ط)
نمبر ۹۲		// //	(خ)
		اسلام کو گماتے ہیں اک بت کے واسطے	(ب)
غزل	مصرعہ نمبر ۲	اللہ کو جز وصل کا معیار کہاں ہے	(ب)
نمبر ۹۶		// //	(خ)
		اللہ کو جز وصل کا معیاد کہاں ہے	(ب)
		// //	(خ)
	مصرعہ نمبر ۸	شاید کہ یہی کعبۂ دیں کوئے بتاں ہے	(ط)

Marfat.com

کلامِ فرید میں غیر مذاہب کے حوالے

عہدِ فرید میں اس علاقے میں غیر مسلم آبادی بالخصوص اہلِ ہنود بھی کثرت سے یہاں آباد تھے۔ ہندو اور مسلمان ایک دوسرے کے مذاہب کے بارے میں سیر حاصل معلومات رکھتے تھے۔ چونکہ خواجہ صاحب ایک مذہبی شخصیت تھے اور کثیر المطالعہ بھی تھے اس لیے ان کی دیگر مذاہب کے بارے میں وسیع معلومات کا ذخیرہ رکھنا کوئی اچنبھے کی بات نہیں ہے۔

چونکہ خواجہ صاحب ایک مرنجان مرنج شخصیت کے مالک تھے اور سخا میں اپنا ثانی نہ رکھتے تھے اس لیے ان سے عقیدت میں اہلِ ہنود بھی شامل تھے۔ خواجہ صاحب کی تبلیغ کے نتیجے میں ایک کثیر تعداد ہندوؤں کی دائرہ اسلام میں داخل ہوئی۔ ریگستانی سفر کے ذریعے جب آپ اجمیر شریف تشریف لے جاتے تو اثنائے راہ آپ کا تبلیغی سلسلہ بھی جاری رہتا تھا۔ حتٰی کہ نومسلموں نے برہمن آباد کا نام بھی جھوک فرید میں تبدیل کر دیا تھا۔ ایک نومسلم شیخ عبدالکریم کے عزیز رام پیارا کو مرگی کی تکلیف تھی۔ آپ نے تعویذ دیا۔ رام پیارا کے بھائی رام چند کو عارضۂ قلب تھا، اُسے بھی تعویذ دیا۔ دونوں کو شفا ہوئی اور دونوں ہی مسلمان ہوئے۔ مولانا احمد بخش جچوی نے دریافت کیا کہ غیر مسلموں کو کیونکر شفا ہوئی تو حضرت نے فرمایا کہ مخلوق رب العزت کی ہے اور کلام بھی اُسی کا ہے۔

چاچڑاں میں ایک ہندو چاچڑاں میں تعینات ہوا جس کا نام چھجو رام تھا۔ وہ لنگر شریف کی روٹی کھاتا تھا خواہ گوشت کسی قسم کا ہی کیوں نہ پکا ہو۔ وہ چھجو یار فریدی مشہور ہوا۔

کلامِ فرید میں اہلِ ہنود کی کتب اور ان کے مذہب کے اکابرین کا تذکرہ بھی موجود ہے۔ جو کافیاں ہندی میں کہی گئی ہیں یہ انہیں کا اعجاز تھا کہ ہندوؤں میں بھی ایک طبقہ پیدا ہو گیا تھا جو شرک کی دلدل سے نکل کر خدائے واحد کا پرستار بن گیا تھا۔ فرماتے

Marfat.com

ہیں:

چاروں بید بدانت پکارن اوم برم نارائن دھارن

آتم اتم سروپ سدھارن دویت فرید ہے جوٹھا لارا

چاروں بید (وید) رگ وید، یجر وید، شام وید، اتھ وید اور بدانت (شاستر قانون واحدانیت) ہندو مذہب کا اثاثہ یہ پکار کر رہا ہے کہ اوم (قادر مطلق) اور برم (برہما- خداؤں کا خدا) اوتار کے روپ میں جلوہ افروز ہے۔ روحِ مطلق (آتم) کا اعلیٰ ظہور (اتم) ہے۔ اے فرید شرک اور دوئی کے سب راستے غلط ہیں۔

کہاں اجودھیا سنبھل متھرا کہاں گوردھن جاؤں

لچھمن رام کنہیا کلگی اپنے آپ میں پاؤں

مَیں اجودھیا، سنبل (بند دروازوں والا مندر جو آخری اوتار آنے پر خود بخود کھل جائے گا) متھرا (کرشن کی راجدھانی) گوردھن (جہاں کرشن جی گا ئیں چراتے تھے) کیوں جاؤں کیونکہ لچھمن (رام چندر جی کے چھوٹے بھائی کا نام) رام، کنہیا (کرشن جی کا نام) کلگی (اوتار جو ہندو عقائد کے مطابق اس جگ کے خاتمے پر ظاہر ہوگا) سب مجھ میں موجود ہیں یعنی ان اوتاروں کے راز اپنے آپ میں رکھتا ہوں۔

اپرم بید بتاؤں مَیں گیان کو گیان سناؤں

سرت سرندھا ہاتھ جوں لیکر پریم کی تار بجاؤں

اپرم اعلیٰ روحانی (بید) پند و نصیحت بتاؤں۔ مَیں اگیانی (جاہل) کو گیان (علم و معرفت کی باتیں) سکھاؤں۔ سُرت (علم) سرندھ (سُر والا) سُر والے علم سے پیار کا گیت سناؤں یعنی محبت کا ساز لے کر محبت کی لے میں راگ چھیڑوں۔

کونج گلی میں شام سندر سنگ ہوری دھوم مچاؤں

میت چیت پچکاری ماروں پریت گلال اڑاؤں

کونج گلی یعنی جس گلی میں بندرابن میں کرشن جی بچپن میں کھیلا کرتے تھے شام (کرشن جی) کے ساتھ ہولی کھیلوں اور کیف و سرور پاؤں۔ ایک دوسرے پر محبت بھرے

Marfat.com

پچکاری ماریں پریت گلال (محبت کا رنگ) اُڑا کر ہولی کھیلیں۔

پیپل تلسی کاہے کو پوجوں کاہے کو تیرتھ جاؤں
اور سے کام فرید نہ میرو آتم دیو مناؤں

پیپل جو ہندوؤں کے نزدیک متبرک درخت ہے اور تلسی ایسی بوٹی ہے جو خوشبودار ہے اور ہندو عقائد کے مطابق بہشت کی خوبصورت پری تھی اور مہاراج کرشن نے اپنی کرامت سے اُسے خوشبودار بوٹی بنا دیا تھا، ان دونوں کو کیوں پوجوں۔ تیرتھ جو گنگا کا ایک گھاٹ اور ہندو عقائد کے مطابق وہاں نہانے سے تمام گناہ دھل جاتے ہیں۔ وہاں جا کر کیوں نہاؤں اے فرید مجھے اور کسی سے کام نہیں مَیں تو آتم دیو (روح کو بیدار کر کے اسی سے مقصد حاصل کرنا چاہتا ہوں۔

تینو دسرتھ لچھمن رام کہوں تینوں سیتا جی جاناں کہوں
بلدیو جسود انند کہوں تینوں کشن کنہیا کان کہوں
تینوں برما بشن گنیش کہوں مہا دیوں کہوں بھگوان کہوں
تینوں گیت گرنتھ تے بید کہوں تینوں گیان اگیان کہوں

تجھے دشرتھ کے بیٹوں رام اور لچھمن کہوں یا تجھے رام چندر کی زوجہ سیتا جی کہوں۔ تجھے بلدیو (کرشن جی کے بڑے بھائی) جسودا (بلدیو کی منہ بولی ماں) کہوں۔ تجھے نند کشن کنہیا کان (کرشن جی کے نام) کہوں۔ تجھے برما خالق کائنات، بشن (رب سماوات والارض) گنیش مہا دیو (بھگوان) کہوں۔ گرنتھ (سکھوں کی مقدس کتاب) کا گیت کہوں۔ بید (چار وید) کہوں یا تجھے علم یا جہل سے موسوم کروں۔

کتھے پنڈت جوسی جاگی ہے کتھے سامی تے کتھے بھوگی ہے
کتھ مصر براگی روگی ہے کتھ بید بیاس گیاں آیاں

کہیں ذات واحد نے مختلف تعینات کے ساتھ اپنے آپ کو ظاہر کیا ہے اور کہیں جوگی (تارک الدنیا ہندو فقیر) کہیں سوامی (نیکوکار) کہیں بھوگی براگی روگی (ہندو جو اپنے آپ کو سخت ریاضت میں مبتلا کرتے ہیں) کہیں بید بیاس مشہور رشی کہوں۔ خدا نے

Marfat.com

اپنی ذات کو اسماصفات میں اپنے آپ کو ظاہر کیا ہے اور یہ سارے اسماء صفات تعینات اور حجابات ہیں۔

پڑھ پڑھ بید پران صحائف   پیا سکھیوں علم ادب
تاں وی کیا تھی پیا   ہئی گم تھیون مطلب

ہندوؤں کی متبر کتاب رگ وید، شام وید، یجر وید، اتھر وید اور دوسری متبرک کتابیں اور آسمانی کتابوں کو اگر پڑھ لیا ہے تو کیا ہو یعنی اگر بڑے عالم بھی بن گئے تو کیا ہوا اصل مقصد اپنے آپ کو اس ذات احد میں گم کرنا ہے۔

Marfat.com

موضوعات و خصائص کلامِ فرید

کلامِ فرید کے عمیق مطالعے کے بعد ہم اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ خواجہ فرید ہر دور کے شاعر ہیں۔ ان کی فکر آفاقیت کی حامل ہے اور کلام میں تازگی، ندرت خیال، بلندی تخیل، سلاست وہ اہم عناصر ہیں جو عظیم شعرا کے کلام میں بھی خال خال نظر آتے ہیں۔

بنیادی طور پر خواجہ صاحب صوفی شاعر تھے اور صوفی شعرا میں بھی اس حیثیت سے نمایاں نظر آتے ہیں کہ صنف کافی کو انہوں نے جامعیت عطا کی اور جملہ موضوعات کو کافی میں سمو دیا۔ طرہ یہ کہ کافی میں جملہ اصناف شاعری جھلک محسوس بھی ہوتی ہے۔ حتیٰ کہ رومانی داستانوں کے حوالے علامتی انداز میں دیئے۔ داستانوں کی تفصیلات سے گریز کے باوجود ایسا محسوس نہیں ہوتا کہ بات کسی لحاظ سے تشنہ رہ گئی ہے۔ ذیل میں ہم ان کے کلام کے موضوعات اور خصائص کا جائزہ لیتے ہیں۔

تصوف

مختصر الفاظ میں تصوف کا مفہوم یہ ہے کہ انسان رب کے سوا کسی کو نہ دیکھے اور تمام نفسانی لذتوں کو ترک کر دے۔ خواجہ صاحب کا چشتیہ سلسلہ سے تعلق تھا اور اس سلسلہ کے بزرگان وحدت الوجود کے قائل تھے۔ منصور حلاج اور ابن العربی سے عقیدت کی وجہ سے ان کا اپنی شاعری میں اکثر تذکرہ کیا ہے اور ابن العربی کو اپنا امام قرار دیا ہے۔ خواجہ صاحب کو مظاہر فطرت میں حق کا جلوہ نظر آتا ہے۔

رکھ تصدیق نہ تھی آوارہ　　　کعبہ قبلہ دیر دوارہ
مسجد مندر ہکڑو نور
حسن ازل تھیا فاش مبین　　　ہر ہر گھاٹی وادیٔ ایمن
ہر ہر پتھر ہے کوہ طور

Marfat.com

ملوانے دے وعظ نہ بھانے   بیشک ساڈا دین ایمانے
ابن العربی دی دستور
عاشق مست مدام ملامی   کہیہ سبحانی بن بسطامی
آکھ انا الحق، تھی منصور

عشق

عشق ایک ایسا جذبہ ہے جس کے ذریعے انسان حسن حقیقی کی جھلک اپنے دل میں دنیا میں دیکھ لیتا ہے۔ اسی جذبے کو خواجہ صاحب نہایت عزیز جانتے ہیں۔ ان کا عشق مجازی بھی ہے اور حقیقی بھی۔ وہ حسن حقیقی کا گرویدہ ہو کر اس کے مظاہر کی تلاش کرتے ہیں اور کائنات انہیں نئے رنگ اور نئے روپ میں دکھائی دینے لگتی ہے۔

قسم خدا دی قسم نبی دی
عشق ہے چیز لذیذ عجیب
عشق ہے ہادی پرم نگر دا   عشق ہے رہبر راہ فقر دا
عشقوں حاصل ہے عرفان

دیوان فرید کی اٹھائیس کافیوں میں خواجہ صاحب نے نظریۂ عشق بیان کیا ہے۔

مدحت

ہادیٔ برحق رسول اکرم ﷺ سے محبت سے خواجہ صاحب کا دل لبریز تھا اور وہ اپنے کلام میں اظہارِ عقیدت کرتے ہیں۔

اتھاں میں مٹھڑی نت جاں بلب
او تاں خوش وسدا وچ ملک عرب
ہے عرب شریف سدھائی
بوسندھ پنجاب دی آئی

Marfat.com

تھیواں صدقے صدقے
آیا شہر مدینہ
سکھ دی سیج سہایم
گیا ڈکھڑا دیرینہ

مختلف کافیوں کے جزوی اشعار بھی مدحت کا رنگ لیے ہوئے نظر آتے ہیں۔ چند کافیاں مکمل طور پر صنف نعت معلوم ہوتی ہیں۔

روہی

چونکہ خواجہ صاحب روہی چولستان میں وقفہ وقفہ سے اٹھارہ سال قیام پذیر رہے رہ ہیں) ایک گھپا تیار کرا کے یکسوئی سے عبادت میں مصروف رہے۔ اس سرزمین سے محبت کا ظہار اپنے کلام میں بار بار فرماتے ہیں۔

(الف)

روہی ڈھڑی ٹوبھا تار وے
آ مل تو سینگا یار وے
روہی لگڑی ہے سانونی
ترت ولا ہوت مہاراں

(ب)

ولھ کنگریاں ربھڑ کچریاں
کئی سبز متیرے کھکڑیاں
کئی گدریاں پیلیاں کنگڑیاں
سر روہی سہندے سہرے

(ج)

اے روہی یار ملاوڑی اے
شالا ہر دم رہوے ساوڑی اے
ونج پیسوں لسڑی گاوڑی اے
گھن اپنے سوہنیں سیّں کوں

مناظر فطرت

خواجہ صاحب کو اپنی دھرتی سے بے حد پیار تھا اور اس دھرتی کے جملہ مناظر کو نہ صرف پسند کرتے تھے بلکہ ان کی تصویر کشی اپنی شاعری میں بھی کرتے تھے۔

Marfat.com

آئے مست ڈھاڑے ساون دے
وہ ساون دے من بھاون دے

وچ روہی دے رہندیاں
نازک نازو جٹیاں
راتیں کرن شکار دلیں دے
ڈیہاں ولوڑن مٹیاں

آ چنوں رل یار
پیلھوں پکیاں وے

لوک داستانیں

فرید کی دھرتی کی لوک داستانیں سسی پنوں، ہیر رانجھا، مرزا صاحباں، سہتی مراد، سوہنی مہینوال ہیں اور انہیں داستانوں کے حوالے کلام فرید میں ملتے۔ دیگر مشہور لوک داستانوں کے حوالے بہت کم ملتے ہیں۔ ان لوک داستانوں کا کلام فرید میں تذکرہ کر کے دھرتی سے اپنا رشتہ مضبوط بنایا ہے۔

یار بروچل کیچ دا والی
پربت روہ رلایو وو یار
کتھ رانجھن کتھ کھیڑے بھیڑے
کتھ رہ گئے اور جھگڑے جھیڑے
سک مہینوال دی لوڑہ لوڑھائیم
میں مٹھڑی من تاری وو یار
میں واری لکھ واری وو یار

جمالیات

اہل دل کو حسن نے ہمیشہ متاثر کیا ہے کیونکہ ان میں حسِ جمال وافر ہوتی ہے۔

Marfat.com

خواجہ صاحب نے اپنے کلام میں خوبصورت ملبوسات اور زیورات کا ذکر بڑے خوبصورت انداز میں کیا ہے۔

چوڑا انا ڈے جیسلمیر دا
سوہا منگا ڈے خاص اجمیر دا
بچھوا بیکانیری گھنساں
سجڑے کھبڑے پیر دا

زیورات کا ذکر یوں کیا ہے۔

بنیسر بولے پینے ٹھمکن
والیاں والے جھمکے جھمکن
کڑیاں نورے پیریں گھمکن
زیور تریور ٹھہندے ہن

درسِ عمل

زندگی میں مسلسل تگ و دو کر کے مقصدِ حیات پانے کا خواجہ صاحب اپنی شاعری میں درس دیا اور امید کا دامن مضبوطی سے تھامے رکھنے پر زور دیا ہے۔ انسان کو اس کی عظمت کا احساس دلایا ہے۔

اٹھی تھی فریدا شاد ول
موںجھاں کوں نہ کر یاد ول
جھوکاں تھیسن آباد ول
ابہ نیں نہ دھسی نِک منیں
ایں راہ ڈوں آویں نہ ہا
جے آئیں ڈینہو ڈینہ قدم ودھا
پچھوں نہ ڈیکھیں منہ ولا

Marfat.com

حیلہ کریں سر تیں تنیں

....

تھل مارو دا اینڈا سارا
تھیسم ہک بلھانگھ

....

کیویں توں فرد تے جز سڈاویں
توں کلی توں گل
عرش دی تیڈا فرش دی تیڈا
توں عالی ان مُل

خاکساری

خواجہ صاحب اگرچہ پابندِ شریعت بزرگ تھے لیکن اپنے نفس کا مسلسل محاسبہ ان کے پیشِ نظر رہا۔ اصلاحِ نفس کے اسی جذبہ کا اظہار درج ذیل کلام سے ہوتا ہے۔

ریت فرید دی پٹھڑی ساری
رہندا صوم صلواتوں عاری
رندی مشرب ہے مشہور

خواجہ صاحب نے خاکساری کو شعار بنایا تا کہ تکبر کا خاتمہ ہو۔

لفظیات

سرائیکی زبان کو خواجہ صاحب نے وسیع ذخیرہ الفاظ عطا کیا ہے۔ تشبیہات، استعارات اور محاورہ بندی کا وہ استعمال کیا ہے کہ اہلِ ادب عش عش کر اٹھے ہیں۔ سلیس زبان استعمال کی گئی ہے۔ تکرار لفظی سے زبان کو چار چاند لگا دیے ہیں۔ خوبصورت ترکیبیں استعمال ہی نہیں وضع بھی کی گئی ہیں۔

Marfat.com

واٹ نہاراں کانگ اڈاراں
پنڈت جوسی دے کن کھاواں

....

برہوں دا جوڑا پریت دا سوہا
کاک ندی دے گھیر
رانجھن تے مَیں جوڑ کوں جوڑوں
جوڑ جوڑیندا

....

ایویں نہ ہا لائق پنل کلھڑی دی ول لدھڑو نہ کل
ونج کیچ لایو عیش گل مَیں گل مونئی وچ بار دے

کثیر اللسانی

خواجہ صاحب ہفت زبان شاعر تھے۔ انہوں نے مخصوص کافیوں میں مختلف زبانیں ہی نہیں بلکہ زبانوں کے مکمل مصرے استعمال کیے ہیں۔

آہن قلندر روز و شب پہنچی خودی میں خود غرق
حاجت نہ صوم صلوٰۃ دی خواہش نہ حج زکوٰۃ دی
چاہت نہ ذات صفات دی ہک شان وحدت جی مرک

....

دلے دارم بسے آوارہ طبع وحشت آرائے
برہوں بارے بروچل دے بیاباں وشت دلوائے

....

آں نیست و نہ ایں ھذا جنون العاشقین

Marfat.com

خواجہ فرید اور لوائح جامی

خواجہ غلام فرید کے پردادا قاضی محمد عاقل کے وقت سے اسلامی علوم کی تعلیم کے سلسلے میں مدرسے کا قیام باقاعدہ طور پر عمل میں آ چکا تھا۔ خواجہ احمد علی اور خواجہ خدا بخش بھی تدریس فرماتے رہے۔ خواجہ فخر جہاں جو خواجہ صاحب کے برادر بزرگ اور پیر و مرشد تھے نے بھی یہ سلسلہ جاری رکھا۔ اسی ماحول میں خواجہ صاحب نے آنکھ کھولی اور جملہ دینی و باطنی علوم میں مہارت حاصل کی۔ ازاں بعد تدریس کے عمل کو بھی آگے بڑھایا۔ آپ قرآن و حدیث اور دیگر دینی کتب کا درس دیتے رہے۔

لوائح جامی وحدت الوجود کے موضوع پر مولانا عبدالرحمٰن جامی کی وہ تصنیف ہے جسے مشائخ و صوفیا اپنے طلبا کو سبقاً پڑھاتے رہے ہیں۔ خواجہ غلام فرید نے بھی اپنے مرشد سے لوائح جامی کا درس حاصل کیا۔ مقبوس نمبر ۴۰، ۲۵ رشوال ۱۳۱۶ھ کی عبارت اشارات فریدی (مقابیس المجالس) میں کچھ اس طرح ہے:

> ''راقم نے عرض کیا کیا حضور نے اپنے شیخ سے (لوائح جامی) کتنی بار پڑھی ہے۔ فرمایا تین بار۔ ایک بار میں نے خود پڑھا ہے جبکہ دو بار سنا ہے۔ اس کے بعد فرمایا کہ میرے شیخ نے فرمایا کہ ہم نے غلام فرید کو علمِ توحید اور مسئلہ وحدت الوجود سمجھانے میں اس قدر کوشش کی ہے کہ گویا مکھن اور روٹی کو یکجان کر کے مالیدہ (چُوری) بنا کر لقمہ اُسے کھلایا ہے کیونکہ زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں۔ اگر کوئی شخص میرے بعد اُن کے پاس آئے اور علمِ توحید کے متعلق سوال کرے یا سبق پڑھے تو مقصود کو پہنچ سکے گا۔''

علم توحید پر مولانا جامی کی ایک نثری کتاب خواجہ غلام فرید نے اپنے زمانہ طالب علمی بعمر ۱۸ سال اپنے قلم سے لکھی جو آج تک دستیاب خواجہ صاحب کی واحد قلمی تحریر

Marfat.com

ہے۔ اگرچہ خطوط بھی خواجہ صاحب کے دستیاب ہیں مگر وہ تحریر خواجہ صاحب کی نہ ہیں صرف ان پر دستخط خواجہ صاحب کے ہیں بقیہ مضمون گفتہ نویسوں کی تحریر ہے۔ کتاب کے اپنے ہاتھ سے تحریر کرنے سے یہ یقین کرنے میں مدد ملتی ہے کہ خواجہ صاحب کو مولانا جامی سے کس قدر عقیدت تھی۔

آپ نے اپنے مریدین اور عقیدت مندوں کو خود بھی عالم اور فاضل لوگ تھے لوائح جامی کا درس دیا۔ آپ کی محافل درس میں سید ولایت شاہ، مولانا احمد بخش ججوی، فتح خاں بڈانی، حافظ احمد یار، سید عبداللہ شاہ، خواجہ محمد بخش نازک، عمر خاں شاہد وغیرہ شامل تھے۔ حتی کہ خواجہ صاحب کے استاد نظم مولانا برخوردار بھی درس توحید میں شامل ہوتے تھے۔ خواجہ صاحب فرماتے ہیں کہ لوائح جامی نہایت متبرک کتاب ہے۔ جو اس کو پڑھے گا اس میں ضرور جذب پیدا ہوگا۔ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ لوائح جامی کا درس خواجہ نور محمد مہاروی نے اپنے شیخ سے آٹھ بار لیا جبکہ قاضی محمد عاقل نے خواجہ نور محمد مہاروی سے گیارہ بار سبق حاصل کیا۔ مولانا فخر الدین دہلوی نے قاضی محمد عاقل کو سات کتب بطور تبرک عنایت فرمائی تھیں اور ان میں لوائح جامی بھی شامل تھی۔ علامہ اقبال بھی مولانا جامی سے بہت متاثر تھے اور یوں خراج عقیدت پیش کرتے ہیں۔

کشتۂ اشعارِ جامیم
نظم و نثر اوعارج خامیم

(مجھے مولانا جامی کے اشعار نے مار ڈالا ہے اور میری
خامیوں کا علاج اس کی نظم اور نثر میں ہے)

اندراج مقابیس المجالس کے مطابق خواجہ صاحب نے لوائح جامی کا درس جاری کیا اور جب لائحہ ہشتم کا درس جاری تھا تو اس کا احوال مقابیس کی صورت میں درج ہونا شروع ہوا۔ یہ اندراج ۱۷ء جمادی الاول ۱۳۱۶ھ سے شروع ہو کر ۲۵ رشوال ۱۳۱۶ھ تک جاری رہا اور تشریحات قلمبند کی گئی تھیں اور لب لباب درج ذیل ہے۔

Marfat.com

لائحہ ہشتم (۸) اختلاط خلقت اور لوگوں سے میل جول سے پرہیز کرے اور گوشۂ تنہائی اختیار کرے۔ سالک کے کمالات میں کشف و یقین بلند مراتب ہیں۔

لائحہ نہم (۹) حالت فنا میں اپنی ہستی کا ذرہ بھر بھی شعور ہے تو یہ فنا نہیں۔ سالک بار بار فنا ہوتا ہے اور مقام دوئی پر آتا ہے۔

لائحہ یازدہم (۱۱) جب تک آدمی حرص و ہوا میں گرفتار ہے نسبت روحانی اس کے لیے دشوار ہے۔ اگر افعال اور اقوال شریعت کے مطابق ہیں تو صدق ہے ورنہ کذب ہے۔

لائحہ دوازدہم (۱۲) عبادت گزاری میں اقرار عجز عبادت کا حق ادا کرنا ہے۔

لائحہ سیزدہم (۱۳) تمام اشیا کا ادراک حق تعالیٰ کی بدولت ہوتا ہے اور خود حق تعالیٰ ادراک سے باہر ہے۔

لائحہ ہفدہم (۱۷) مرتبۂ وحدت برزخ ہے اور برزخ مشتمل اور جامع ہوتا ہے طرفین پر۔ فرق یہ کہ مرتبہ وحدت، مرتبۂ احدیت کے صرف صفات پر محیط ہے نہ کہ ذات پر۔

لائحہ ہیژدہم (۱۸) عقول وہ ارواح ہیں کہ تدبیر میں جن کا جسم سے تعلق نہیں۔ نفوس وہ ارواح ہیں جو جسم سے تعلق رکھتے ہیں۔ جیسے نفس ناطقۂ انسانی و نفس ناطقہ فلک۔

لائحہ نوازدہم (۱۹) تمام موجودات جو ظہور پذیر ہوئی ہیں وہ ذاتِ حق میں مندرج ہیں۔ ذات بحیثیت ذات کے نہ جزو ہے نہ کُل اور ایک لحاظ سے جزو بھی ہے کُل بھی۔

لائحہ بیستم (۲۰) اشیا کو آئینہ کے سامنے نہ بھی لایا جائے تب بھی آئینہ یا اس کی صفات میں تغیر واقع نہیں ہوتا۔

لائحہ بیست و یکم (۲۱) موجودات و صفات مٹ سکتی ہیں مگر ذاتِ حق قائم رہتی ہے۔ کوئی تجھے مانے یا نہ مانے تو ہر جگہ موجود ہے۔

Marfat.com

لائحہ بیست و دوم (۲۲) ہر چیز کی حقیقت عدم ہے جبکہ تعینات کا وجود باعتبار علم ہے جو کچھ موجود ہے وجودِ حق ہے۔

لائحہ بیست و سوم (۲۳) تمام موجودات وجودِ عینی ہیں جبکہ اسماء و مراتب وجود کو افراد پر محمول کرنا جائز نہیں ہے۔

لائحہ بیست و چہارم (۲۴) خالص ذات کو مرتبہ لاتعین میں حق نہیں کہا جا سکتا۔

لائحہ بیس و پنجم (۲۵) تمام حقائق جوہریہ و عرضیہ حقیقت الحقائق کے لیے جس کا نام ذاتِ الٰہی ہے اعراض ہیں جو حقیقت الحقائق پر عارض ہوئے ہیں۔

لائحہ بیست و ششم (۲۶) چونکہ اسمائے لطیفیہ جمالیہ پر غالب ہیں اس لیے ایجاد کو انعدام پر غالب ہونا چاہیے۔

لائحہ بیست و ہفتم (۲۷) جہان میں حقیقتِ الٰہی جو عین ہستی مطلق ہے نہاں اور جاری و ساری ہے۔

لائحہ بیست و ہشتم (۲۸) ذات حق ہر چیز میں موجود ہے لیکن بقدر استعداد تعین۔

لائحہ بیست و نہم (۲۹) آدمی کے اندر صفات (صفاتِ حق) جس قدر پیدا کی گئی ہیں اسی قدر آدمی فاعل و مختار ہوتا ہے نہ مجبور۔

لائحہ سی و یکم (۳۱) مختلف افراد میں قابلیت مختلف و متفاوت ہے اس لیے ہر فرد کا علم بھی مختلف اور متفاوت ہوتا ہے۔

لائحہ سی و چہارم (۳۴) تو حقائق اور معارف کا خزانہ ہرگز نہ بن سکے گا جب تک تو سیپ کی طرح ہمہ تن گوش نہیں بنے گا۔

Marfat.com

فرید اور ذوقِ شعروسخن

خواجہ صاحب بلاشبہ شاعر ہفت زبان تھے۔ سرائیکی اُردو اور فارسی میں ان کا مطبوعہ کلام دستیاب ہے۔ دیگر زبانوں میں دیوانِ فرید سرائیکی میں جزوی طور پر کلام موجود ہے لیکن الگ سے دستیاب نہ ہے۔

آپ کو اوائل عمری میں سفر سے دلچسپی پیدا ہوئی جس کی وجہ وہ علمی ماحول تھا جو اس وقت آپ کے خانوادے میں تواتر کے ساتھ موجود تھا۔ آپ کا مطبوعہ کلام ۱۸۸۲ء میں دستیاب تھا گویا آپ اکیس سال کی عمر میں بھی ایسی شاعری کر چکے تھے کہ جو قابلِ اشاعت تھی۔ آپ کی فن میں پختگی کا اندازہ یہیں سے لگایا جا سکتا ہے جو کلام آپ نے اکیس سال کی عمر تک لکھ لیا تھا اس میں ازاں بعد کسی قسم کی تبدیلی کی ضرورت محسوس نہیں کی اور وہ اسی شکل میں آج بھی موجود ہے۔

خواجہ صاحب نے اپنے شعری سفر میں کثیر کتب شعر کا مطالعہ کیا۔ حتیٰ کہ آپ کے اُردو کلام میں ناسخ، آتش اور دیگر قدیم شعرار کی زمینوں میں غزلیں موجود ہیں جس سے مطالعہ کی وسعت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ اسی طرح مولوی لطف علی کی مثنوی سیف الملوک کے بارے میں تو آپ خود فرماتے ہیں کہ اُسے آپ یاد کیا کرتے تھے۔ سچل سرمست کا مطالعہ بھی اس لحاظ سے ثابت ہے کہ سچل کے تتبع میں دیوانِ فرید سرائیکی میں کلام موجود ہے۔ اسی طرح فارسی شعرا کے کلام کا نہ صرف آپ نے مطالعہ کیا بلکہ خود بھی فارسی میں طبع آزمائی فرمائی۔ ویسے بھی ان کی نثری تحریریں فارسی زبان میں موجود ہیں۔ محافل سماع میں جو کلام پیش کیا جاتا تھا وہ زیادہ تر فارسی میں ہوتا تھا۔ علاوہ ازیں دیگر شعراء کا سرائیکی کلام بھی قوال پیش کرتے تھے اور آپ سماعت فرماتے تھے۔ دیگر شعرا جن کا آپ نے کلام سماعت فرمایا اس کی تفصیل محافل سماع کے تذکروں میں موجود ہے۔

۱۷؍رجب ۱۳۱۱ھ کو کوٹ مٹھن میں مجلس اول میں بابا بلھے شاہ کا یہ کلام پیش کیا۔

Marfat.com

تیڈے عشق نچایا

۱۲؍ربیع الاول ۱۳۱۲ھ کو اوحدی کا یہ کلام میاں احمد قوال نے پیش کیا۔

صلے علیٰ محمد اوحدی گفت لوصف او خدا
صلے علیٰ محمد سرور جملہ انبیا

۱۲؍ربیع الاول کو عرس رسول اکرم ﷺ کے موقع پر قوالوں نے مولانا جامی کی یہ غزل پیش کی:

کل ما فی الکون وہم او خیال
او عکوس فی المرایا او زلال
گفتگو تاچند جامی لب بہ بند
حال می باید چہ سود از قیل و قال

اس غزل پر حضرت خواجہ غلام فرید کو وجد ہوا۔ ازاں بعد قوالوں نے یہ کلام پیش کیا:

ہیں توں شہنشاہ وے چاک مجھیندا
مَیں تاں تیڈی وے توڑ سنجانی وے میاں
مَیں تاں تیڈی بردی رہساں
جے تیں سینے ساہ

خواجہ فخر جہاں اوحدی کا یہ کلام بھی پیش کیا گیا:

اے مہ خوش لقا سلام علیک
آفات ہدی سلام علیک

۱۴؍ربیع الاول ۱۳۱۴ھ بہ موقع عرس خواجہ بختیار کا کی رحمۃ اللہ علیہ محفل سماع میں شاہ بو علی قلندر کی یہ غزل پیش کی گئی:

مپنداری کہ عشق تو رود از دل عاشق
چو میرد مبتلا میرد جو خیزد مبتلا خیزد

۷؍ماہ رجب ۱۳۱۴ھ بہ موقع عرس خواجہ محمد عاقل رحمۃ اللہ علیہ امام بخش قوال نے یہ غزل

Marfat.com

سنائی:

دلہا کباب جلوۂ مستانۂ تواند
جا نہا خراب گردش پیانۂ تواند

ازاں بعد یہ کلام پیش کیا گیا:

ذات تیڈی ہے دو یار برحق مطلق
ہر رنگ دے وچ توں ہیں ہو حق
پے گئے پیچ اڑانگے دو یار

دوسرے روز ے اس دوہڑہ پر آپ کو گریہ ہوا:

بیتے چاک تینڈے میاں بابل مینوں رانجھن جیہا نہ کوئی
ہتھ ریٹا گل وچ گانی موڈھے سونڈے سوئی

۳رذوالحجہ ۱۳۱۴ھ کو قوالوں نے امیر خسرو کی یہ غزل پیش کی:

دل زتن بردی و درجانی ہنوز
درد ہا دادی و درمانی ہنوز
ملکِ دل کردی خراب از تیغِ ناز
وندریں ویرانہ سلطانی ہنوز

اس کے بعد یہ دوہڑہ بھی پیش کیا گیا:

نون نیڑے پئی ڈس یار دی نحن حبل الورید کنوں
نیڑے وسدا تے ڈسدا ناہیں گھنڈ کرے میری دید کنوں
یار اُریرے تے بھال پریرے میں کیویں ڈیکھاں بعید کنوں
یار دی بات انوکھی حیدر باہر گفت و شنید کنوں

۱۰ر ماہ ذوالحج ۱۳۱۴ھ کو خواجہ خدا بخش رحمتہ اللہ علیہ کے عرس کے موقع پر امام بخش قوال نے یہ دوہڑا پیش کیا:

Marfat.com

پلکاں نال بو رھیساں انگن اے در چھوڑ نہ ویساں
توڑیں کوجھی کملی بے عملی جیندیں تائیں قول پلیساں

۶ رمحرم ۱۳۱۵ھ کوحضرت خواجہ گنج شکر کے عرس پر قوالوں نے یہ دوہڑہ پیش کیا:

بھلیاں دی بھاہ بھلیری سجنو اساں بریاں دی آس تساہاں
توں ہیں مالک بریاں بھلیاں دا توں بن کون اساہاں
قسم تیڈی دل چاہے تینوں توں بھی چاہ کڈاہاں
خوش دل ہو سنگ بھلیاں دی گھت سچا سانگ اساہاں

ازاں بعد مولانا احمد جام کی یہ غزل پیش کی گئی:

منزل عشق از مکانے دیگر است
مرا ایں راہ را نشانے دیگر است
کشتگانِ خنجر تسلیم را
ہر زمان از غیب جانِ دیگر است

آپ کو اس کلام پر وجد طاری ہوا اور جب حال کا غلبہ فرو ہوا تو یہ دوہڑا قوالوں نے پیش کیا:

جے آکھاں توں ڈسدا ناہیں تجھ بن کی ڈسدا
جے آکھاں توں ڈسدا ہیں پھر روپ ڈسانواں کسدا
جدا ظاہر باطن ڈیکھاں توں ظاہر باطن تسدا
اس بہروپیے یار کنوں دل گانمن مول نہ وسدا

ازاں بعد مہاروی قوالوں نے یہ دوہڑا پیش کیا تو آپ کو گریہ ہوا۔

مَیں نئیں لائق صاحباں مرزا ہے لجپال
مرزا دی شان عظیم کوں جانن کی سیال

۵ ر ماہ جمادی الاول ۱۳۱۵ھ کو حضرت غلام فخر الدین کے عرس کے موقع پر درج ذیل دوہڑہ سید ولایت شاہ نے پیش کیا۔

Marfat.com

ناز تینڈا تے نیاز میڈا ہن زائد شرح بیانوں
عشق تینڈے وچ دلڑی ہوئی فارغ سود زیانوں
دستوں ساقی بھر بھر پیتم مئے ساغر عرفانوں
سیّد پیر فرید لدھا تھیا فیض وڈا سبحانوں

Marfat.com

Marfat.com

خاندانِ فرید اور شعر گوئی

خاندانِ فرید کے بزرگان سلسلہ سہروردیہ سے تعلق رکھتے تھے اور سندھ سے سکونت ترک کر کے منگلوٹ (ملتان) آ گئے۔ مخدوم محمد شریف کے دو بیٹے تھے۔ قاضی نور محمد اور قاضی محمد عاقل۔ یہ دونوں حضرات صاحبِ علم اور صاحبِ کرامت تھے۔ مخدوم محمد شریف نے سلسلۂ سہروردیہ کی قوتِ عمل کو کم ہوتا دیکھ کر اپنے پسران کو سلسلۂ چشتیہ میں بیعت ہونے کی تلقین کی۔ چنانچہ یہ حضرات سلسلۂ چشتیہ کے نامور بزرگ خواجہ نور محمد مہاروی کے مرید ہو گئے اور خواجہ نور محمد مہاروی کے مرشد مولانا فخر الدین دہلوی کی زیارت بھی کی۔

مشائخ چشت سماع کا ذوق رکھتے تھے اور اس کا اہتمام بھی کرتے تھے۔ سماع کا موسیقی اور شعر سے گہرا تعلق ہے۔ سماع سے ذوق بھی پیدا ہوتا ہے۔ اس طرح شعر گوئی، شعر فہمی کا ماحول خود بخود پیدا ہو جاتا ہے۔

خواجہ غلام فرید کے پردادا قاضی محمد عاقل بھی شعر کا اعلیٰ ذوق رکھتے تھے۔ آپ کو کلام احمد جام سے بہت پیار تھا اور ان کے کلام پر انہیں وجد بھی آتا تھا۔ آپ شاعر بھی تھے اور بوگی آپ کا تخلص تھا۔ نمونۂ کلام بصورت فارسی غزل درج ہے۔

غزل

جو با کرشمہ ناز نرگس گل گل رخسار می آید
زفغانِ خود دل چاک است من نالہ زاری آید
سبحان اللہ حسن آنست شود شمس قمر پیدا
برائے دیدنِ ما رُخ یوسف در بازار می آید
چہ تاثیر است حسن ماہ خوباں تعال اللہ
کہ چرا از دو دل از من برائے دیدار می آید

Marfat.com

نمی باشد مجال دم زدن خضر و مسیحا را
یا بد شفا عاقل جوگی ولے بیمار می آید

غزل

ساقی بیا کہ شیشۂ مے صاف یافتیم
صوفی بصوف مطرب اوصاف یافتیم
پیہم ندیم نیست کہ اندر ندامت است
نسخہ خیال دلبر باخود اطراف یافتیم
زاہد بحال خود عاشق باخیال خود
ستم بحال ہر دو الطاف یافتیم
امروز در خیال الف بالام میم
پوشیدہ رازِ عاقل جوگی صراف یافتیم

کلامِ قاضی محمد عاقل جوگی صدہا غزلوں کی قلمی صورت میں خواجہ غلام فرید کے پاس موجود تھا۔ اس کے علاوہ ایک جنگ نامہ بردن الم بھی مقامی (سرائیکی) زبان میں لکھا تھا اور وہ جنگ نامہ مولوی صوفی فتح محمد نے خواجہ صاحب کو پیش کیا جس کے اشعار بطور نمونہ درج ذیل ہیں:

توں ستار کریم الٰہی توں دانا رب فہیم
توں ہی رزاق رزق دہندہ حضرت رب رحیم

....

ایہا وحی فرشتہ گھن آیا فرمان
اٹھی رسول صلعم چلو معراج اتے اسمان

....

Marfat.com

جان برابر نبوت پیار یار صدیق یقین
اول اول پاک محمد اتے آندا اول دین
عمر خطاب حیاتی وانگوں آہس بہت پیارا
محکم دین شرع دے اتے آیا زور کرارا
چشماں نور پیاریاں وانگوں یار آہس عثمان
جو جمع جیں کیتا نص حدیث قرآن
تاج برابر اینویں آہا شاہ مردان جیہاں یار
فتح کنندہ لشکر دے وچ دلدل دا سوار
علی دے فرزند امام حسن حسین
جبرائیل جنہاں دا خادم شہزادے کونین
دنیا دولت کجھ نہ رہسی نہ قدح نہ ساقی
عاقل خواجہ کجھ نہ رہسی رہسی اللہ باقی

۲۷ ر رمضان المبارک ۱۲۲۱ھ

قاضی محمد عاقل کے خواجہ احمد علی مسند نشین ہوئے۔ وہ عالم بے بدل تھے اور ان کے تلا نہ : میں شاہ سلیمان تونسوی بھی تھے۔ وہ بھی اپنے آباؤ اجداد کی طرح روحانیت کا درس دیتے رہے اور علم کی شمعیں روشن کرتے رہے۔ ان کے بعد خواجہ خدا بخش مسند نشین ہوئے۔ وہ بھی ذوقِ سماع رکھتے تھے اور وجد طاری ہو جاتا تھا۔ ان کے بعد خواجہ فخر جہاں مسند نشین ہوئے۔ آپ نے فارسی میں طبع آزمائی فرمائی اور دیوانِ اوحدی کی صورت ان کا کلام دستیاب ہے جس میں تصوف کو موضوع بنایا گیا ہے۔ علاوہ ازیں نعتیں بھی کہی ہیں۔ نمونہ کلام درج ذیل ہے۔

اوحدی آنکہ گشت محوِ ذات
از جہات و قیود یافت نجات

Marfat.com

طالب حوران جنت نیستم اے اوحدی
آرزوئے وصل جاناں بر زماں داریم ما
از جلوۂ حسن دلبر ما
اسرارِ دو کون شد ہویدا
صل علیٰ محمد گفت بوصف او خدا
صل علیٰ محمد صورت والشمس والضحیٰ

خواجہ فخر جہاں کے بعد خواجہ غلام فرید مسند نشین ہوئے۔ آپ شاعرِ ہفت زبان تھے۔ اُردو اور سرائیکی میں دیوان موجود ہیں۔ ان کے فارسی کلام کو راقم نے مختلف بیاضوں سے غیر مطبوعہ اور کتب سے مطبوعہ شکل میں کلام اکٹھا کر کے ''فرید نامہ'' میں شامل کر دیا ہے۔ آپ سرائیکی کے ملک الشعراء ہیں۔

آپ نے سرائیکی میں کافی کی صنف میں ہر صنف کو اس طرح سمویا ہے کہ عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ کافی میں حمد، نعت، غزل، مثنوی، قطعہ، قصیدہ غرض ہر صنف کا رنگ ملتا ہے۔ نمونہ کے سرائیکی اشعار درج ذیل ہیں۔

تھل مارو دا پینڈا سار
تھیسم ہک بلھانگھ
....

اپنے ملک توں آپ وسا توں
پٹ انگریزی تھانے
....

ہر جا ذات پنل دی
عاشق جان یقین
....

Marfat.com

کیا حال سناواں دل دا
کوئی محرم راز نہ مِل دا
اتھاں مَیں مٹھڑی نت جان بلب
او تاں خوش وسدا وِچ ملک عرب

فارسی

درد دلدار دوا شیت کہ می دانم
جور جاناں وفا شیت کہ می دانم
آنکس کہ زدرد تو خبر داشتہ باشد
صد داغ بہ دل ہمچو قمر داشتہ باشد
درعشق شدن پاک زاغیار ضرور است
پیوستگی باغم دلدار ضرور است

سرائیکی اور فارسی

دلے دارم بے آوارہ طبعے وحشت آرائے
برہوں بارے بروچل دے بیاباں دشت رلوائے

سندھی

عشق اسانجی جا آہے انصاف
ظلم نبھائیندس تاں بھی تہنجا تھورا گائندس
سجدہ جانب تہنجی تہنجے گرد طواف
قدم قدم تے سیس نوائیندس

پوربی

انہد گھور گگن موں گاجے چنگ مر دنگ لکھو لکھ باجے
لاگی جوری سبد نکوری برست گر پرتیت گلال

خواجہ غلام فرید کے بعد ان کے فرزند خواجہ محمد بخش نازک مسند نشین ہوئے۔ وہ

Marfat.com

اعلیٰ شعری ذوق رکھتے تھے۔انہوں نے بھی فارسی میں طبع آزمائی فرمائی۔نمونۂ کلام درج ذیل ہے۔

در کوئے عشق عاشق بدیل رواں رود
در راہِ رسمِ اُلفت جاناں زباں رود

....

چہ کردم درچہ کارم باکے گویم
خودم خود را گزارم با کہ گویم

....

جملہ تن سوختہ شد سوزش جانم باقیست
مرحبا عشقِ صنم سوز نہانم باقیست

سرائیکی دوھڑے

دھیان دھرو نہ مڑو پچھوں تے ول ول تھیو اگوہیں
خیال اوندا چھک نیند آپے ناں تھیوو ان سُوہیں
غیر دی ہستی ساڑ کراہیں پالو شاہ دے دھوئیں
نازک سبھ کجھ پیا لبھیندے جُل بیٹ چریسوں کوہیں

....

جیں ول بھالاں جھیں ڈِوڈیکھاں جتھاں نظر ٹکانواں
تیکوں جاناں تیکوں سمجھاں تیڈا روپ پکاواں
مَیں حادث توں لجپال قدیمی کیویں قدم ودھاواں
جے نازک یار چا کرم کرے مَیں چولی انگ نہ ماواں

خواجہ ابوالخیر داغ کا تعلق بھی خاندان کوریجہ سے تھا اور خواجہ فرید کے خلوت نشین احباب میں سے تھے۔انہیں فارسی اور عربی پر عبور حاصل تھا۔علمِ تصوف کا سبق خواجہ غلام فرید سے حاصل کیا۔انہوں نے ''سرگزشت کوریجگان'' بھی ترتیب دی۔ ان کا

Marfat.com

دیوان تین صد کافیوں پر مشتمل تھا۔ نمونہ کلام درج ذیل ہے۔

توڑیں جو بن ظاہر گدا معنے دے ہن او بادشاہ
ہن مرد مولا دے سدا وحدت دے قلزم وچ غرق
میں داغ فارغ بال ہاں ہر آن غرق خیال ہاں
خوشحال نال وصال ہاں واندی رہندا ہک پلک

خواجہ غلام فرید کے داماد خواجہ امام بخش بھی شاعر تھے اور کوریجہ تخلص کرتے تھے۔ نہایت معیاری کلام ہے مگر عام لوگوں سے بحیثیت شاعر ان کا تعارف بہت کم ہے۔ چند کافیاں ہی محفوظ ہیں۔ نمونہ کلام:

بس وے دلبر بس وے — رحم نہ کیتو خس وے
عہد وفا دا کر کے پھر گیوں — کنیں سکھلائیو ڈس وے
تیں توں کئی سو د پایم — جو لایو سب کس وے
ہئی امید وفا دی دل کوں — پر نہ ڈٹھوس چس وے
لگڑی ہو ہو شہر خواری — ٹوک بکرم ہر کس وے
ساکوں ڈے کر داغ ہجر دا — چا کیتوس بے کس وے
رہ آزاد کوریجہ ہر دم — دل نہ ڈے بے وس دے

خواجہ فیض احمد جو کہ خواجہ غلام فرید کے نواسے اور خواجہ امام بخش کے فرزند تھے خواجہ قطب الدین کے بعد سجادہ نشین ہوئے بھی کمال ذوق شعر رکھتے تھے اور خود بھی طبع آزمائی فرماتے تھے۔ نمونہ کلام درج ذیل ہے۔

نہ فیض احمد قریب روئے تو بگرفت و مجنوں شد
دو صد لیلیٰ شود مجنوں اگر از رخ پردہ برداری

....

عاشقاں راہ چہ کار بہ تحقیق
ہر کجا نام اوست قربانیم

Marfat.com

Marfat.com

کوٹ مٹھن اور چاچڑاں

کوٹ مٹھن اور چاچڑاں ہر دو قصبات دریائے سندھ کے بالترتیب مغربی اور مشرقی کناروں پر واقع ہیں اور درمیان میں دریائے سندھ کا پیٹ واقع ہے۔ ان قصبات کی شہرت بزرگان کوریجہ کی وجہ سے چاردانگِ عالم میں ہے۔ کوٹ مٹھن موجودہ ضلع راجن پور اور چاچڑاں حدود ضلع رحیم یار خان میں واقع ہے۔ ہم فریدیات کے حوالے سے ان کے ماضی پر نظر ڈالتے ہیں۔

خواجہ شریف محمد جو خواجہ غلام فرید کے بزرگان میں سے تھے سال ۱۷۱۳ء میں اپنے مرید خاص مٹھن خان کے ہمراہ تبلیغی مشن پر تھے۔ دریائے سندھ کے مغربی کنارہ سے گزرا ہوا تو وہ جگہ پرانے قصبہ کوٹ مٹھن والی جگہ پر تھی اور اس جگہ کی سطح ہموار، جنگل پُر فضا اور دریا کا کنارہ تھی۔ خواجہ شریف محمد نے مٹھن خاں سے فرمایا کہ اس جگہ شہر آباد ہو اور یہ اللہ والوں کا مسکن بنے تو اس کی وجہ سے تمہارا نام تا قیامت زندہ رہے گا۔ چنانچہ مرشد کے حکم کی تعمیل میں مٹھن خاں نے حضرت شریف محمد کے لیے ایک مدرسہ اور قیام گاہ کی تعمیر مکمل کی تو اس علاقے میں پہلے سے آباد لوگ بھی اپنے عارضی مسکن چھوڑ کر اس نئی بستی میں آباد ہونے لگے۔ پھر اس بستی نے قصبہ کی شکل اختیار کر لی اور اُسے کوٹ مٹھن کے نام سے پکارا جانے لگا۔

خواجہ محمد عاقل کی ذات گرامی بھی پر کشش تھی۔ لوگ دور دراز سے اکتساب فیض کے لیے کوٹ مٹھن میں آباد ہونے لگے اور یہ سلسلہ ۱۷۷۰ء سے ۱۸۱۰ء تک جاری رہا۔ ہندو آبادی کے لیے بھی اس شہر کی سکونت میں کشش پیدا ہوائی کیونکہ اس شہر میں تجارتی امکانات پیدا ہو گئے تھے۔

اس دور میں دریائے ستلج اور بیاس کے راستے دریائی ذرائع کے ذریعے فیروز پور لدھیانہ، بہاولپور اور سکھر کے درمیان تجارت کا آغاز ہوا۔ اسی طرح دریائے

Marfat.com

چناب، اور راوی کے ذریعے جالندھر، لاہور، وزیر آباد اور ملتان سے کوٹ مٹھن کے راستے سکھر، شکار پور اور بمبئی تک تجارتی قافلے سفر کرنے میں مصروف ہوئے۔ تیسرا اہم دریائی راستہ دریائے سندھ کا تھا جو ڈیرہ اسمٰعیل خان اور سکھر سے مربوط تھا۔ کوٹ مٹھن تمام دریاؤں کے سنگم پر واقع تھا۔

سال ۱۸۲۲ء میں دریا نے یورش کی اور کوٹ مٹھن کہنہ کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ چنانچہ مزارات کو خطرہ پیدا ہو گیا۔ خواجہ خدا بخش نے مزارات سے صندوق ہائے نکال کر موجودہ کوٹ مٹھن میں تدفین کرائی۔ سلطان الاولیاء اور خواجہ احمد علی کے صندوق پہنچے تو مخلوق جمع ہو گئی اور چہرہ مبارک ہائے کی زیارت کی استدعا کی۔ خواجہ خدا بخش نے اجازت دی۔ سلطان الاولیا، کا چہرہ مبارک نورانی، کشادہ، معطر آنکھوں میں سرمہ، لب متبسم، ریش سرخ مہندی نما تھا۔ اسی طرح خواجہ احمد علی کا چہرہ نورانی بھی تمام حاضرین نے دیکھا۔ خواجہ احمد علی کو سپرد خاک کیا گیا۔

۱۲۳۴ھ میں رنجیت سنگھ کی فوج ملتان، مظفر گڑھ سے دریا عبور کر کے ڈیرہ جات سے گزر کر مٹھن کوٹ اور روجھان آ نکلی۔ اس قدر یلغار ہوئی کہ ہندو مسلمان مارے گئے۔ سکھوں کے جرنیل دیال سنگھ نے خواجہ خدا بخش کی خدمت میں آٹھ نفوس پر مشتمل ایک جماعت روانہ کی اور پیغام بھیجا کہ آپ دولتمند اور امیر ہیں۔ اس لیے غلہ، نقدی اور تمیں عمدہ گھوڑیاں برائے سواری افسران بھجوائیں ورنہ جبراً لے جائیں گے۔ جماعت ابھی پیغام پہنچا رہی تھی کہ دیال سنگھ بھی پہنچ گیا۔ حضرت نے اوپر دیکھا تو دیال سنگھ نے چہرہ نورانی دیکھا اور کہا کہ مجھے مسلمان کرلیں۔ وہ ایمان لے آیا اور شامل لنگر ہوا۔ آپ نے فرمایا کہ یہ مال طلبا کا ہے ان سے مانگو۔ جس پر وہ خالی ہاتھ چلا گیا۔ کوٹ مٹھن سے ہجرت کا ارادہ کیا اور استخارہ جات شروع کیے گئے۔ نواب فتح محمد خاں عرف صادق محمد اول خدمت میں حاضر ہوا اور استدعا کی کہ آپ معہ طلباء ریاست بہاولپور میں قیام فرمائیں۔ تحصیل خانپور کی چاچڑاں بستی کے زمینداران رئیس اللہ یار، رئیس جمال، رئیس علی بخش جو آپ کے مریدین تھے نے بھی حاضر ہو کر عرض ترک سکونت گزاری اور کہا کہ ان کی بستی

Marfat.com

میں قیام فرمائیں۔آپ نے انشا اللہ کا وعدہ فرمایا۔آپ کو استخارہ کے نتیجے میں ہجرت کی اجازت ملی اور نواب صاحب کو اس فیصلے سے آگاہ کیا۔نواب صاحب کے بار برداری کے انتظامات کے تحت پہلے خواجہ تاج محمود کو شیدانی شریف بھجوایا گیا۔پھر چاچڑ زمینداروں نے ایک چاہ جو یکصد انسٹھ بیگھہ پر مشتمل تھا جہاں اب درخت پیپل موجود ہے دیا۔چنانچہ آپ معہ رشتہ داران کوٹ مٹھن سے بستی چاچڑاں میں آ کر آباد ہو گئے۔آپ کی آمد کے بعد شجاع آباد سے افغان میاں جی محمد حسین، میاں محمد بلوچ اور دیگر اقوام ہندو، مسلمان، خوجہ، قصاب، زرگر، لوہار وغیرہ آ کر آباد ہوتے رہے اور قصبہ چاچڑاں روحانی رہبری اور تبلیغ کا مرکز بن گیا۔

خواجہ غلام فرید ۱۲۶۱ھ/ ۱۸۴۵ء میں اس بستی چاچڑاں میں پیدا ہوئے۔چار سال کی عمر میں والدہ کا اور آٹھ سال کی عمر میں ان کے والد حضرت خواجہ خدا بخش کا انتقال ہوا۔روحانی اور باطنی تعلیم کے بعد اپنے برادر بزرگ خواجہ فخر جہان سے بیعت اختیار کی۔ خواجہ فخر جہاں کے انتقال کے وقت ان کی عمر ستائیس سال تھی۔مسند نشین ہوئے اور عوام الناس کی روحانی رہبری فرماتے رہے۔آپ ہفت زبان شاعر تھے۔آپ کی عظمت کا ایک زمانہ معترف ہے۔چاچڑاں میں سکونت کے باوجود کوٹ مٹھن سے آپ کا رابطہ بحال رہا۔اپنے بزرگان کے مزارات پر حاضری اور ان کے اعراس کے انعقاد کا اہتمام فرماتے رہے۔سال ۱۹۰۱ء میں انتقال فرمایا۔آپ کی میت کو بھی کوٹ مٹھن لے جایا گیا جہاں قاضی عاقل محمد، خواجہ خدا بخش، خواجہ فخر جہاں کے ساتھ آپ کو دفن کیا گیا۔

خواجہ صاحب نے اپنے کلام میں بھی ان دونوں قصبات کا تذکرہ کیا ہے۔کوٹ مٹھن کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں:

ے وچ کوٹ شہر مر ویساں
تھی در دلبر دی گولی
ے حسن حقیقی، نور حجازی
کھیڈے ناز نیاز دی بازی

Marfat.com

صدقوں سمجھ سنجان
آیا کوٹ شہر وچ

اسی طرح چاچڑاں کا بھی تذکرہ کیا ہے۔

عرب شریف دی سوہنی ریت اے
لا دے دل کوں پرم پلیتے
وسریے چاچڑ صدقے کیتے
اصلوں محض نہ بھاندے ہتڑ

Marfat.com

تذکرہ فرید محل

صادق محمد خاں رابع کو خواجہ صاحب سے جو عقیدت تھی وہ کوئی پوشیدہ راز نہیں ہے۔ پیر و مرشد دونوں کے درمیان بے پناہ محبت کا جذبہ کارفرما تھا اور نواب صاحب اکثر خواجہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوتے رہتے تھے۔ ایک دن نواب صاحب نے عرض کیا کہ آپ کی عبادت کے لیے ایک کمرہ مخصوص ہے جو مختصر ہے اور اگر آپ اجازت دیں تو اس حجرہ کے اردگرد مزید کمرہ جات تعمیر کر دیئے جائیں۔ تو خواجہ صاحب نے فرمایا حجرے کی بنیاد ان کے بزرگوں نے رکھی اور اس حجرے کی تعمیر میں علماء، حفاظ، طلبا حافظ قرآن نے حصہ لیا اور بعد ادائیگی نفل و ورد قرآن مجید برداشت خشت و گارا کا کام سرانجام دیا اور ایک سال میں تعمیر مکمل ہوئی۔ اس لیے ہماری کیا مجال ہے کہ اس قدر عالم اور حافظ ترکھان مزدور جمع کریں اور تعمیر شروع کی جائے۔ نواب صاحب نے عرض کیا کہ آپ صرف اجازت دیں باقی کام مجھ پر چھوڑ دیں۔ انشاء اللہ کام آپ کی حسب منشا تکمیل پذیر ہوگا۔ اس وقت مولانا احمد بخش بجوی، مولانا محمد بخش، مولانا فیض محمد خانواہی، مولانا شیر محمد اباڑوی، مولانا خان محمد، مولانا کرم الدین، حافظ محمد کوریجہ، مولانا نور محمد کوریجہ اور دیگر حافظ صاحبان موجود تھے۔ سب نے مل کر عرض کیا کہ ترکھان جو حافظ ہوں وہ نواب صاحب مہیا کریں اور ہم سب باوضو ہو کر مزدوری سرانجام دیں گے۔ اس طرح اللہ کی رحمت سے محل تعمیر ہو جائے گا۔ چنانچہ خواجہ صاحب کی رضامندی سے ختم قرآن شریف کے بعد خواجہ فضل حق منگھیروی نے بسم اللہ پڑھ کر خشت اول رکھی اور تعمیر شروع ہوگئی۔ مزدور، خشت ساز، لکڑی ساز تمام باوضو ہو کر جو حافظ بھی تھے کام کرنے لگے۔ دوران تعمیر مولانا فیض محمد خانواہی متعینہ نگران تعمیر فرید محل نے ایک دن عرض کیا کہ شرقی حجرے معہ برآمدہ تیار ہو چکے ہیں اور بقایا کام کو روک رہے ہیں کیونکہ کل نواب صاحب کا پیش کار آیا تھا اور اس نے بتایا ہے کہ جنگل کا چھا میں درخت شیشم کہنہ کاٹ کر شہتیر اور کڑیاں تیار کی جا

Marfat.com

رہیں ہیں اور مزدور تر کھان تیس چالیس ہیں اور سب حافظ قرآن ہیں۔ سامان آنے تک تعمیر روک دی جائے۔ اس پر خواجہ صاحب نے فرمایا کہ چلو تعمیر کا نمونہ دیکھیں۔ چنانچہ آپ معہ شاہزادگان و حاضرین تعمیر دیکھنے کی غرض سے تشریف لے گئے۔ تو دیکھا کہ سید عبدالوہاب، مولانا خان محمد، مولانا محمد بخش بڈانی، مولانا محمد یعقوب، مولانا فتح خان بڈانی، میاں اللہ بخش دفعدار، میاں عبدالرحمن، میاں امام بخش خوچہ اور خلیفہ احمد یار موجود تھے۔ کوئی خشت اٹھا کر دے رہا تھا اور کوئی گارا تیار کر رہا تھا۔ قرآن اور درود بھی پڑھ رہے تھے۔ کچھ عرصہ کے بعد نواب صاحب کی آمد ہوئی تو بھی تعمیر کا جائزہ لیا گیا۔

مولانا برخوردار نے مدارج الفقرا میں لکھا ہے کہ اس محل کی ہر خشت پر اسم باری اور رسول اکرمؐ کے اسم گرامی کا ورد ہے۔ یہی اندراج کچکول فتح خاں میں مولانا فتح محمد بڈانی نے کیا ہے۔ (مجالس الفرید)

فرید محل سال ۱۳۱۴ھ میں مکمل ہوا۔ تکمیل کے بعد خدام کے اصرار پر آپ نے اجلاس فرمایا اور مولانا غلام احمد اختر نے تاریخ تعمیر کاخِ خاص (۱۳۱۲ھ) جو منظوم اور خوش قلم محل کے دروازہ پر ثبت ہے۔ مولانا غلام احمد اختر نے ایک نظم بھی فارسی میں کہی جس کے چند اشعار درج ذیل ہیں:

گل از تو رنگ دار د برگ از تو تازگی
نقش عجیب بصفحۂ گلشن نگاشتی
دریائے آب و رنگ تلاطم ہمی زند
فوج بہار برسر عالم گماشتی
رشک بہار گلشن ایجاد کردۂ
یعنی چہ کاخ خاص خود آباد کردۂ

فرید محل اس لحاظ سے بھی بابرکت عمارت ہے کہ خواجہ صاحب نے اس میں مشکوٰۃ شریف کا درس دیا۔ جس میں دیگر برگزیدہ شخصیات کے خواجہ فضل حق منگھیروی، سید ولایت شاہ، سید غلام شاہ، خواجہ کرم الدین، سید مومن شاہ، سید غریب شاہ، مولانا احمد بخش

Marfat.com

ججوی، شاہ موج دریا، حضرت نجم الدین، نواب قیصر خاں، محمد امین (رنگون والے) مولوی برخوردار، مولوی اللہ رکھا، مولانا محمد بخش بڈانی اور نواب صادق محمد خاں رابع نے شرکت کی۔ متذکرہ بالا شخصیات میں سے بعض نے اس عمارت میں تدریس کا فرض بھی سرانجام دیا۔

فرید محل کی بنیاد نقشہ کی صورت کچھ یوں ہے

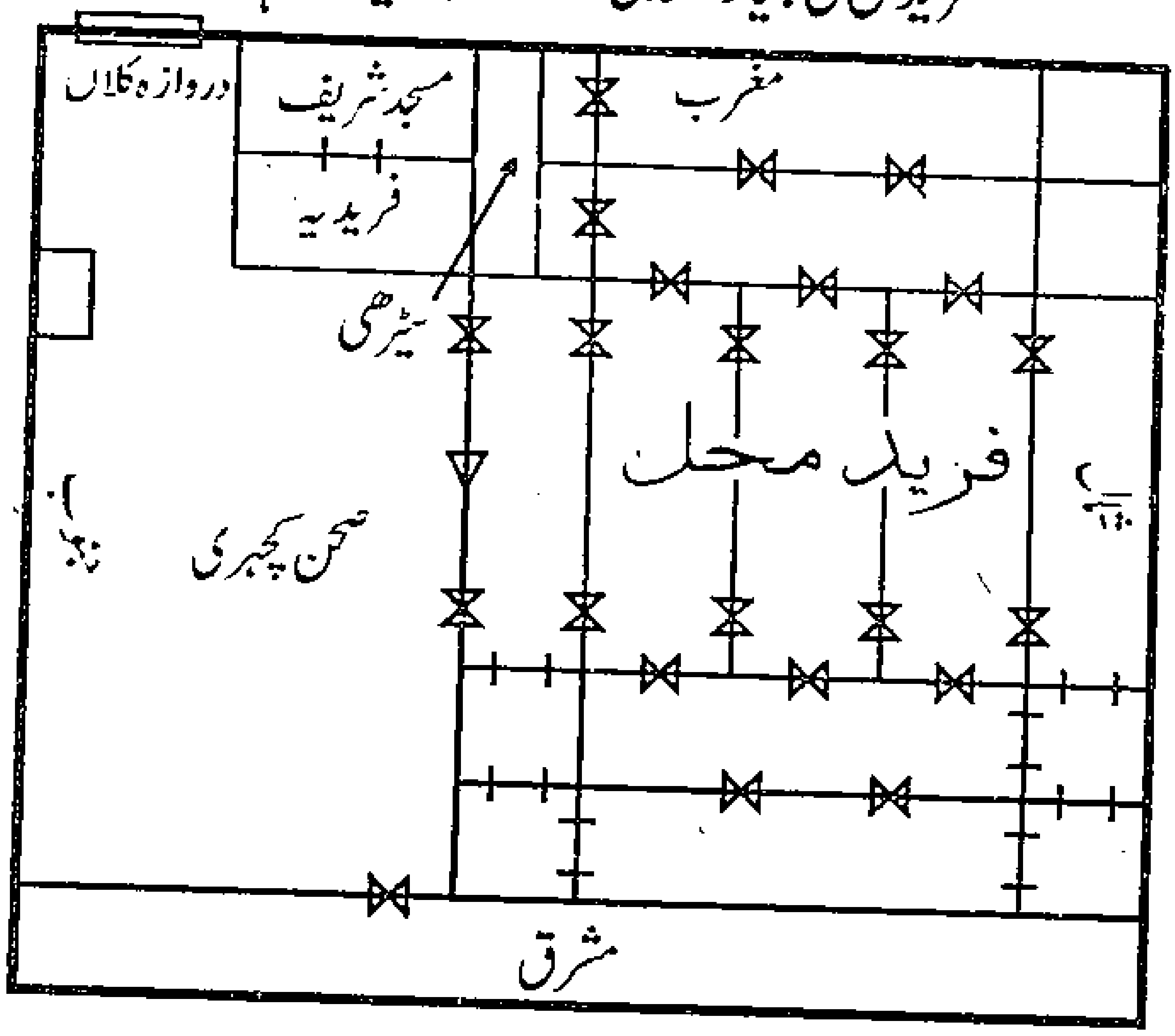

نقشہ فرید محل بالائی منزل

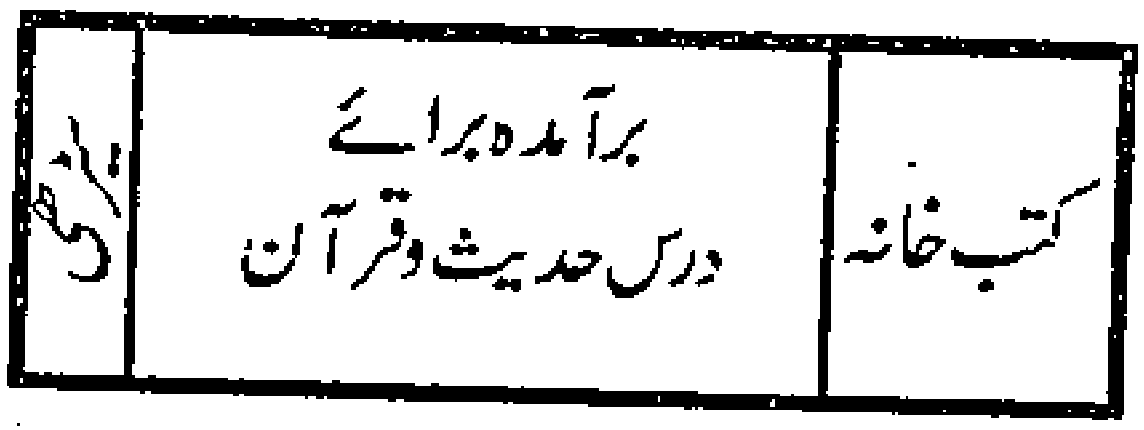

اس محل میں رہائش کے بعد ایک واقعہ پیش آیا کہ خواجہ صاحب کی زوجہ مائی ہوت نے اپنا چندن ہار چارپائی رکھا تو ایک چیل جھپٹا مار کے اٹھا لے گئی۔ واویلا ہوا تو خواجہ تشریف لے آئے اور فرمایا کہ اس سے بھی بہتر لے دیں گے۔ مگر مائی صاحبہ نے اصلی اور وہی ہار پر اصرار کیا۔ خواجہ صاحب نے تعویذ لکھا اور اُسے خاص جگہ پر رکھنے کا فرمایا۔ کچھ دیر بعد وہی چیل اپنے منہ سے وہ چندن ہار گرا گئی۔

Marfat.com

سرائیکی کلامِ فرید کا
منظوم اُردو ترجمہ

Marfat.com

نمبر 1

سرائیکی

سوہنے یار پنل دا
ہر جا عین ظہور
اول آخر ظاہر باطن
اس دا جان ظہور
آپ بنے سلطان جہاں دا
آپ بنے مزدور
تھی مشتاق پھرے وچ غم دے
واصل تھی مہجور
تھی معشوق دلیں لٹ نیوے
جان کرے رنجور
گل لانوں ول مار تڑھاون
ایہو نہیں دستور
چشماں فخرالدین مٹھل دیاں
تن من کیتا چور
گھول گھتاں مَیں فخر جہاں توں
جنت حور قصور
یار فرید کوں اینویں ساڑیو

اُردو

میرے سوہنے دلبر کا
ہر جا عین ظہور
اول آخر ظاہر باطن
اس کو جان ظہور
خود ہی وہ سلطان بنے
اور خود ہی بنے مزدور
مَیں پھرتا ہوں ترے غم میں
آ مل مجھ سے اے مہجور
بن دلبر وہ دل لے جائے
اس طور کرے رنجور
گلے لگا کر دور بھگانا
یہ تو نہیں دستور
فخر الدین کی آنکھوں نے تو
تن من کیا ہے چور
فخر جہاں پہ کروں نثار
جنت حور قصور
یار فرید کو یوں جلایا

Marfat.com

نمبر 2

جینویں جلیا کوہ طور	جیسے جلا تھا طُور
چوریوں جارلوں استغفار	چوری اور بدکاری سے مری استغفار
بخشم شالا رب غفار	مجھ کو میرا مولا بخشے جو کہ ہے غفار
گندڑی عادت گندڑے فعلوں	میری بد اعمالی سے ہے
توبہ توبہ لکھ لکھ وار	توبہ توبہ لاکھوں بار
کر کر سخت گناہ پرتایم	کر کے سخت گنہ پچھتایا
توں ہیں خاوند بخشن ہار	تو ہے مالک بخشن ہار
پیر پیغمبر تیڈے بانھے	پیر پیغمبر تیرے بندے
توں مالک توں کل مختار	تو ہے مالک تو مختار
مَیں بد عملی تے کر رحمت	مجھ بد اعمال پہ بھی ہو رحمت
جیں ڈینھ یار وی یار نہ یار	جس دن کسی کا کوئی نہیں یار
اوگن ہاری نہیں کہیں کم دی	مَیں ہوں عاصی اور نکما
کوجھی، کملی، بدکردار	مَیں بدصورت، بدکردار
تیڈا شان ہے فضل کرم دا	تیری شان ہے کرم کرے تو
مَیں وچ ڈوہ تے عیب ہزار	مَیں قاصر اور عیب ہزار
آون یاد گناہ پرانے	جب یاد آئیں بد افعال
پٹ پٹ روواں زار و زار	مَیں رووں پیٹوں زار و زار
رات قبر دی ڈینھ حشر دا	قبر کی شب اور دن محشر کا
سر تے کڑکم بارے بار	سر پہ میرے بھاری بار
مَیں مسکین فرید ہاں تیڈا	مَیں مسکین فرید تیرا ہوں
توں بن کون اتارم پار	تجھ بن کون لے جائے پار

Marfat.com

نمبر 3

سرائیکی

ہر دل جو دلدار یار مہنجو
سوہنیاں جو سردار یار مہنجو
کتھ مُلاں، کتھ آمر ناہی
کتھ منصور تے دار یار مہنجو
آپ چھپاوے راز حقیقی
آپ کرے اظہار یار مہنجو
کتھ بلبل کتھ گل جی صورت
برگ کتھاں کتھ خار یار مہنجو
کتھ سرخی کتھ ناز نزاکت
کتھ کجلا، کتھ دھار یار مہنجو
کتھ ڈھولک کتھ تان ترانہ
کتھ صوفی سرشار یار مہنجو
کتھ عابد کتھ نفل دوگانہ
کتھ کیفی میخوار یار مہنجو
کتھ عاشق کتھ درد کشالے
کتھ دلبر غمخوار یار مہنجو
یار فرید نہیں وچ پردے
خود پردہ ہے یار، یار مہنجو

اُردو

ہر دل کا دلدار وہ ہے میرا یار
خوباں کا سردار وہ ہے میرا یار
کیا مُلاّ اور کیا امر نواہی
کیا منصور اور دار وہ ہے میرا یار
راز حقیقی رکھے نہاں بھی
خود ہی کرے اظہار وہ ہے میرا یار
کیا بلبل کیا گل کی صورت
کیا برگ اور خار وہ ہے میرا یار
کیا سرخی کیا ناز نزاکت
کیا کجلا کیا دھار وہ ہے میرا یار
کیا ڈھولک کیا تان ترانہ
کیا صوفی سرشار وہ ہے میرا یار
کیا عابد کیا نفل دوگانہ
کیا کیف اور میخوار وہ ہے میرا یار
کیا عاشق اور کیا درد و غم
کیا دلبر غمخوار وہ ہے میرا یار
یار فرید نہیں پردے میں
خود پردہ ہے یار وہ ہے میرا یار

Marfat.com

نمبر 4

سرائیکی

ڈٹھڑی یار بھلائی
تب تل ترس نہ آیو
پاکاوازی ستڑوں
ویندیں نہ مکایو
سجھوں کوں بلھا کے
کیوں جانی دل چایو
جے ہے یار بروچل
ہیں میں توں بھرمایو
جے ہاوی اے نیت
کیوں وت یاری لایو
جان فرید نکڑی
مفت ڈکھاں وچ پایو

اردو

دیکھا ترا سلوک
اک پل ترس نہ کھایا
تھی جمل کی صورت اسدم
تو گھر سے تھا جب آیا
پھر کیوں یہ برتاؤ
جب اپنے پاس بٹھایا
بانے مجھے اپنے دلبر
کس نے ہے بھڑکایا
جب تو نے یہ ٹھانی تھی
کیوں پیار مجھے جتلایا
بیکار فرید کو سمجھا
اور رہ غم کا دکھلایا

Marfat.com

نمبر 5

سرائیکی

ہر جا ذات پنل جی
عاشق جاں یقین
ہر صورت وچ یار دا جلوہ
کیا اسمان زمین
احد ہا بن احمد آیا
موہئیں چین مچین
حاکم ہو کر حکم چلاوے
آپ بنے مسکین
آپ کرے بہہ وعظ نصیحت
آپ بجائے بین
جے چاہیں توں یار دا میلا
ست کاوڑ بُھ کین
زاہد کوں جا خبر سنادو
عشق اساڈا دیں
پیر مغاں ہک رمز سجھائی
ساجن سمجھ قرین
غافل نہ تھی یار تو ہک دم
ہر جاگہ ہر عین
دل فرید دا لٹن کیتے
بنیا فخر الدین

اُردو

ہر کہیں ذات اُسی کی
عاشق سمجھ یقین
ہر سمت اُسی کا جلوہ
کیا افلاک زمین
احد تھا اور بن احمد آیا
ہیں تابع چین مچین
حاکم ہو کر حکم چلائے
خود ہی بنے مسکین
خود ہی وعظ سنائے
خود ہی بجائے بین
مل جائے گی وصل کی دولت
چھوڑ دے بغض اور کینہ
زاہد کو یہ خبر سنا دو
ہے عشق ہمارا دین
مرشد نے یہ راز بتایا
یار کو سمجھ قرین
یار سے غافل مت ہو
ہر جا اور ہر عین
دل فرید کا لوٹا جس نے
وہ ہے فخر الدین

Marfat.com

Marfat.com

تفصیل عکس ہائے

صفحات نمبر

۱۔	خط ڈاکٹر الیاس عشقی بنام مصنف محمد اسلم میتلا	۲
۲۔	صفحات دیوان فرید قلمی سید چراغ شاہ (چراغیہ)	۲
۳۔	صفحات سفر نامہ حج خواجہ غلام فرید بذریعہ مولانا عمر	۲
۴۔	صفحات مجالس الفرید	۲
۵۔	صفحہ دیوان فرید اُردو قلمی مولانا برخوردار	۱
۶۔	صفحات دیوان فرید قلمی احمدیہ (مرزا احمد بیگ)	۲
۷۔	صفحات دیوان فرید قلمی پیر بخش خاں (نسخہ اول)	۲
۸۔	صفحات دیوانِ فرید قلمی پیر بخش خاں نسخہ ثانی	۲
۹۔	صفحات دیوان فرید قلمی نسخہ جیلانیہ	۲

Marfat.com

Marfat.com

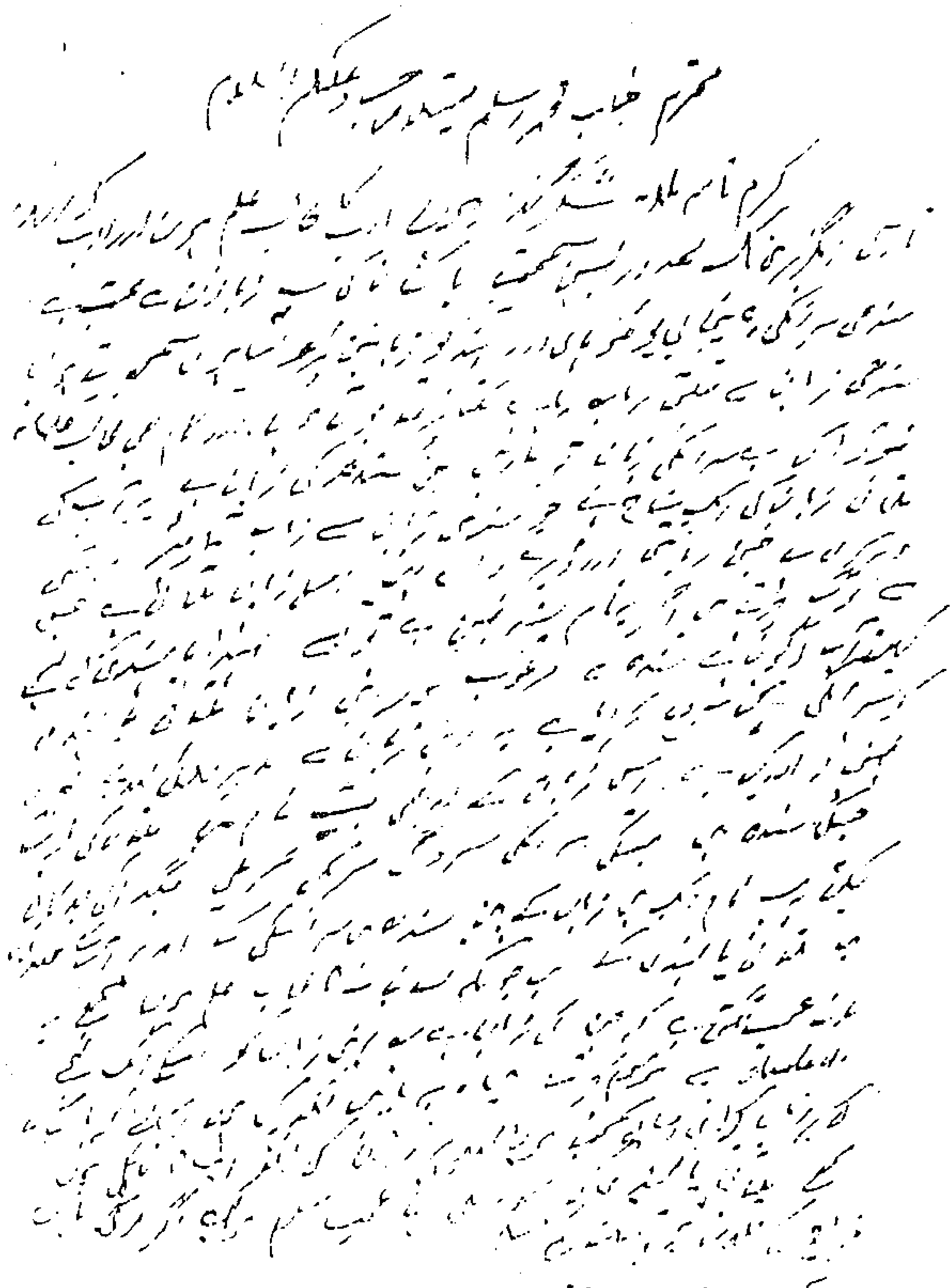

عکس خط ڈاکٹر الیاس عشقی بنام مصنف محمد اسلم مبتلا

Marfat.com

[illegible]

عکس خط ڈاکٹر الیاس عشقی بنام مصنف محمد اسلم میتلا

Marfat.com

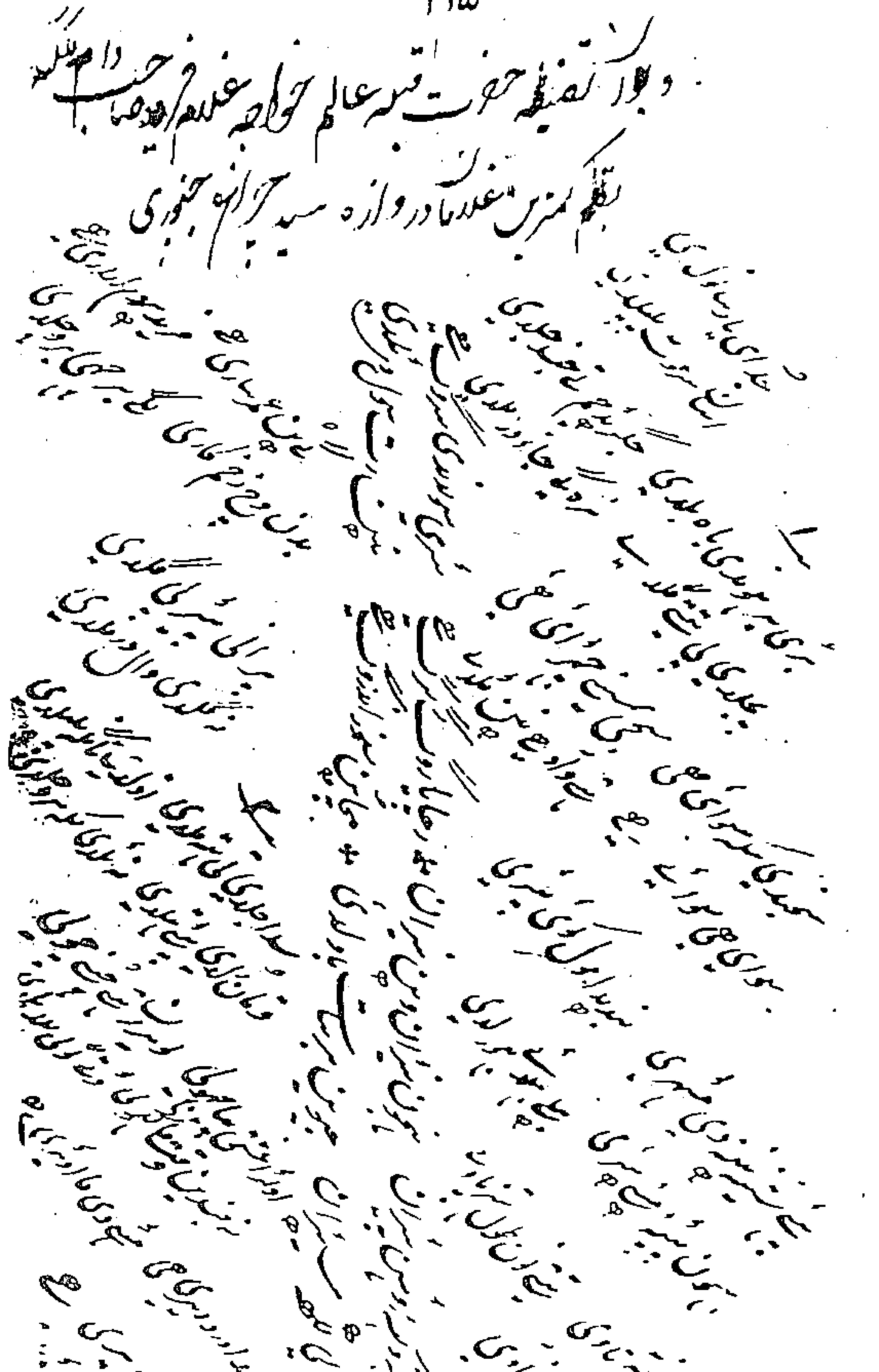

عکس صفحہ دیوان فرید قلمی سید چراغ شاہ (چراغیہ)

Marfat.com

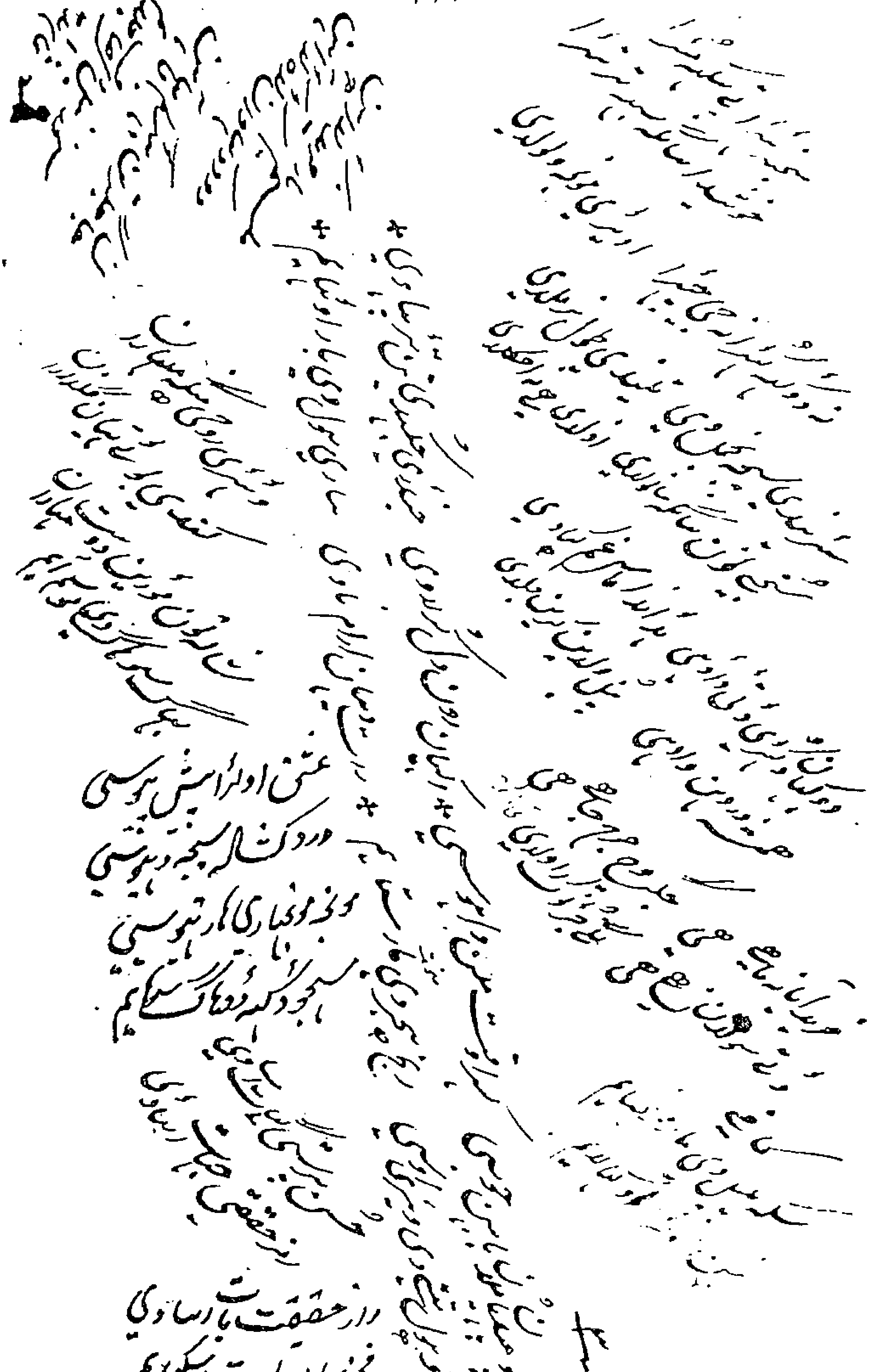

عکس صفحہ دیوان فرید قلمی سید چراغ شاہ (چراغیہ)

Marfat.com

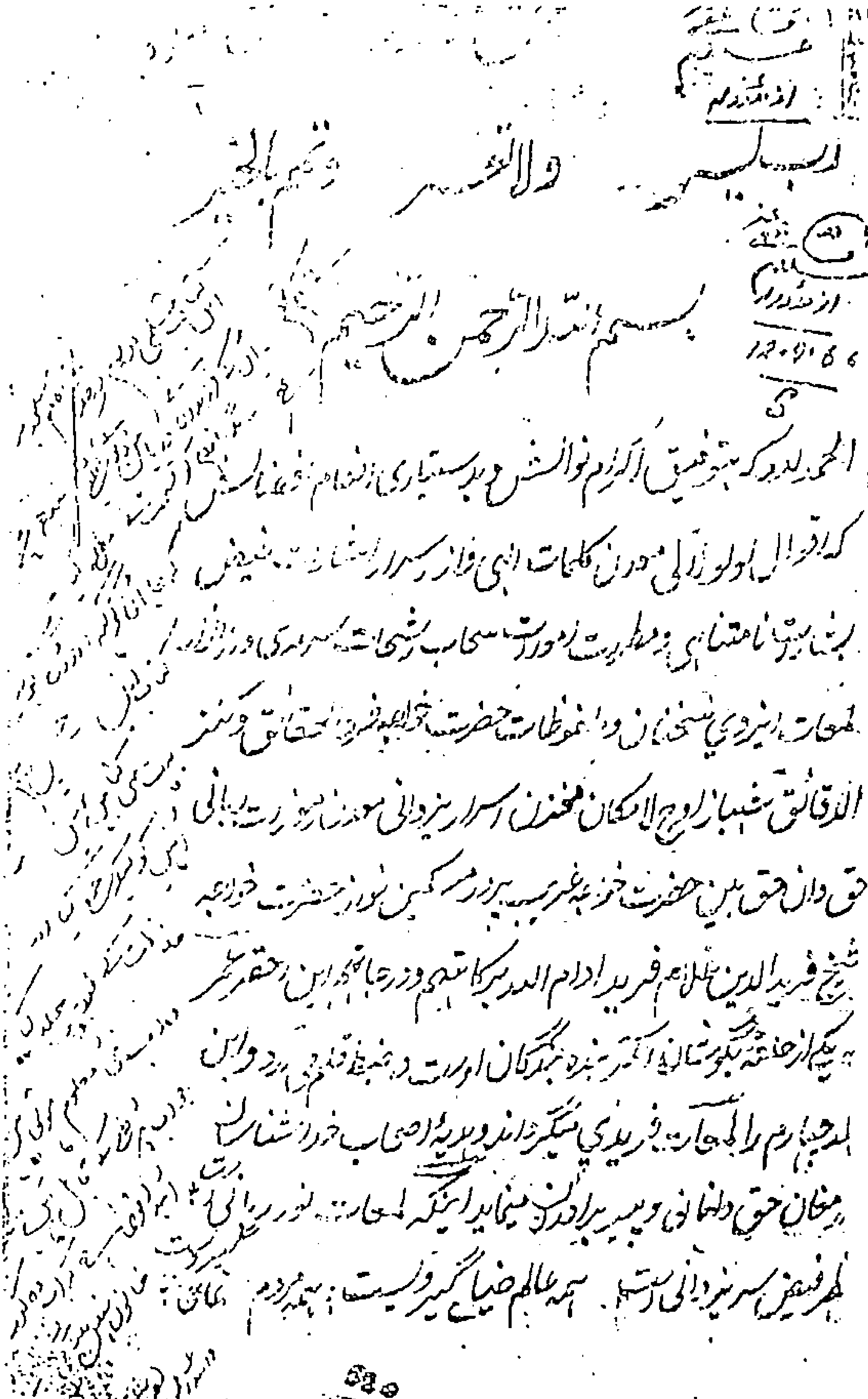
بسم الله الرحمن الرحیم

عکس صفحه سفرنامه حج خواجه غلام فرید بقلم مولانا محمد عمر

Marfat.com

چه بود نمودند ... مشتاقانه حسرت افزود بر دل ناخوش باسب ... ول ...
بیان رفتن ... زیارت بیت الله شریف بر ...
دست ... شعار و ... درستان صورت نگار ... را بادکه حضرت
... و ... عین فرد الافراد ... حقیقت ...
... معروف ... العالی ... سرمایه شوق ارادت ... زیارت
حرمین شریفین زاد الله تعالی شرفهما و تعظیمها بر خاطر ...
... گشته ... خواهان و ... خویش ...
... هزار روپیه ... سبیل جمع آورده و خادمان خویش که
... هر کس ... تفصیل نگاشته می آید ...
طریق ... خنده ... که ...
... بجانب ... قاف ... جناح ...
... زیارت ...
... شاه و ... م
... الله ...
... سلطان محمود ...
و حکیم حسن علی شاه و میان محمد ... و میان رحیم بخش ...
... بخش ... و ...

تراب ساحی

عکس صفحہ سفرنامہ فرید بذریعہ مولانا محمد عمر

[illegible]

عکس صفحہ مجالس الفرید

Marfat.com

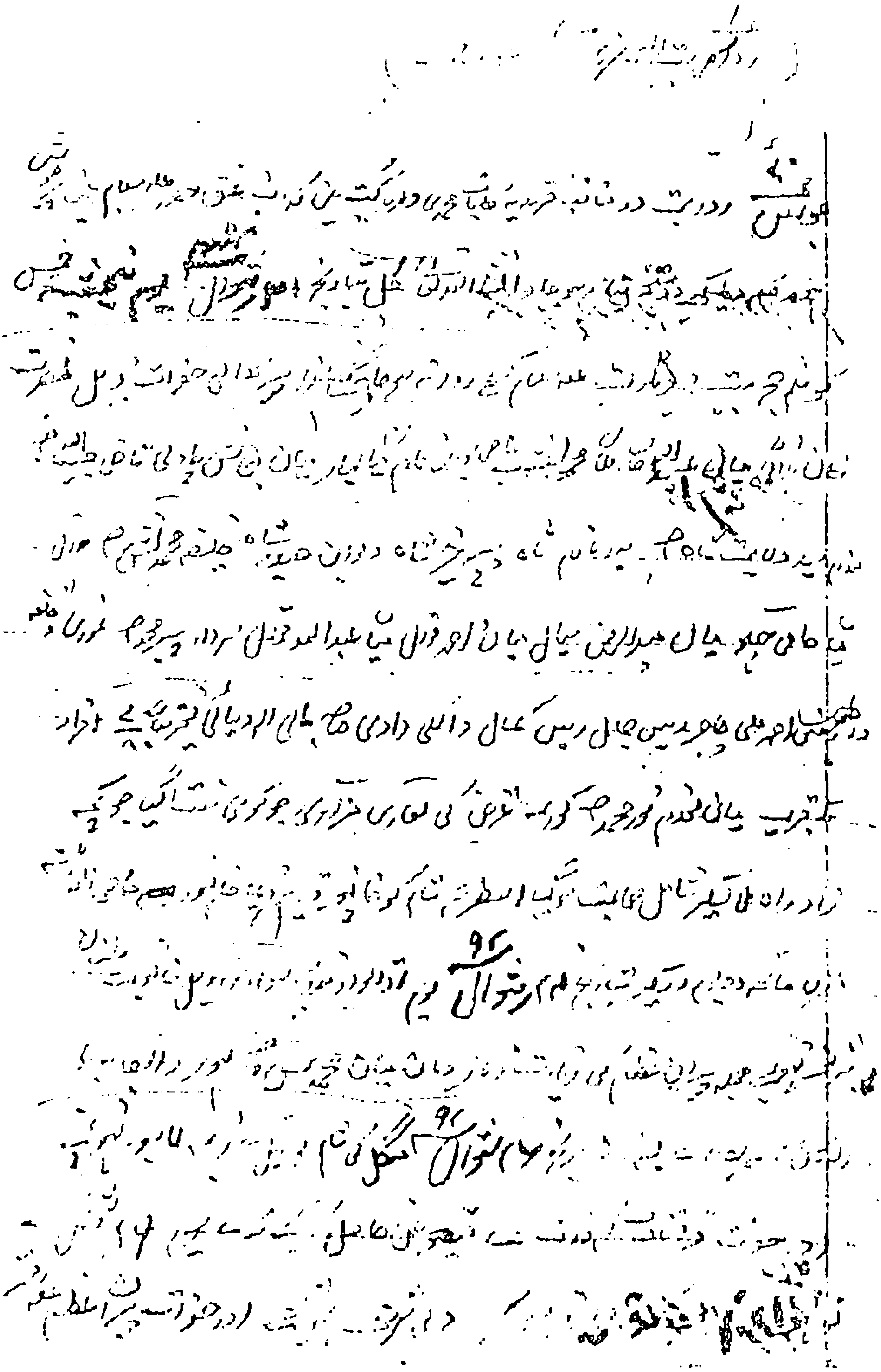

عکس صفحہ مجالس الفرید

Marfat.com

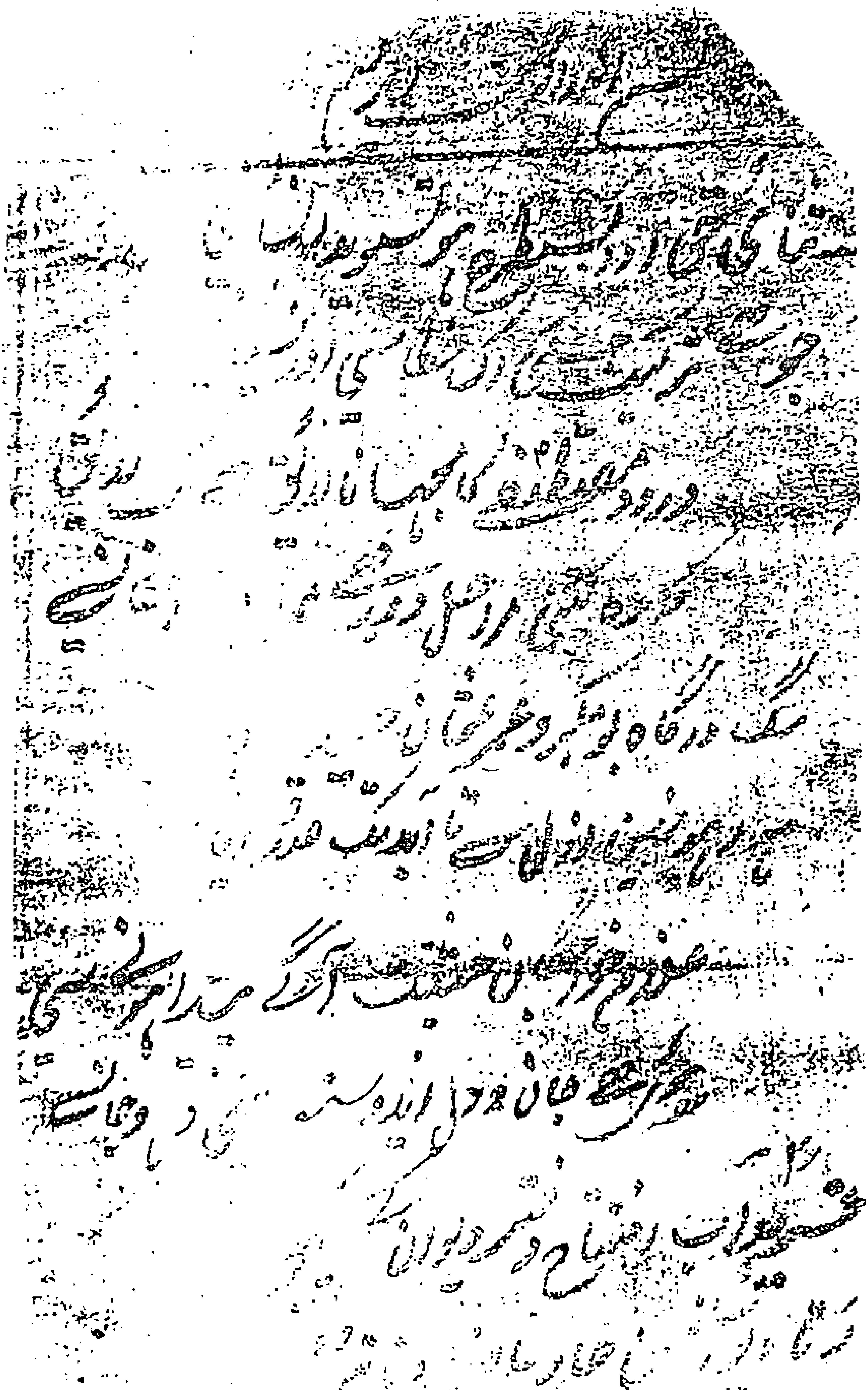

عکس صفحہ دیوانِ فرید اُردو بقلم مولانا برخوردار (استاد نظم خواجہ فرید)

Marfat.com

غیر خدا کو جا نہیں ہے دل میں ... ہمدم اوسکی جب ہدایت ہوگئی ہے
بے ربط ازل حق نہیں آتا مجھے نظر میثاق سے اس لئے رغبت ہوگئی ہے
احمد کا میم جانا ہو الف کو فرید الہ کا الف مجھے قامت خدا کی ہے

غزل

بہار آئی کہو صیاد کو حکم غنا دیوے میری ہاتھوں میں اب بھر خدا میری عیادت دیوے
نہ سیر گلشن اور نہ ریحان نہ نسرین چاہتا ہوں میں مگر رخصت مجھے ایکبار طرف آشیان دیوے
نہ ہے خواہش بہشت کی نہ ہے اغراض دوزخ سے جہاں اپنا لقا دیوے وہاں مجھکو بٹھا دیوے
مجھے چاہے قتل کر دے مجھے چاہے آگ میں ڈالے وے ہر طور میں ایام فرقت سے امان دیوے
گمان موت کرتا ہے غلط ادبیر مجھے ایدل فرید آسا مجھے کوئی عشق کے مسلخ میں جا دیوے

من تصنیف جناب فیض مآب حضرت واعظ بے بدل و عالم
باعمل مولویصاحب مولوی حافظ فتح محمد صاحب
بسکنہ جلالپور پیروالہ ضلع ملتان مداح حضور فیض
گنجور راحت نور آفتاب فرید

مخزن

مخزن عرفان مولانا فرید | معدن عرفان مولانا فرید
در لباس فخر سلطان بیخلاف | مشتغل بہر آن مولانا فرید
خلق جذاب است بیشک ذات او | ناصحا رحمان مولانا فرید
بحر زخار ست در جود و عطا | رحمت رحمان مولانا فرید
ابر نیسان است بہر بیکسان | مقبل سبحان مولانا فرید
آفتاب رشد مرشد ہادی | راحم سلطان مولانا فرید
شد وجودش بہر دلک اہل دلان | درد را درمان مولانا فرید
صورت دال است بر معنے کمال | کامل انسان مولانا فرید
از فیض ذات خود کردہ جہان ابہرہ در | وہ عجب عنوان مولانا فرید
چہ غنی او مفتقر گوید چنین | باد جان قربان مولانا فرید
حافظ نادار بیکس ناتوان | مدح خوان از جان مولانا فرید

تمام شد دیوان حضرت خواجہ غلام فرید صاحب رح
بتاریخ ۱۸ رجب المرجب سنہ ۱۳۳۱ مطابق ۲ اگست سنہ ۱۹۱۲ بروز یکشنبہ
بوقت بعد نماز ظہر ۲ بجے دن یلوح فی القراس

عکس صفحہ دیوان احمدیہ (مرزا احمد بیگ)

Marfat.com

نوشته بماند سیاه بر سفید | نویسنده رانیست فردا امید
هر که خواند طمع دعا دارم | زانکه من بنده گنه گارم
الٰهی بیامرز این بنده را | مصنف نویسنده خواننده را
کشتگان خنجر تسلیم را | هر زمان از غیب جان دیگر است
کند هم جنس باهم جنس پرواز | کبوتر با کبوتر باز با باز
در پے دنیا کسے یاری ندیدم | اگر دیدم وفاداری ندیدم

تحریر کننده فقیر حقیر پر تقصیر معاصی پر معاصی بنده
خاکسار خاکپا، نیاز مند تابعدار حافظ احمد بیگ
ولد حافظ نصیر بیگ صاحب مرحوم رح سکنہ ڈیرا اور
قوم مغل چغتہ، بیت، نوشتم دیوان براین کاغذ نشانی
که بعد از رفتنم باشد نشانی
آج بتاریخ ۱۰ رجب المرجب ۱۲۸۰ھ مطابق ۱۲ اگست ۱۸۶۳ء تمام شد

عکس صفحہ دیوان احمدیہ (مرزا احمد بیگ)

Marfat.com

کافی

ساجھ سیج دیاں ننندراں گیاں
ٹٹڑی چھوڑ ماہی ساڈا سٹ مایا کیا کراں

راتیں پنل گیا کیچ دل
کہیں نہ جگایا کیا کراں

لائق نہ ہم دیدار دی
دیدیں ازایا کیا کراں

کیا کیا سنادا حال ہن ۔ دلبر نہ نیتم نال ہن
لے گل وڈے جنجال ہن ۔ زلفیں پھسایا کیا کراں

بد مہر بیم وبخ دا دارج ۔ ظلمات دہوں اندہارج
موجین دی دار مدار ج ۔ قادر کہیرایا کیا کراں

عکس صفحہ دیوان احمد یہ (مرزا احمد بیگ)

Marfat.com

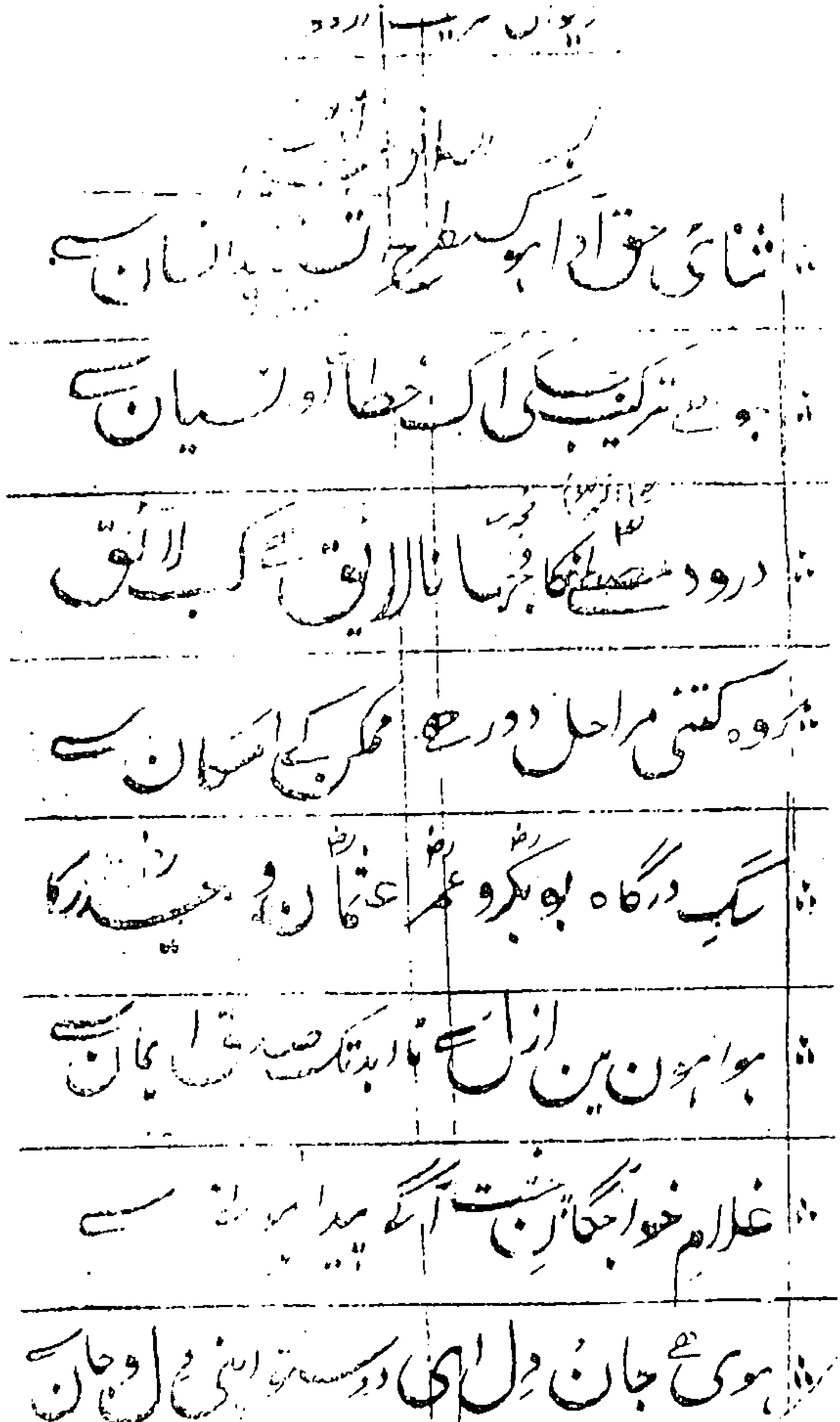

عکس صفحہ دیوان پیریہ (اول)

Marfat.com

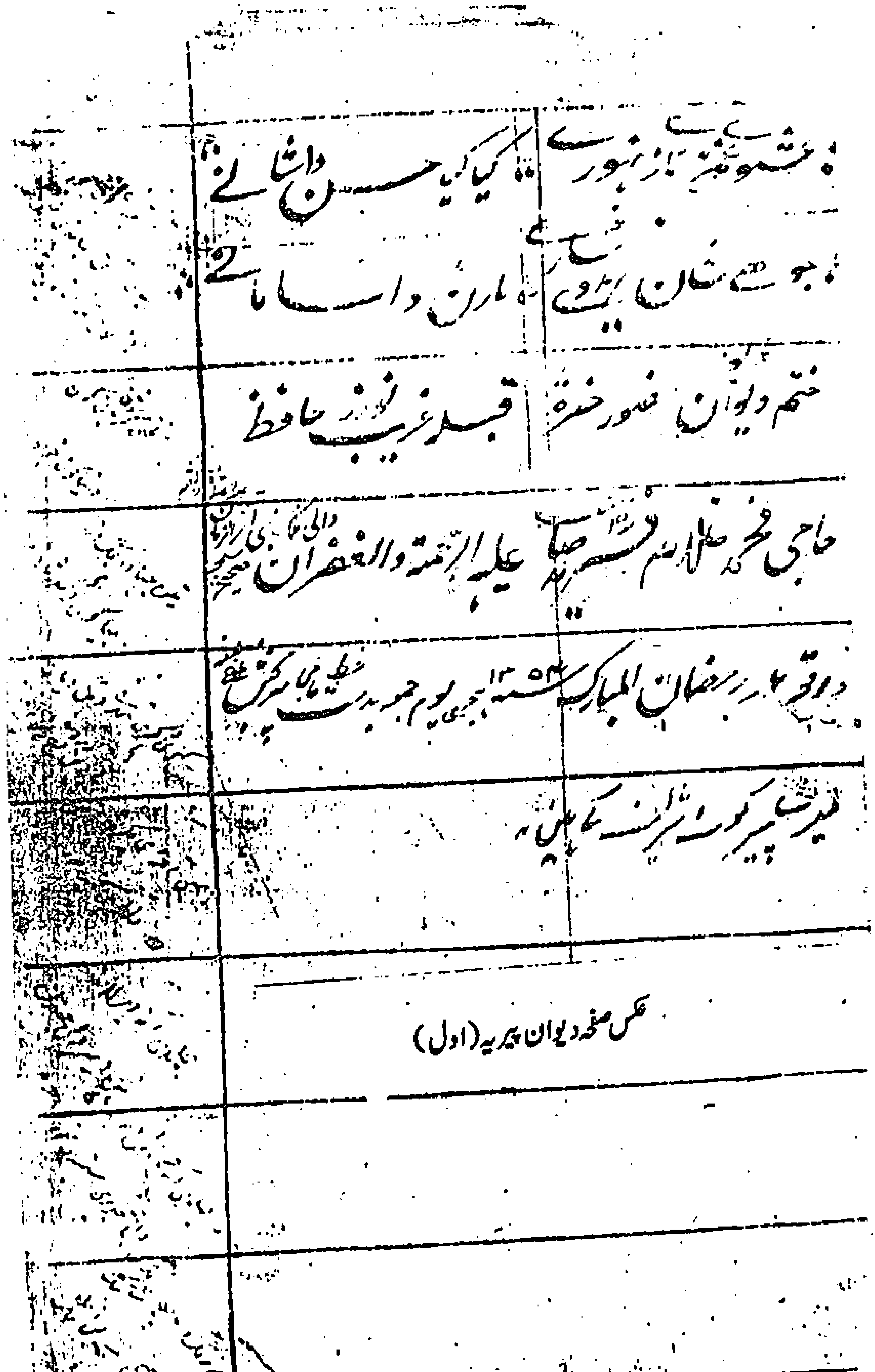

عکس صفحہ دیوان پیریہ (اول)

Marfat.com

غم کیا کر اوڑک مرساں ڈوکھ ڈوکھڑی جیڑا تایا

عشق لگا گہر وسریا زر وسری ور وسریا

گذری ناز حسن دی مانی زیور ٹہر پور وسریا

وسری کجلی سرخیاں مینڈیاں تو لا بینسر وسریا

ورد اندیشے والی موری بابا کل جوہر وسریا

ویہڑ گشت دوارہ مندر مسجد منبر وسریا

سکدی ساہ ئے ہکدی سونہہ خبر تھولی شر وسریا

بھرو دم وسیلے بھی یاد ساونوں سہر راماں ہر وسریا

ویں نا کیچ فرید نہ مرساں

سو نجبر دا ڈر وسریا

مارد

عکس صفحہ دیوان جیلانیہ

Marfat.com

وہ امن اللہ معظم   وہ حرم اللہ محرم

وہ بیت اللہ مکرم   ہے رحمت دا سر جایا

ہے نور سیاہ مجسم   ہے شان سواد الاعظم

سیاہ بیشک آمن ہے غم   جو حرم احاطہ آیا

کر باہو حریم حرم کون   ہر کیہ پیشس نورانی محکم گون

دل آگہی کہا وراں سم کون   ہے حیرت کور آ جایا

ہن دراگان وطن ولایا   لکیہ مونجھ مونجھاریاں آیاں

دل سونجھی پتیاں لایاں   دل میلا ہن یار خدایا

دل ولبر کیتی تنگی   آگر شہر بزار نہ سنگی

تونج کھہ سوں طوف وہنگی   دل جگر بخت ہمرایا

ہن یار فرید نجرساں   رت زور و آہیں کرساں

عکس صفحہ دیوان جیلانیہ

Marfat.com

سوانحی خاکہ مصنف

نام: محمد اسلم میتلا

تاریخ پیدائش: ۱۵ ستمبر ۱۹۵۱ء نعمت والا جہانیہ

تعلیم:
گورنمنٹ ہائی سکول جہانیاں
گورنمنٹ کالج بوسن روڈ، ملتان
ولایت حسین اسلامیہ ڈگری کالج، ملتان
گیلانی اسلامیہ لاء کالج ملتان

وکالت: ۱۹۷۳ء تا ۱۹۸۰ء (خانیوال-میلسی)

ملازمت: ڈپٹی ڈسٹرکٹ اٹارنی ۱۹۸۰ء تا ۱۹۸۷ء
بہاولپور، رحیم یار خاں، لیہ، ڈیرہ غازی خاں، بھکر، مظفر گڑھ
سول جج / جوڈیشل مجسٹریٹ ۱۹۸۷ء تا ۲۰۰۱ء
تونسہ، شجاع آباد، وہاڑی، ملتان، رحیم یار خان، لیاقت پور

ریٹائرمنٹ: ۳۰ رجون ۲۰۰۱ء لیاقت پور (ضلع رحیم یار خان)

تخلیقات:
۱۔ منزلِ شوق (اُردو شعری کلام)
۲۔ شہرِ تبسم (اُردو انشائیوں کا مجموعہ)
۳۔ سرائیکی انشائیے (سرائیکی انشائیوں کا مجموعہ)
۴۔ وسیب رنگ (سرائیکی انشائیوں کا مجموعہ)
۵۔ محفلِ سرکار (اُردو نعتوں کا مجموعہ)
۶۔ ڈکھ نجوک (سرائیکی شعری کلام)
۷۔ اتھرو موتیاں ورگے (پنجابی شعری کلام)
۸۔ ذکرِ فرید (مقالات کا مجموعہ-سرائیکی)

Marfat.com

۹۔ انوارِ فرید (مقالات کا مجموعہ-سرائیکی)

۱۰۔ پیت اولڑی (سرائیکی شعری کلام)

۱۱۔ فرید نامہ (خواجہ فرید حیات فن-اُردو)

۱۲۔ گلشنِ سرکار (سرائیکی نعتوں کا مجموعہ)

۱۳۔ ذوقِ فرید (خواجہ فرید کے فارسی کلام کا مجموعہ اُردو ترجمہ) زیرِ طبع

۱۴۔ تذکارِ فرید (حیات فن اور پیغام خواجہ فرید اُردو) (زیرِ طبع)

۱۵۔ فردِ شوق (اُردو شعری کلام) (زیرِ ترتیب)

۱۶۔ شانِ ذوالجلال (سرائیکی حمد کا مجموعہ) (زیرِ ترتیب)

مستقل رہائش وایڈریس:

محمد اسلم میتلا (سول جج ریٹائرڈ)

نعت والا چک نمبر 115/10-R،

ڈاکخانہ وتحصیل جہانیاں ضلع خانیوال

Marfat.com

کتابیات

کتب

مقابیس المجالس	کپتان واحد بخش
سفر نامہ فریدی	مرزا احمد اختر
مناقب فریدی	مرزا احمد اختر
فوائد فریدیہ	خواجہ غلام فرید
پیامِ فرید	ڈاکٹر مہر عبدالحق
فرد فرید	ڈاکٹر مہر عبدالحق
خواجہ فرید اور ان کا خاندان	خواجہ طاہر محمود
ذکرِ فرید	محمد اسلم میتلا
انوارِ فرید	محمد اسلم میتلا
فرید نامہ	محمد اسلم میتلا
ہفت اقطاب	مولانا غلام جہانیاں
روہی رنگ	نور الزمان اوج
خواجہ غلام فرید حیات اور شاعری	شہاب دہلوی
مٹھل فرید	سرفراز حسین قاضی
یار فرید	ڈاکٹر اسلم رانا
پیر فرید	حمید اللہ ہاشمی
فرید وچار	زاہد حسین
خواجہ فرید کے تین رنگ	ڈاکٹر انوار احمد

Marfat.com

خواجہ فرید	جاوید چانڈیو
فوائد فرید (ترجمہ)	معین شاہجمالی
فقرِ فرید	مولانا بشیر اختر
کون فرید فقیر	دلشاد کلانچوی
عکسِ فرید	ڈاکٹر طاہر تونسوی
مطالعۂ فرید کے دس سال	ڈاکٹر طاہر تونسوی
تناظراتِ فرید	عائذہ قریشی
فکر فراق فریدی	مہر گل محمد
سلک سلوک فریدی	حمید اُلفت ملغانی
خواجہ غلام فرید شخصیت اور شاعری	ڈاکٹر روبینہ ترین
خواجہ فرید فکر و فن	ڈاکٹر محمد امین
پاکستان میں مطالعۂ فرید کی روایت	خورشید عالم

دیوانِ فرید مطبوعہ

دیوانِ فرید	مولانا عزیز الرحمٰن
کلامِ فرید	صدیق طاہر
دیوانِ فرید	جاوید چانڈیو
دیوانِ فرید اُردو	پکالاڑاں مدرسہ
دیوانِ اوحدی	مولانا فخر جہاں
مجموعہ کافیاں	محمد عارف ۱۸۸۲ء

قلمی دیوان

نسخہ دیوان حدادیہ	مولانا غلام حداد
نسخہ دیوان چراغیہ	سید چراغ شاہ (مملوکہ راقم)

Marfat.com

نسخہ دیوان برخوردار یہ (الردو)	مولانا برخوردار
نسخہ دیوان احمد یہ	مرزا احمد بیگ
نسخہ جیلانیہ	مملوکہ سید انیس شاہ جیلانی
دیوان ولایت شاہ	دیوان ولایت شاہ

رسائل

الزبیر فرید نمبر ہائے

سرائیکی ادب نومبر ۱۷ء تا حال

العزیز ۴۰ تا ۴۵

الفرید ۴۶ یا ۵۲ء

سہ ماہی سرائیکی تا حال

قلمی کتب

مجالس الفرید	احمد جان صادق فریدی
سفرنامہ حج خواجہ فرید	مولانا محمد عمر

Marfat.com